

الآن اولیاء اللہ الاخیر علیہم السلام یغزنون

معانی الانوار  
مقصد الابرار



110  
سید

1664

Handwritten notes in blue ink, including the name 'محمد باقر' (Muhammad Baqir) and other illegible script.

Handwritten notes in blue ink, including the name 'محمد باقر' (Muhammad Baqir) and other illegible script.

مؤلف مرتب

عالم نبیانه حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین صاحب مدینه

نقشبندی



مکتوب

غوث

قلب

آبِ ایل

نقبا

نقبا

کفنا

اولیاء اللہ دیننا سنتا بکرتہ و نورنا بولہ

اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ

ایضا منزل کبریا ما ايسم اللہ

۲۰ روزہ

۴۴ عبادت

۴۴ عبادت

تبارک و تعالیٰ

۴۴ عبادت

۲۴ لکھنے سے ۲۴ بار سوائس سے

۴۴ عبادت سے ۴۴ بار سوائس سے

بجورہ کرتا ہے



یا ابراہیم

هوالمحی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الان اولیاء اللہ الاخرون علیہم ولاہم یجنون  
الحمد للہ والمنۃ والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد المصطفیٰ علیہ  
التحیتہ والثناء کہ کتاب مستطاب بے نظیر والاجواب المسوی بہ

1669

# لمعات الاولیاء فی مقاصد الابرار

مرتب و مؤلف

حضور غوث خلقت غیث رحمت ربیب الاولیاء سند الاتقیاء امام  
الاصفیاء صفوۃ الصلحاء قدوۃ العارفين زیدۃ السالکین عمدۃ الکاملین  
شہس الشریعت بدر الطریقت منبع جود الحقیقت والمعرفت غوث  
الزمان کھف امان مرجع غریبان و بکیسان جناب پیر تلامحی الدین  
صاحب غزنوی و قطب طریقت ناصو الملت حامل شریعت جناب حضرت  
پیر ثانی صاحب غزنوی مدظلہما دربار دربار نیریان شریف  
ڈاکخانہ تراز کھل تحصیل سدھنوتی ضلع پونچھ رازاکشہیر

ناشر

ابوالحسن بدایین مفتی دربار عالیہ قدسیہ نیریان شریف حال خطیب  
شاہی جامع مسجد مقبرہ شہر حضور تحصیل و ضلع کیمیل پور علاقہ پونچھ پاکستان

صدیہ چھ روپے

بار اول ایک ہزار



انتساب :

59569

بما خدمت

طالبان

حق و صداقت



# فہرست مضامین

(1664)

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
	بیان عمارت قبور پر اعتراضات	۱۳	۶	قصیدہ مدحیہ	۱
۱۱۶	جوابات		۱۶	خطبہ الکتاب	۲
۱۲۲	بیان ختم نبوت	۱۵	۱۱	حمد و ثنا باری تعالیٰ	۳
۱۲۳	تحقیق مقام	۱۶		طالب اور مطلوب کا	۴
۱۲۴	نبی اور رسول میں فرق نکتہ	۱۷	۱۲	حقیقی بیان	
۱۲۵	حکایت	۱۸	۳۴	بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۵
۱۳۰	جدید اصطلاح کی اشتراع	۱۹	۴۱	بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام	۶
۱۳۲	خلاصہ	۲۰	۴۳	بیان حضرت موسیٰ علیہ السلام	۷
	امکان نبوت کا تصور بھی قرآن و	۲۱	۵۳	بیان حضرت داؤد علیہ السلام	۸
۱۳۲	حدیث کے خلاف ہے		۵۶	بیان حضرت محمد الرسول اللہ	۹
۱۳۳	اتمام دین و نعمت	۲۲		صلی اللہ علیہ وسلم	
	شہادت انبیاء سابقین	۲۳	۸۵	بیان تقلید	۱۰
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی		۹۰	بیان حاضر و ناظر کے ثبوت میں	۱۱
۱۳۶	ختم نبوت پر		۹۶	بیان بندایا رسول اللہ	۱۲
	بیان خلافت و کرامت	۲۴		صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۴۱	ولی کی تعریف اور پہچان	۲۵		بیان مزارات اولیاء اللہ	۱۳
۱۴۶	بحث و سیدہ	۲۶	۱۱۲	پر گنبد بنانا	



صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
	روح محفوظ و قلم کا غیب داں	۲۲		بحث زیارت القبور	۲۷
	ہونا۔			بیان تبرکات	۲۸
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳		بیان تعارف اولیاء اللہ	۲۹
	کا شکم ماور میں غیب داں			کرامات اولیاء	۳۰
	ہونا			بیان قصہ حضرت حسن بصریؒ	۳۱
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا	۲۴		مالک بن دینار	۳۲
	قیامت تک تمام واقعات			حسب عجمی	۳۳
	کا بیان فرمانا۔			رابعہ بصری	۳۴
	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے	۲۵		بایزید بسطامی	۳۵
۳۱۸	غیب داں ہونے کا ثبوت			حکایت حضرت خواجہ	۳۶
	حضرت بایزید بسطامی کا	۲۶		محمد قاسم موہڑوی	
۳۱۹	غیب داں ہونا			ذکر بالجہر	۳۷
	حضرت عمارت ابن مالک	۲۷		انبیاء کے غیب داں ہونے	۳۸
۳۲۰	انصاری کا دنیا میں ہی جنت			کا قرآن مجید سے ثبوت	
	و دوزخ کا دیکھنا			حضرت خواجہ خضر علیہ السلام	۳۹
	بیان ثبوت استمداد انبیاء	۲۸		کا غیب داں ہونا	
	و اولیاء دنیا و آخرت میں مشکل			حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	۴۰
	کشائی و حاجت روائی			کو علم ماکان کیوں کا ہونا	
	دینی و دنیوی کاموں میں استمداد	۲۹		حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	۴۱
	بازن اللہ کا ثبوت			سب سے زیادہ علم بالقرآن تھے	



صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۴۰	تخلافت کے پانچ اصول	۶۰		تمتہ	۵۰
۳۴۱	اصول اولیائی کا بیان	۶۱		سلسلہ بیعت کا بیان	۵۱
"	بیان اصول غوثیت	۶۲		مرید کی تعریف اور مطلب	۵۲
	بیان اصول و سلسلہ	۶۳	۳۵۷	مراتب بیعت	۵۳
۳۴۲	نقشبندیہ		۳۵۹	بیان اصول مرید	۵۴
۳۴۳	صابر اور صوفیوں کا بیان	۶۴	۳۶۰	بیان وضو اورانی	۵۵
۳۴۵	مراقبہ اور اس کی منزل	۶۵	۳۶۱	بیان نماز	۵۶
۳۴۶	طریقہ نقشبندی کے احکام	۶۶	۳۶۶	اصول روزہ کا بیان	۵۷
۳۴۸	ترتیب ختم خواجگان	۶۷	۳۶۷	بیان زکوٰۃ	۵۸
۳۴۹	مناجات	۶۸	"	بیان اصول آدمیت	۵۹

نقشبندی باندھتے ہیں نقش ذات ایزدی  
یہ وہ نسخہ ہے جو ملتا ہے اسی دربار میں  
کمپ کر بھی یہاں حیرت میں ہیں چکر میں ہیں  
یہ وہ عقده ہے جو کھلتا ہے اسی دربار میں



# قصیدہ مدحیہ

بجناب غوث اُمت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ

نظر رحمت بہا کن کردگار	کہ جز فضلت ندارم بیچ چار
ابنی ہم پر رحمت کی نگاہ ہو	کہ تیرا فضل میرا آسرا ہو
صراطِ مستقیم است آرزویم	تشفیع کن محمد مصطفیٰ را
و عامیری ہے سیدھا راہ دکھانے	محمد شافع روز جزا ہو
طفیلیش ساخت ایزد ہر دو عالم	پہ عرش و کرسی و تخت الثریٰ را
طفیل اس کے بنائے دونوں عالم	و عرش و کرسی یا تخت الثریٰ ہو
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر	شدہ این چار نائب مصطفیٰ را
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر	ہوئے یہ چار نائب با وفا ہو
منہم حلقہ بگوش و چاکر خاص	کنم سرمہ غبارش خاک راہ را
بناؤں خاک راہ ان کی میں سرمہ	نصیب ان کی غلامی کا پٹا ہو
چو شاہ نقشبند این مسند آراست	رہودہ از ہمہ گوئے ہدیٰ را
جو شاہ نقشبند مسند پہ بیٹھے	چلے آگے وہ سب کے پیشوا ہو
ہمہ اقطاب عالم سرفناورہ	بہ پیش آستانش دامارا
جھکا یا سر ہے اقطاب جہاں نے	بنے سب مقتدی وہ مقتدی ہو
طریق نقشبندان شد منقش	ازاں نشاچی شمس الضیاء را
طریقہ نقشبندی ان سے چمکا	چلے دنیا میں وہ شمس الضیاء ہو
ہمہ پنجاب و کابل ملک کشمیر	یہ پاک و ہند وہم ضلع ہزارا



یہ پاک و ہندول وہاں سے فدا ہو	ہزارہ کابل و پنجاب و کشمیر
فدا سازم باں مشکل کشا را	اگر صد جان و صد تن دارم کنوں
اگر سو جان و تن مجھ کو عطا ہو	فدا کروں میں اس مشکل کشا پر
کشادہ جملہ دریا ئے سخا را	ز خوان بے درغش کیست محروم
سخاوت کا جہاں بہر در کھلا ہو	کوئی محروم اس کے خواں سے کیوں ہو
کہ حیراں ساخت و پگر اولیا را	چنناں فیاض در عالم بودہ
کہ حیرت میں ہے سب اولیا ہو	سخی ایسا نہ ہے کوئی نہ ہوگا
بہ فیضش نور وادہ مہر و مہ را	سر پر خود بکوہ نیریاں ساخت
رہا شمس و قمر بھی خاک پا ہو	لگایا تخت کوہ نیریاں پر
فدا جان و دلم صبح و مہسا را	یہ اسم غلام محی الدین مشہور
دل و جان صبح و شام اس پہ فدا ہو	جناب غلام محی الدین نامی
خیال ستنش لیل و نہا را	کہ محی سنت است آن سرور دین
ہو ادن رات عامل بارضا ہو	وہ شاہ دین دین کی زندگی ہے
سازدہ لشکر خود انتہا را	باں ذوق و محبت در شب و روز
محبت ذوق کی سب پر نگاہ ہو	ہے جاری روز و شب لشکر سخی کا
ندیدہ پہنچ کس آنجا ریا را	خلیل آسا کشادہ خوان یغما
نہ وہ جس میں نمود اور ریا ہو	ہے ابراہیم کا سا خوان بخشش
ملائک ہم بگفتہ مرجا را	بعالم نور عرفانش منور
ملائک بھی کہیں صد مرجا ہو	جہاں میں نور عرفاں ان کا چمکے
مثال موم گرد و سنگ خارا	چنناں فیض است در مجلس پاک
کہ سنگ سخت بھی واں موم سا ہو	ہے مجلس پاک میں وہ فیض جاری



ز علم باطنش نتوان خبر داد	شده ہر لفظ اسرارِ خدا را
ہو علم باطن اس کا کس کو معلوم	کہ ہر ہر لفظ اسرارِ خدا ہو
علوم ظاہری در قلب ایشان	ز نور غیب شد نشو و نما را
علوم ظاہری جس پاک دل میں	خدا کے نور سے نشو و نما ہو
کتاب پاک را ترتیب دادہ	رساندہ تقویت دین بدی را
کتاب پاک کی ترتیب وہ دی	کہ جس سے تقویت دین بدی ہو
بہر فضلش رہ جنت نمودہ	بہر سطرش طریق مصطفیٰ را
کرے بہر فضل اور بہر سطر جس کی	رہ جنت طریق مصطفیٰ ہو
زہر لفظش نمودہ راہ توحید	زہر حرفش رموزِ انصیاب را
عیان بہر لفظ سے ہو نور توحید	بیاں بہر حرف سے رمزِ خفی ہو
بیاں کردہ رموز گونہ گونہا	ہم انواعِ حقائق آشنا را
بہر مسائل سے مزین و مرتق	بہر اک نوع جو حقیقت آشنا ہو
بیدارش شود مسرور خاطر	بہر تعلیمش سعادت اشقیاب را
خوشی ہو دل کو نور قلب چمکے	اور پڑھنے سے سعادت اشقیاب ہو
کحالات کہ دارد مرشد من	کہ نتوان یافتن در انتہا را
میرے مرشد کے جتنے ہیں کحالات	یہ عقل ناقص ان کو کب رسا ہو
چو عمر صد ہزاراں سال کرد	بگویم مدح آل شیر خدا را
جو میری عمر لاکھوں سال کی ہو	بیاں شیر خدا کی کب ثنا ہو
زباں را ہم بشویم گرد و صد بار	ز عنبر ہم گلاب و مشک و سارا
اگر دو سو دفعہ دھولوں زبان کو	جو کستوری گلاب و عنبر ملا ہو
پس انگہ نام ایشان گر بخوانم	در آئیم کردہ باشم بس خطا را



اگر میں پھر بھی لوں جب نام ان کا  
 تو پھر بھی اک بڑی بھاری خطا ہو  
 اگر خاک از قدم ہائے مبارک  
 جو سرمہ در دو چشم من خطا را  
 برائے سرمہ خاک ان کے قدم کی  
 میری بد بخت آنکھوں کو عطا ہو  
 قدر روشن شود این سر دو چشم  
 بدہ مرشد برائے حق دوا را  
 تو چمکیں روشنی سے دونوں آنکھیں  
 عطا مرشد کے در سے یہ دوا ہو

در لغاب نصیب و قسمت من  
 نگشتم خاکپائے اولیاء را  
 ز ہے قسمت ز ہے میرا نصیب  
 جو ہوتا خاکپائے اولیاء ہو

در شرح عالیجناب شمس المعرفت از سر طریقت حضرت محمد دراب خان صبا دام برکاتکم العالی

چو شمس المعرفت گشتہ منور  
 ہوا روشن جو خورشید حقیقت  
 جہاں پر نور شد از سر کنار  
 جہاں پر نور ہر جا ب گیا ہو  
 چنان فیاض عالم شد کہ ہر کس  
 ہوا فیاض دنیا پر کہ ہر شخص  
 پئے تعظیم آل مرد طریقت  
 فلک نے راہ میں آنکھیں کھلا دیں  
 بلقب ثانی شمس گشتہ مشرف  
 لقب ثانی ملا تا کہ جہاں سے  
 چنان ثانی کہ لاثانی جہاں است  
 وہ ثانی مرشدی سے ہے و گرنہ  
 رہا دراب خان پہ جاں فدا ہو  
 فلک در راہ زدہ چشم ستارا  
 یہ ل مرد طریقت پر فدا ہو  
 رہو وہ از جہاں زنگ خطا را  
 مٹے زنگ خطا جس پہ نگاہ ہو  
 ولے ثانی ز سید اولیاء را  
 ہے لاثانی نہ اس سا دوسرا ہو





ز فہم و درک خود کردی ستائش  
 سمجھ اپنی سے کی تعریف تو نے

کہ بگذشتی چو برق درفشاں را  
 تو چپکا جیسے بجلی درفشاں ہو

کجا علمت کجا پیر طریقت  
 تیرا علم اور کہاں پیر طریقت

بکن فضل و برآرم دعا را  
 ہو فضل اور پورا میرا دعا ہو

بحق مرشد و اولاد مرشد  
 بحق مرشد و اولاد مرشد

کہ نتواں یافتن آن را کنار  
 کسے معلوم اس کی انتہا ہو

بہایت الحق شدہ اسم برادر  
 بہایت الحق ہے میرا نام بھائی

اگر از من خبر باید شما را  
 ضرورت گر تجھے میرا پتہ ہو

علاقہ کونش در ضلع ہزارا  
 علاقہ کونش میں ہزارہ کا ہو

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش  
 دو میل از بیل شد در سنگ خارا

بہ سنگل کوٹ شد در سنگ خارا  
 ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش  
 ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش  
 ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش  
 ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش  
 ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش  
 ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش  
 ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش  
 ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش  
 ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش

بہ سنگل کوٹ شد جائے پیدائش  
 ہے سنگل کوٹ میں میری پیدائش



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي اوجد جوهر البسيط بقوته  
 القدمية وكلماته الازلية في فضاء القدرة وابدع  
 منه فطرة الخليفة ولباس العبودية . بصنع اللوہیة  
 واصطفى من تلك الجوہرۃ فطرة آدم علی جمیع العالم  
 وعلمہ الاسماء كلها وجعله من جمیع البریة اصحابها  
 اخرج من عنصر الارواح والاشباح . واختار منها صفوة  
 الانبياء والرسول والاولياء بالرسالة والولاية .  
 والصلوة والسلام علی سید الاولین والآخرین  
 خاتم النبیین . الذی لولاہ لما خلق السموات  
 والارضین کان نبیاً وادم بین السماء والطين  
 وعلی آله وصحبه اجمعین الی یوم الدین ط

## حمد و ثنا باری تعالیٰ

تمام حمد و ثنا پروردگار عالم کو زیبا و لائق ہے جس کی ذات کو ہمیشگی ہے  
 اور جس کی قدرت اور شان زندے کو مروے سے اور مروے کو زندے  
 سے نکالتی ہے . کما قال الله تعالیٰ فی کلامہ ، یُخْرِجُ الْحَیَّیَّ  
 مِنَ الْمِیَّتِ وَ یُخْرِجُ الْمِیَّتَ مِنَ الْحَیِّ ، اور کوئی چیز بھی اس  
 کی مثل نہیں ، کما قال تعالیٰ ، لَیْسَ کَمِثْلِهِ شَیْءٌ .  
 اور وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے . کما قال تعالیٰ ، وَهُوَ السَّمِیْعُ



الْبَحْرِ ، اور بعد ازاں درود بر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سید السادات پر جسے تمام مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے اور جو ہدایت اور دین حق کے اولوالعزم رسول ہیں جن کی شان میں خداوند قدوس نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا  
 ذَوَلَاكُ لَسَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلاَكُ وَاگر آپ نہ ہوتے یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو کبھی بھی آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔  
 اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام مبارک میں ارشاد فرمایا . قُلْ  
 اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاَتَّبِعُوْنِيْ يَحْبِبْكُمْ اللّٰهُ وَاعْفُ  
 لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہو۔ اگر تم خدا تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تو خداوند قدوس تم سے محبت کرے گا۔ اور معاف کرے گا تمہارے گناہوں کو اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

پیروی سے مراد شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کو جاننا اور ان کو حاصل کر کے دوستی خدا تعالیٰ حاصل کرے۔ جیسا حدیث قدسی میں ارشاد ہے۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرُّكَ یعنی انسان (انسان کامل) میرا راز ہے اور انسان کے سینے کے اندر میں راز ہوں۔

## طالب اور مطلوب کا حقیقی بیان

طالبان خدا تعالیٰ اور فقیران فنا فی اللہ کو ہر مقام میں آسانی ہو جائے اور صراطِ مستقیم حاصل کریں۔ حدیث قدسی میں ارشاد ہے كُنْتُ كَفْرًا غَضِيْبًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَعْرِفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ مِنْ اَيْكٍ مِّمَّ حَزَانِ مَقَا۔ میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ پس میں نے مخلوق پیدا کی۔



مخفی راز ذات الہی کا بیان :- حدیث قدسی کُنْتُ كُنْزًا

مخفیاً کا بیان هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ط

جیکہ کوئی چیز موجود نہ تھی زمین و آسمان ، لوح و قلم ، عرش و کرسی ، سدرۃ اہنی <sup>لمنتہی</sup> جنت و دوزخ بلکہ کوئی چیز مخلوقات سے موجود نہ تھی اور نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک بھی ظہور نہ ہوا تھا۔ تو تمام جہان میں خداوند

تعالیٰ کا نور ہی نور تھا۔ اس وقت خدا تعالیٰ کا کیا نام تھا۔ اور بلانے والا

کون تھا۔ اور کس نام پر پکارا جاتا تھا۔ تمام جہان کے اوپر تخت الہی مقرر

ہے۔ جیسا کہ خود خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ ذُو الْعَرْشِ مَالِكٌ هُوَ

تَحْتَ كَالِیْنِیْ فِی تَحْتِ كَا مَالِكٍ هُوں۔ جس کے اوپر واحد نور مقرر ہے جس

کو ذاتی واحد نور کہتے ہیں۔ تخت بھی ذاتی نور کا ہے۔ تخت کی لمبائی چوڑائی کی

تعریف کسی پیغمبر خدا و اولیاء اللہ نے نہیں بتائی کہ کتنا لمبا چوڑا تخت

رب العالمین ہے۔ اور تخت ذات الہی کے نیچے کل جہان میں نور ہی نور

ہے جس کو صفاتی نور کہتے ہیں۔ صفاتی نور بھی خدا کا نور ہے۔ خدا سے جدا

نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ سے جدا سمجھا جائے تو نَعُوذُ بِاللّٰهِ خَدَّوْبِن جاتے ہیں

اور خدا تعالیٰ فرماتے ہیں ، لَوْ كَانَ فِيْهَا اِلٰهَةٌ لَّفَسَدَتَا اَرْضُ الرَّزْمِیْنِ

آسمان میں سوائے ایک خدا کے دو خدا ہوتے تو ضرور فساد پڑ جاتا۔ بلکہ فرمایا ، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط

نہیں کوئی خدا۔ مگر وہ ایک ہی ہے۔ مگر تخت ذات الہی کے نیچے والے نور

کو نور صفاتی اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ہر چیز ہر وقت نور ذاتی کی تعریف

کرتی رہتی تھی۔ جیسا کہ فرمایا ، وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهَا

کوئی چیز ایسی نہیں ہے مگر ہر چیز اس اللہ تعالیٰ کے نور ذاتی کی تسبیح کہتی ہے

اس کی تعریف کے ساتھ۔ تخت الشری سے لے کر تخت عالم الامت تک



ایک نور کا شعلہ ذاتی نور کی طرف چلا جاتا تھا جس میں بلا آواز ذاتی نور کو یہی اشارہ دیتا تھا (ھو) صرف ایک عوہی ھو تھا اور کچھ بھی موجود نہ تھا۔ تو اس وقت ذاتی نور میں ارادہ پیدا ہوا کہ میں چھپا خزانہ میں مخلوق کو پیدا کروں کہ میرا نام پکارے اور میری دوستی میں میری ذات کا قرب حاصل کرے۔ ذاتی نور کے ساتھ اسی ھو کے تجلے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ظہور کیا۔ تخت ذات الہی کے نیچے مقام ابدی میں چلا ذاتی نور نظر آیا۔ اور نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی نور کے آگے سجدہ کیا۔ اور عاشق و شہید ہو گیا۔ ستر ہزار سال ایک ہی سجدے میں گزر گئے۔ پھر ذاتی نور نے عشق و محبت کے ساتھ فرمایا کہ حبیب صلی اللہ کا نور دوبارہ میرے ذاتی نور میں محو ہو جائے۔ تو ذاتی نور نے اپنے ارادے کے ساتھ اس ھو کے تجلے سے کلمے کا نور ظہور کیا۔ تاکہ کلمے کے تجلے کے ساتھ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ذاتی نور میں محو ہو جائے۔ پھر ذاتی نور کے ارادے کے ساتھ اس ھو کے تجلے سے لامہ کا نور ظہور کیا۔ کل جہان کے اوپر پیمانہ کیا۔ کئی ہزار سال کے بعد ذاتی نور کے ارادے کے ساتھ اس ھو کے تجلے سے اِلٰہ کا نور ظہور کیا۔ اور کل جہان کے اوپر پیمانہ کیا۔ پھر کئی ہزار سال کے بعد ذاتی نور کے ارادے کے ساتھ اسی ھو کے تجلے سے اِلَّا اللہ کا نور ظہور کیا۔ تمام جہان کے اوپر پیمانہ کیا۔ کوئی قلم و دوات نہ تھی۔ پھر ھو کے ساتھ ھو ملا کہ ذات کے ساتھ مل گیا۔ ستر ہزار سال کے بعد کلمہ شریف تیار ہوا۔ بعد ذاتی نور کی طرف سے رسولی نور کے لئے خطاب آیا۔ لیس دان اللہ قراء ظنہ و لیس قبل ان خلق السموات والارض بالف عام، تو صفاتی نور نے کہا یا اِنْسَانَ سِرًّا سِرًّا اِلَیْهِ سَیِّدَ الْعَالَمِ حَبِیْبَ اللّٰهِ ، اللّٰهُ



جیب سے۔ بعدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نے سجدے سے سر اٹھایا۔ اور کہا۔ میرا سجدہ پورا ہوا۔ تو ذات کبریٰ کی طرف سے حبیب اللہ کا خطاب آیا۔ پھر ذاتی کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نظر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لام کا نور اپنے نور سے ملا کر کلا نور سے نور کا ملاپ ہو گیا اور نور نور کے ساتھ ایک ہو گیا جس طرح آگ کا شعلہ آگ کے شعلے کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتا ہے اور غیر جنس کو جلا دیتا ہے اسی طرح کلمے کا نور روحانی نور کے ساتھ مل کر غیر نور کو دور کر دیتا ہے۔ کلا میں لام نفی غیر جنس کے واسطے ہے اور خود نفی نہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کلا نہیں ہمارے وجود میں کینہ، بغض، حسد، تکبری، خودی، طمع، عیش و عشرت، خیالات باطلہ، خواہشات باطلہ، خون، ہڈی، گوشت، حرام کچھ بھی نہیں۔ کلا کے تجلے کا نور تحت الثرے تک لے گیا۔ اور پھر الہ کے نور کا تجلے لے کر اپنے نور کے ساتھ ملا کر تمام جہان میں چوگردی دورہ دے دیا الہ چوگردی تیری ذات کا نور ہی نور ہے اور کچھ نہیں ہے پھر الہ کے تجلے کے نور لے کر اپنے نور کے ساتھ ملا کر تحت الثرے تک تجلی لے گئے کہ نیچے بھی تیری ذات کا ملہ کا نور ہی نور ہے پھر تحت الثرے سے لے کر ہوا کے تجلے کے ساتھ ملا کر ذات کے ساتھ واصل ہو گیا، پھر اس کلمے نے نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی نور میں جو کر دیا، کلمے سے یہ مقصد ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ واصل کر دیتا ہے پھر ذاتی نور کی طرف سے نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب آیا۔ اَلَمْ صفاقی نور نے کہا جو ہوا کا تجلی تھا، کہ اَلَمْ ہزار ہا مخلوق نبی کے نور سے ظہور ہو گی لام تیری ذات لاشریک اور لامکان رہے گی۔ مہم محمد رسول اللہ تیرا نور میرے نور سے ہے۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اَوَّلُ مَا



خَلَقَ اللَّهُ نُورِي سَبَّحَ مِنْهُ جَوْهَرُ اللَّهِ تَعَالَى فِي مَعْدَانِ  
 وَهُوَ مِيرَانُورٌ تَهَّأَ - أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُورِي  
 فِي اللَّهِ تَعَالَى كَيْ نُورِي سَبَّحَ مِنْهُ جَوْهَرُ اللَّهِ تَعَالَى فِي مَعْدَانِ  
 لَمْ يَحْضُرْ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِي فَرَمَا يَا - أَنَا سَيِّدُ الْأَوْلِيَيْنِ وَالْآخِرِينَ  
 فِي مَعْدَانِ سَبَّحَ مِنْهُ جَوْهَرُ اللَّهِ تَعَالَى فِي مَعْدَانِ  
 فِي آدَمَ كِي أَوْلَادِكَ سَرْدَارِ هُونِ - اِسِي طَرَحِ بِي اِنْتَهَا اِحَادِيثِ هِي -  
 قُرْآنِ پَاكِ فِي اللَّهِ تَعَالَى فَرَمَاتِي هِي ، هَلْ آتَى عَلَى الْإِنْسَانِ  
 حِينَ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَدَّ كَوْرًا طَرَهْلُ  
 آتَى ، فِي اسْتَفْهَامِ تَقْرِيرِي هِي ، لَعْنِي مَقْرَرِ آيَا الْإِنْسَانِ فِي رَايِكِ وَقْتِ زَمَانِ  
 سِي يَا كِي حَسْبِ وَقْتِ الْإِنْسَانِ كَا ظَهْرِي تَهَّأَ - تَرَكُونِ سِي حَيْزِ اللَّهِ كَرِيمِ كَا ذِكْرُ كَرْنِي  
 وَآلِي تَهَّأَ وَهُوَ نُورُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا تَهَّأَ - اِكْرَجِي تَفْسِيرِي فِي حَضْرَتِ آدَمَ عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ كَا ذِكْرُ آيَا كَرِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي وَقْتِ بَهْتِ سِي حَيْزِ فِي خِدَا تَعَالَى  
 كِي تَعْرِيفِ كَرْنِي وَآلِي تَهَّأَ - اِسِي آيَاتِ فِي الْإِنْسَانِ كَا ذِكْرُ آيَا - اِسِي اَوَّلِ دَرَجَةِ  
 كَا الْإِنْسَانِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، حَضْرَتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِي خَوْفِ فَرَمَا  
 كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فِي تَبَّ سِي  
 نَبِي كِي اِسِي آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ پَانِي كِي طَرَحِ فِي مَوْجُودِ تَهَّأَ - اِسِي حَدِيثِ پَاكِ سِي  
 بَهْتِ حَضْرَتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَا پِيْلِي كَا مَوْجُودِ هُونَا نَابِتِ هُوَا - اِسِي شَيْخِ ابْنِ عَرَبِي فِتْوَاتِ  
 كَلِيَّةِ فِي فَرَمَاتِي هِي ، اَدَّلُ نَابِتِ كَانِ لِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَخَلِيفَتُهُ ، عَلَيْهِ السَّلَامُ ، كِي آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، نَبِي  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ كِي پِيْلِي نَابِتِ اِسِي خَلِيفَةُ هِي - حَسْبِ وَقْتِ خِدَا وَنَدِ كَرِيمِ كِي طَرَفِ  
 سِي نُورِ نَبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو اِسِي كَا خَطَابِ آيَا - تُو نُورِ نَبِي نِي اِسِي



نام سن کر عشق الہی کے سمندر میں غوطہ خارا جس سے کروڑوں قطرے ظاہر ہوئے ان نوری  
 قطروں سے عرض، کرسی، سدرۃ المنتہی، فرشتگان، جنت و دوزخ، زمین و آسمان، چاند  
 ستارے، سورج، آگ، ہوا، پانی، پہاڑ، سمندر، حیوانات، جمادات اور نباتات پیدا کئے گئے  
 بعد اللہ کریم نے انسان کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ انسان کی ابتداء مٹی سے اور پلید  
 پانی سے ہے۔ بلکہ مٹی اور مٹی اس کے ڈھانچے کے ظہور کا بہانہ فرمایا۔ اگر انسان کی  
 ابتدا پلید پانی سے ہوتی تو بندہ ذاتیہ پلید ہوتا۔ مگر ذاتیہ پلید نبی، مرسل، پیغمبر، شیخ  
 مشائخ، زاہد، پرہیزگار، عالم فاضل، ایماندار نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی فنا فی اللہ بقا باللہ  
 اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کی طاقت رکھ سکتا ہے مٹی سے رحم کے کمرے میں انسانی ڈھانچہ  
 یا ذن اللہ تیار ہوتا ہے۔ بعد ازاں تخت عالم اسے حکم رب العالمین کے ساتھ نور روحانی  
 آتا ہے اور اس کمرے میں داخل ہوتا ہے جس سے زندگی رونما ہو جاتی ہے  
 اور اس حقیقت کو خدا تعالیٰ اچھی جانتے ہیں قرآن پاک میں بھی یوں بیان  
 آیا ہے۔ **وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي**  
 آپ سے سوال کرتے ہیں روح کے بارے میں فرمادے یوں یہ روح امر ربی ہے  
 اور انسان کی ابتدا مٹی سے بھی نہیں کیونکہ مٹی غیر جنس ہے اور غیر جنس خدا  
 تعالیٰ سے نہیں مل سکتی۔ **كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ** ہر  
 چیز نے اپنے اصل کی طرف لوٹنا ہے۔ تو مٹی غیر جنس ہونے کی وجہ سے  
 واصل باللہ نہیں ہو سکتی۔ نیز خدا تعالیٰ کا حکم امر وہی نورانی وجود کے لئے  
 ہے تاکہ اس کی صفائی بجاں بکمال رہ سکے اور اس کی حیات و مہمات  
**لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** ہو سکے۔ معلوم ہوا انسان کا وجود دو قسم پر ہے  
 ایک وجود اختیاری اور ایک وجود حقیقی۔ وجود حقیقی تین سوساٹھ رگ  
 اور ایک سانس ہے جو ہمیشہ خداوند کریم کو پکارتا ہے اور انسان کا حکم نہیں



مانتا اور نہ ہی یہ کسی کے اختیار میں ہے۔ دوسرا وجود اختیاری ہے۔ آنکھ کا نور۔ کان کا نور۔ زبان کا نور۔ دل کا نور۔ روح کا نور یہ بدن اختیاری ہے جس پر بندہ فعل مختار ہے۔ آنکھوں کے نور سے دیکھنا پہچاننا سنی و باطل کو جدا کرنا اور خدا تعالیٰ کا ذاتی کلام مخلوقات کے دلوں میں ڈالنا اور ان تک پہنچانا۔ روح کے نور سے بدن کو چلانا پھیرنا اور ضروری کام لینا اور عبادت خدا تعالیٰ بجالانا اور خدا تعالیٰ کا حقیقی عشق حاصل کرنا اور مشاہدے کے ساتھ اپنے اصلی مقام کی طرف جانا اور واصل باللہ ہونا۔ دل کے نور سے سوچنا سمجھنا اور تصدیق کرنا جو اب دینا خدا تعالیٰ کے احکام میں اور نور ایمان کا تجلی قائم رکھنا جس سے خدا تعالیٰ کا وصال ہوتا ہے۔ یہ بدن اختیاری ہے۔ اور حقیقی بدن سے جدا ہے کیونکہ اس پر کینہ بغض حسد تکبر خودی۔ عیش طمع عشرت۔ خون گوشت۔ ہڈی خواہشات باطلہ حرام کا بوجھ پڑا ہوا ہے۔ اس بوجھ کی وجہ سے نورانی وجود اندھیرے میں پڑا ہوا ہے اور اس بوجھ کو اتارنے کے لئے خدا تعالیٰ کی دوستی ضرورت ہے کیونکہ فرمایا۔ **اللَّهُ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ** اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی دوستی حاصل کرنے کے لئے پیغمبر اور رسولوں کی دوستی ضرورت ہے۔ کیونکہ فرمایا۔ **ان كنتم تحبون الله فاتبعوا نى يحببكم الله و يعفركم ذنوبكم**۔ الخ اور رسول کی دوستی کے لئے مومن کی دوستی، اولیاء کی دوستی، مرو کمال کی دوستی کی ضرورت ہے کیونکہ فرمایا۔ **قالوا منین اولیاء بعضہم من بعض**،



ایمان والے ایک دوسرے کے دوست ہیں اس لئے اس ظلمت کدو کے  
 بوجھ کو اتارنے اور بدن اختیاری کو بدن حقیقی سے ملانے کے لئے کامل پیر کی  
 ضرورت ہے۔ جیسا کہ فرمایا: من لا شیخ له فشیخه الشیطان  
 جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان بن جاتا ہے جو اسے ظلمت کے گڑھوں میں گرا  
 کر عتابِ الہی کا حقدار بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صاحب کامل فرماتے ہیں۔

گر تو سنگِ خارہ مر مر شوی  
 چوں بجا حساب دل رسی گو ہر شوی

نیز فرمایا:-

کیمیا پیدا کن از مہشتِ گلے  
 بوسہ زن بر آستانِ کاٹلے

(مثنوی مولانا روم)

ع۔ کامل پیر محمد نجشا لعل بناوے پتھر وا

نیز فرمایا:-

جے توں ظلمت دور کریں جے توں رب نال لاویں  
 لازم ہے توں کامل پیرے درتے جھنگی پاویں  
 لاہ بدن بھتیں بوجھ تیرا اوہ رب نال چا ملاون  
 نور الہی جاری کر کے نوری چا بناون

(لقمانوی غفرلہ)

کیونکہ پیر کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ وہ ذاتی نور سے اس  
 حقیقی نور کو پکڑ کر روح کے ساتھ ملا کر مرید کے بدن میں لے جاوے۔ اور  
 غیر بوجھ اتار کر نور نور کو دے اور بدن کے نور کو اس کے ذاتی مقام پر



پہنچا دیوے تاکہ نور ذاتی و حدانیت کے ساتھ محو ہو جائے اور یہ کام کامل  
 پیر کا ہے۔ یخرجهم من الظلمت الی النور میں اضراج کا مظہر  
 پیر کامل ہی ہے وہ اپنے مراتب میں نبی ہو یا غوث یا قطب یا ابدال ہو یہ  
 سب درجات ہیں نبی کے معجزہ اور ولی کی کرامت سے خدا تعالیٰ کا مظاہر  
 ہوتا ہے اور ان کے ذریعے باذن اللہ مخلوقات خدا تعالیٰ خدا تعالیٰ سے  
 واصل ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ  
 كَالْفَخَّارِ اور دوسری جگہ اِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ  
 اَمْشَاجٍ کما ارشاد گرامی فرمایا گیا۔ تو اس سے اللہ کریم نے انسانی کمرہ  
 لعیۃ، قالب جسمانی تیار کیا ہے ورنہ آپ دیکھیں آدم علیہ السلام کی پیدائش کی  
 ابتداء صرف مٹی سے ہوئی۔ اذ قال ربك للملائكة انی خالق بشر  
 من طین ہ یہاں منی کا تعلق نہیں اور اماں سو آجوان کی زوجہ بنیں وہ آدم  
 علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں وہاں نہ مٹی نہ منی اور نہ ہی رحم اور  
 پیٹ میں نشوونما کی ضرورت ہوئی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے  
 معرض وجود میں آئے اور کلمۃ اللہ و روح صمدہ کا لقب پایا۔ معلوم  
 ہوا کہ اس قالب کے لئے بھی منی اور مٹی رحم اور قیام جوڑا اور عورت کا  
 پیٹ صرف ایک بہانہ ہیں ورنہ مشیت ایزدی ہر چیز کی اصل ہے۔ اگر  
 منی اور مٹی ابتدائے وجود کے لئے اصل ہوتے تو خدا تعالیٰ کیوں فرماتے۔  
 فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحي فقوالہ ساجدین۔  
 اور یوں ہی ہوا۔ جیسے ارشاد ہے۔ فسجد الملائکۃ کلہم  
 اجمعین، پس سجدہ کیا تمام فرشتوں نے، بلکہ جس نے سجدہ نہ کیا فرمایا  
 الا ابلیس طائی واستکبر وکان من الکافرین، دوسرے



مقام پر فرمایا۔ کان من الجن ففسق عن امر ربہ یعنی یہ شیطان جنوں سے تھا اور اس نے اللہ تعالیٰ کے امر کی بے حکمی کی۔ مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ تکبری کی اور کافروں سے ہوا۔ بلکہ اس سجدہ نہ کرنے پر باز پرس ہوتی ہے۔ اور ارشاد ہوتا ہے۔ قال یا ابلیس ما منعك ان تسجد لما خلقت بیدی فرمایا، ابلیس سجدہ سے کس نے تجھے روکا، جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ تو اس کے جواب میں ابلیس کہتا ہے انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقتہ من طین میں اس سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے اگر انسانی ابتدا مٹی سے ہوتی تو ابلیس کا جواب درست تھا۔ مگر خدائے قدوس غضبناک ہو کر فرماتے ہیں۔ فاخرج فانك رجیم وان علیک لعنتی الی یوم الدین، نکل جا مرتبہ عزت سے پس تو میرا راندہ درگاہ ہے۔ اور قیامت تک تجھ پر میری لعنت رہے گی۔ سجدہ نہ کرنے اور اڑنے کی یہ سزا ٹھہری کہ عزازیل ہونے کے مقام سے اتر جاؤ۔ اب اس وقت سے قیامت قیامت تک تم لعنتی ہو۔ اور اسی پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ قیامت کے دن لا ملئس جہنم منک ومن اتبعک منهم اجمعین، یعنی جہنم کو تجھ سے اور تیرے پیچھے چلنے والوں سے بھر دوں گا۔ یہ تمام سزا سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مسلط ہوئی حالانکہ ارشاد، ولا یشرک بعبادت ربہ احد اہ اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر۔ اگر آدم علیہ السلام کا وجود مٹی سے ہوتا تو نوریوں تارلیوں سے اس کے سامنے سجدہ نہ لیا جاتا۔ مگر حقیقت اس طرح ہوئی کہ مٹی اور مٹی وجود ظاہری کے لئے بہانہ بنی اور امر ربی۔ روح خدا اس میں آکر قرار پائی تو یہ جسم لطیف



حسموں کا بھی سجدہ گاہ بن گیا اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ انسانی وجود کے لئے ایک منی اور مٹی اور دوسرا ارشاد نعت فیہ من روحی یعنی نفخہ روح ربی دو چیزیں قرار پائیں۔ ان میں سے سجدہ منی اور مٹی کے وجود کو مقصود نہ تھا بلکہ نفخہ روح ربی جو کہ امر ربی ہے جیسا کہ پہلے بیان گزر چکا ہے کو مقصود تھا جیسے اہلسی نے کوتاہ علمی سے ظاہر پر حملہ کر کے انکار کر دیا اور حقیقت سے محرومی نے اسے ابدالاً باللعنت اور عذاب کا طوق گلے میں پہنا دیا۔ کیونکہ بشر یعنی آدمی کو ظاہری شکل و صورت عطا کرنے کے بعد حق تعالیٰ نے روح کی اپنی ذات کی طرف اضافت فرما کر اس وجود کو مشرت اور معزز فرما دیا۔ اور اس کی تعظیم نوری تاری پر لازم قرار دی۔ اسی شرافت کے معلوم کرنے سے اہلسی قاصر رہا۔ علمی اور عقلی جواب دینے میں اگرچہ وہ بظاہر حق پر تھا۔ مگر حقیقت اس کے برعکس تھی اور وہ تکبری کی ظلمت میں گر کر تباہ ہو گیا۔ یہ سجدہ عظیمی خدا تعالیٰ کے امر اور روح منہ کو تھا۔ یعنی اس کی طرف سے جو نور روح کی صورت میں ظاہری بدن میں داخل ہوا تھا یہ اس کی شان اور تعظیم کا اظہار تشکر تھا۔ نیز باری تعالیٰ نے فرمایا، خلقت بیدی یہ بطور تشبیہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے میں مزید قدرت کاملہ و عظمت کا اظہار ہوا۔

بحر الحقائق میں ہے دونوں باتوں سے خدا تعالیٰ کی دو صفتیں مراد ہیں ایک رحمت اور دوسری غضب۔ یہ ہی دو صفتیں سب صفات الہی کو شامل جن کو جلالی اور جہالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا تبارک اسم ربك ذوالجلال والاکرام سوائے انسان کے دوسری کوئی مخلوق جلال و جمال کا مظہر اتم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسان پیدا فرما کر خود ہی فرما دیا تبارک الله احسن الخالقین، دوسری جگہ یوں بھی فرمایا



لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم . اور یہی انسانی مخلوق  
 وہ مخلوق ہے جو ان دونوں صفتوں کی جامعیت رکھتی ہے اور اسی سبب سے  
 اسے مسجود ہونے کے قابل کیا۔ فرشتہ صفت لطفت کے مظہر ہیں۔ اور  
 جن صفت قہر کے مظہر مگر انسان ہر دو کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ  
 السلام کے وجود میں دو تجلے ڈالے۔ تجلے نور ذاتی و تجلے نور صفاتی جس کے واسطے  
 جبکہ مخلوق کو سجدہ کروایا اور ابلیس کو مٹی نظر آئی اور حقیقت سے بے خبر رہا  
 ابلیس کے بدن میں غصہ، حسد، تکبر، خیالات باطلہ پیدا ہوا تو اس اخلاق  
 نے ابلیس کو خدا تعالیٰ کے ذاتی نور کے تجلے کے حکم سے نافرمان بنا دیا اور  
 مستحق لعنت ٹھہرا جیسا کہ ایک اللہ والے نے فرمایا ہے

تکبر عزایل را خوار کرد

بزدان لعنت گرفتار کرد

چو دانی تکبر چرامے کنی

خطامے کنی و خطامے کنی

اور حسد، کینہ، بغض و تکبر ایسی بدترین چیز ہے کہ شیطان نے صرف

انکار پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ مقابلہ کا اعلان بھی کر دیا۔ اور کہا فَبِعِزَّتِكَ

لَا غُورِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ . اے رب تیری عزت و جلال کی قسم اس

آدم کی تمام اولاد کو تجھ سے بدراہ کر کے چھوڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ . میرے بندے

جو ہیں۔ ان پر تیری حکومت نہ ہوگی شیطان نے پھر کہا کہ اے خدا تعالیٰ

میں اس اولاد آدم کے دائیں طرف بائیں طرف سر کے اوپر سے پاؤں کے

نیچے سے اور ہر طرف سے آؤں گا۔ اور بائیں خواہ صورت بنا کر اس کے



سامنے پیش کروں گا۔ اور اس مخلوق کو تیرے غضب کے لائق کر کے چھوڑوں  
 گا۔ چنانچہ شیطان نے کینہ، حسد، بخل، طمع، حرص، خیالات باطلہ  
 خواہشات باطلہ بنی نوع انسان میں پھونکنا شروع کر دیئے۔ اور  
 انہیں ناجائز امیدیں دینی شروع کر دیں اور اپنی فوج بنانی شروع کر  
 دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بزرگ ہستیوں یعنی پیغمبروں، رسولوں سے مقابلہ  
 بھی شروع کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَكَذَّابٌ  
 جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ  
 يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا**  
 اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے۔ کچھ  
 آدمی اور کچھ جن۔ جن میں سے بعض دوسرے بعضوں کو چینی چوڑی باتوں کا  
 دوسرے ڈالتے رہتے تھے تاکہ دھوکہ میں ڈال دیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے  
 دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: **إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوًّا فَخِذُوا  
 بِالْعَدُوِّ وَالْخِذْيُ شَيْطَانٌ مِّمَّا رَسَمَ لَكُمْ** تحقیق شیطان تمہارے لئے دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھو  
 مطلب یہی نکلا کہ شیطان انسان کا ابد الابد کا دشمن ہو گیا۔ جس طرح فرمایا  
**إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ** تحقیق شیطان انسان  
 کا صاف دشمن ٹھہرا۔ کہیں بھی قرآن پاک میں یہ نہیں آیا کہ شیطان جنات  
 کا دشمن بھی ہے۔ حالانکہ جنات سے ایمان والے بھی ہیں۔ مگر ہر مقام پر  
 انسان سے دشمنی ظاہر کی گئی کیونکہ ابتداً دشمنی کی شیطان نے اسی سے کی۔  
 اور اسی انسان کی وجہ سے راندہ درگاہ ہوا۔ تو اس نے اپنی یہی بیماری  
 انسانی سینوں میں داخل کرنی شروع کر دی۔ اور انسان کو اولیاء کرام  
 اور انبیاء عظام بلکہ خدا تعالیٰ کا مقابل بننے پر جرات دینے لگا اور یہ ایسا



بے ایمان ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ  
 اِكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اَنَا سَبْرِيٌّ، جب انسان سے کہتا ہے  
 کفر کر جب شیطان کے کہنے پر انسان کفر کر بیٹھے تو یہ کہہ دیتا ہے کہ میں سبیر  
 ہوں۔ یعنی گمراہ کرنے کے بعد اس کی حمایت بھی نہیں کرتا اور چھوڑ دیتا ہے  
 اور شیطان کو شش کرتا ہے کہ ذلت والے خیالات انسان کے سینے میں بھی  
 ڈال دیوے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی شان میں فرمایا وَعَلَّمَ  
 آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ  
 أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ هَ قَالَ  
 سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ  
 الْحَكِيمُ، اور سکھایا حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نام سب مخلوقات  
 علویات و سفلیات کے پھر پیش کیا ان نام والوں کی ذاتوں کو ان، فرشتوں  
 پر جنہوں نے کہا تھا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ  
 پھر کہا ان کے عجز پر آگاہ کرنے پر، ان چیزوں کے نام کی مجھے خبر دو اگر تم اپنے  
 دعویٰ و جواب میں سچے ہو عدم استحقاق خلافتِ آدم علیہ السلام میں،  
 کہنے لگے پاک ہے ذات تیری نہیں ہے علم ہمیں (تاکہ یہ راز کھل جائے  
 کہ خلیفہ کو علم چاہیے اور یہ اپنی کم علمی پر خبر حاصل کر لیں، مگر وہ علم جو تو نے  
 ہمیں سکھایا تمہیں تو علم والا حکمت والا ہے اور تفسیر روح البیان میں  
 اس آیت میں لکھا ہے۔ وَعَلَّمَآهُ أَسْمَاءَ مَا يَنْتَعَلُقُ بِهَا  
 مِنَ الْمُنَافِعِ الدِّيْنِيَّةِ وَالدِّيْنُوِيَّةِ وَعَلَّمَآهُ أَسْمَاءَ الْمَلَائِكَةِ  
 وَأَسْمَاءَ ذُرِّيَّتِهِ وَأَسْمَاءَ الْحَيَوَانَاتِ وَالْجَمَادَاتِ  
 وَصَنَعَهُ كُلَّ شَيْءٍ يَخْلُقُهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَأَسْمَاءَ



الطَّعُومَاتِ وَالْمَشْرُوبَاتِ وَكُلِّ نَعِيمٍ فِي الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءِ  
كُلِّ شَيْءٍ وَفِي الْخَبْرِ عَلَيْهِ سَبْعَ مِائَةِ أَلْفِ

نُعَاتٍ اور حضرت آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام ان کی اولاد و جمادات  
حیوانات کے نام بتائے اور ہر چیز کا بنانا بتایا جو قیامت تک پیدا ہوں  
گے اور تمام کھانے اور پینے کی چیزوں کے نام بتائے اور جنت کی تمام  
نعمتوں کے نام بتائے اور ہر چیز کے نام بتائے اور حدیث پاک میں ہے  
کہ آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں سکھا دیں۔ ان تفاسیروں سے  
اتنا معلوم ہوا کہ علوم ماکان اور مایکون اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھا  
دیئے۔ اب میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم دیکھیں تو آدم  
علیہ السلام کا علم پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ناپیدا کنار کے  
سامنے ایک قطرہ ہے اور شیخ ابن عربی فتوحات مکیہ باب دہم میں فرماتے  
ہیں۔ اَوَّلُ نَائِبٍ كَانَ لَهُ يَعْنِي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا  
أَدُمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ پہلے نائب اور خلیفہ ہیں خلیفہ وہ ہوتا ہے جو اسل کی  
ناموجودگی میں اس کی جگہ کام کرے۔ اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً  
کی عبارت سے ظاہر فرمایا گیا کہ نبی الحبان دنیا میں خرابی اور نافرمانی کرتے  
تھے اور یہ قوم نبی الحبان کا بدلہ ہو گا جو عمارت زمین اور عبادت رب العالمین  
میں اعانت حق و الانت باطل میں میرا خلیفہ ہو گا۔ خلیفہ کا مطلب یہ رہا کہ  
جمع موجودات اور تمام مخلوقات کا وہ بدلہ ہے اور یہ بد لا آدمی ہی بنا  
کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے عالم غیب و عالم شہادت کے عجائبات کا  
مجموعہ اور نادرات کا منبع اور عالم جسمانی و روحانی کا خلاصہ بنایا اور حقائق  
علوی و سفلی کا جامع ٹھہرا۔



آدمی چھیست برزخ جامع  
صورت خلق و حق در و لامع  
متصل با دقائق و حبروت  
مشتمل بر دقائق ملکوت

اور آدم علیہ السلام میں نور ذاتی اور نور صفاتی دونوں موجود تھے۔ اور نور  
ذاتی و نور صفاتی سے کوئی چیز منحی نہیں۔ اس لئے حضرت آدم علیہ السلام پر  
اللہ کریم نے تمام غیبی خزانے کھول دیئے اور اپنے سر اسرار الہی سے واقف  
کر دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کے وجود ظاہر پر وہی ذاتی نور کا تجلی تھا جس  
کے ذریعے سے سب کچھ نظر آتا تھا۔ اور سب غیبی خزانوں کا مالک  
اللہ کریم خود ہے اور اپنے دوستوں کے لئے کھول دیتا ہے۔ هَلْ آتَى  
عَلَى الْإِنْسَانِ حِينَ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّا ذُكِّرَ بِهِ  
کیا انسان پر زمانے سے وہ وقت نہیں آیا جبکہ اس میں کسی چیز کا ذکر نہ تھا  
یعنی روح پھونکنے کے قبل چالیس برس تک وہ مکہ اور طائف کے درمیان  
پڑا رہا۔ اور کوئی انسان ہونے کے ساتھ یاد نہ کرتا تھا لطفہ اور عناصر کوئی نہ  
جانتا تھا کہ اس کا نام کیا ہے اور اسے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے۔ یہ  
مجھ سے معلوم نہ تھا کہ قدرت کا مالک ایسا آئینہ بنانے والا ہے جس سے  
مفاتیح الغیب کی شعاعیں چمکیں گی اور ذات و صفات کے نور کے تجلی  
کا یہ منظر ہوگا۔ اور خلافت کبریٰ کے مرتبے کے لائق ہوگا۔ اور یہ علین مقصود  
اور عنایت ہوگا۔ اور سب پر شیدہ باتیں اس کے وجود باوجود میں  
ظاہر ہوں گی جیسا کہ کسی صاحب نے فرمایا۔  
شد ظہور او بکلی نور نور



گنج مخفی از وے آمد در ظہور  
گنج مخفی بود زیر خاک و گرد  
خاک را سلطان اطلس پوش کرد

تو معلوم ہوا کہ خداوند کریم نے اپنے مخفی خزانے اپنے دوستوں پر کھول  
دیئے اور کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی۔ اپنے دوستوں کے وجود پر اپنے نور  
کا تجلی ڈالتا ہے جس سے سب غیبات نظر آتے ہیں اور اپنے دوستوں  
کو علم لدنی کا مالک بنا دیتا ہے۔ سکھلانے والا اور بتلانے والا وہی  
سچا خداوند کریم ہے۔ آیت کریمہ میں فرمایا۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا  
بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ ۚ مِنْهُمْ كَلِمَ اللّٰهِ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ  
يَهْدِي اللّٰهُ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ يَهْدِي لِمَنْ يَشَاءُ ۚ يَهْدِي لِمَنْ يَشَاءُ ۚ  
یہ رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ بعض وہ ہیں جن سے خدا  
تعالیٰ نے کلام فرمائی اور بعض کے درجات بلند فرمائے۔ دوسرے مقام پر فرمایا  
وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ اور البتہ تحقیق فضیلت  
دی ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر۔ رسولوں سے خدا تعالیٰ نے کلام کی جیسا کہ آدم  
علیہ السلام سے فرمایا۔ اَسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ۖ يٰمُوسٰى  
علیہ السلام اِنِّىْ اَنَا رَبُّكَ اور رسولوں کے سرور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سے فَأَوْحٰى اِلٰى عَبْدٍ ۙ مَا اَوْحٰى ۙ اور بعض کو درجات میں بلند فرمایا  
کسی کو ایک قوم اور کسی کو بہت سی قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور  
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام موجودات و کائنات کی طرف رسول  
بنا کر بھیجا اور اپنے درجے کے بموجب معجزے بھی عطا فرمائے جیسا کہ ان  
کے زمانے میں ضرورت تھی۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو ساحروں کے مقابلہ  
کے لئے اللہ تعالیٰ نے عصا وغیرہ وغیرہ عطا فرمایا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو حکماء



کے مقابلہ میں مادر زاد اندھے کو آنکھیں دینی اور کوڑھی کو تندرست کرنا اور  
مردے میں جان ڈالنے کی طاقت بخشی علیٰ ہذا القیاس۔ اب کوڑھی  
اچھا کرنا، اندھوں کو نظر دینی اور مردے کو زندگی بخشی یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی  
طرف سے ہوا۔ مگر پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ آدم خدا تعالیٰ کے نور ذاتی و نور  
صفاتی کا مظہر اتم ہے اس اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ان قدرتوں کا مظہر  
عینی علیہ السلام کو بنایا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مردے  
زندہ کئے گئے۔ اور اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا۔ **وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ  
رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنُ  
قَالَ بَلَىٰ وَ لَئِن لَّيُطَبَّنَّ فَلَبِئْسَ مَا كَرِهَ اللَّهُ لِعِبَادِهِ** اور یاد کرو جبکہ کہا  
ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے رب مجھے دکھا کس طرح تو مردوں کو  
زندگی دیتا ہے۔ فرمایا کیا تو ایمان نہیں لایا (یعنی میرے جلانے پر تجھے یقین  
نہیں، عرض کی ہاں ایمان لایا ہوں، لیکن تاکہ دو دیکھنے سے، مطمئن ہو جائے  
دل میرا۔ بلکہ **أَوَلَمْ تُؤْمِنُ** میں استفہام ایجاب کے معنی میں ہے  
یعنی تو ایمان رکھتا ہے کیونکہ مردے سے کہہ چکا ہے۔ **رَبِّ الَّذِي يُحْيِي  
وَيُمِيتُ** یعنی میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ یہ  
سوال اس واسطے کیا گیا کہ اس کی کیفیت دیکھ کر دل میرا مطمئن ہو جائے  
اور قرار پکڑے اور مطمئن ہو۔ فتوحات بکیہ میں مذکور ہے کہ ابلیس نے ایک  
دریا کے کنارے ایک مردار دیکھا کہ جانور اس کا گوشت کھا رہے ہیں تو ابلیس  
کو یہ فریب مانتا آگیا۔ کہ جاہل لوگوں کے ایمان زائل کروں گا تو ابلیس کے  
فریب کو روکنے کے لئے ابراہیم علیہ السلام نے اطمینان قلبی طلب  
کیا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے جب عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، **قَالَ**



فَخَذَ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصَرَّهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ  
 عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يٰ تَيْنَكَ  
 سَعِيًا ۙ فَرَايَا اللّٰهُ تَعَالٰى نَ لَسِ يَكْرُطُ چار پرندوں سے (کبوتر، کوا، مرغ،  
 مور) پھر جمع کرانہیں طرف اپنے اور پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر ان چاروں سے  
 (یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر کے، پھر پکار ان جانوروں کو (نام لے کر) آویں گے تیرے  
 پاس دوڑتے ہوئے اور یقین جان کہ غالب ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز میں۔ پھر  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آواز دی کہ دوڑو خدا تعالیٰ کے حکم سے ہر ایک  
 اجزا دوسرے سے جدا ہو کر اپنے سر سے آکر مل گئے۔ اور ان کے بدن درست  
 ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف دوڑنے لگے۔ دیکھئے مردے  
 تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ ہوئے مگر وہ اذن خدا ابراہیم علیہ السلام  
 کی آواز سے ظاہر ہوا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنا جلالی و جمالی نور اپنے بندوں  
 کے وجود سے ظاہر کرتا ہے۔

محققوں نے لکھا ہے کہ ان چار پرندوں کے ذبح کرنے سے اشارہ  
 ہے کہ کبوتر لوگوں سے مانوس رہتا ہے۔ اس سے اشارہ ہے کہ خلق سے  
 رشتہ الفت توڑ دے (یعنی الفت و محبت کو اللہ واسطے کر دے) اور  
 مرغ جو ہمیشہ شہوت کی طرف مائل رہتا ہے اسے ذبح کر دے۔ اپنے آپ کو  
 خواہشاتِ نفسانیہ سے چھڑا دے (یعنی اپنی زندگی اللہ کے لئے کر دے)  
 اور کوا جو بالکل حرص کا پتلا ہے اور طماع ہے۔ اسے قتل کر ڈال یعنی حرص  
 دنیاوی سے منقطع ہو جا۔ اور مور خوبصورتی اور زینت پسند ہے اسے مار  
 ڈال یعنی زینت و لہو و لعب و نیوی سے پرہیز کر کے اللہ تعالیٰ کے نور سے  
 اپنے کو منور و مزین کر کیونکہ جو شخص مجاہدہ کی تلوار سے ان چار برمی صفتوں کو



ذبح کر ڈالے گا۔ وہ حیات ابدی پا کر ہمیشہ زندہ رہے گا۔ کہتے ہیں کہ چار  
 عناصر جن سے انسانی بدن کی تعمیر ہے۔ ان سے ان چار طبیعتوں یعنی چار صفتوں کی  
 بنیاد ہوتی ہے۔ اور ان کے خلاف کرنے کی تلوار سے ان صفتوں کو قتل کر ڈالنا  
 لازم ہے۔ اور حدیث پاک میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ **مُوتُوا**  
**قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا** یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ یعنی یہ چار صفتیں  
 خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی موت کے پیغام سے پہلے ہی تو رضائے الہی کے امر  
 سے ذبح کر دے تاکہ اسی دنیا میں تو زندگی جاوید حاصل کر لیں اور ان کا  
 طریقہ یہ ہے کہ تکبر و سرکشی کی آگ کو عاجزی و عفو و انکساری سے ذبح کر  
 اور شہوات و لذات نفسانی کو صبر و استقلال اور شکر اور یاد الہی سے  
 ذبح کر اور حرص و آز کو محبت خدا تعالیٰ و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور محبت مرشد کامل کے تجلی سے جلا دے اور بغل و امساک کو تخلقوا  
**بِاخْلَاقِ اللَّهِ** یعنی اللہ تعالیٰ جیسی عادتیں اختیار کرو (حدیث)  
 سے ذبح کر دے۔ جس طریقہ سے ایک صاحب فرماتے ہیں۔

کرم بین و لطف خداوندگار

گنہ بندہ کر دست او شرمسار



اے کریمی کہ از خزانہ غیب

گبر و ترسا و طبیعت خورداری

دوستاں را کجا کہنی محروم

تو کہ با دشمنان نظر داری

یعنی خدا تعالیٰ کی کریمی کے صدقے کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور وہ اپنی تساییت



سے اس کے عیوب پر چادر ڈال دیتا ہے۔ اور منکروں اور کافروں کی واضح نافرمانی کے باوجود وہ ان کی روزی بند نہیں کرتا۔ جب دشمنوں سے اس کا یہ حال ہے تو دوستوں پر تو نہایت ہی مہربان ہے۔ اسی طرح انسان بھی ایک دوسرے کے عفو و کرم اور خلق و ادب و صبر و علم سے وقت بسر کریں اور ان ہی طریقوں سے بڑے خصائل دور ہو کر صحیح اور صاف زندگی نصیب ہوتی ہے۔ ایک صاحب نے کیا خوب فرمایا۔

چار مرغ است چار طبع بدن

جملہ را بہر دین بزن گردن

پس بایمان و عقل و عشق و دلیل

زندہ کن ہر چہار را چو خلیل

ان چار بڑی خصائل کو ذبح کرنے کے بعد دوسری چار چیزیں زندہ ہو جاتی ہیں۔ زندگی عقل، زندگی قلب، زندگی روحانیت، زندگی تصور، اور ان چاروں کی زندگی کے لئے ذات کبریا کی طرف سے ذات کے نور کا بجلی آتا ہے جس کے ذریعے ابدی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اور بندہ حاصل خدا تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور اس زندگی کے لئے موت نہیں ہے۔

کشتگانِ خمیرِ تسلیم را

بہر زمان از غیب جان دیگر است

خود خدا تعالیٰ کا فرمان ہے۔ نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ

السُّورِيَّةِ ہم زیادہ قریب ہیں طرف اپنے بندے کے اس کی شہرگ سے بھی۔ اولیاء کرام کو جب یہ مقام حاصل ہوتا ہے تو باذن اللہ تعالیٰ مخلوقات میں وہ تصرف کرتے ہیں۔ عقل مند وہ شخص ہے جو سوائے دوستی



## بیان حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

وَكَذَٰلِكَ نُرَىٰ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ  
 وَالْاَرْضِ اور اسی طرح دکھائی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہی آسمانوں  
 کی اور زمین کی۔ تفسیر خازن میں ہے۔ اَقِيْمَ عَلٰی قَعْدَرَةٍ وَكُنْتُمْ  
 لَهَا عَيْنَ السَّمٰوٰتِ حَتّٰى رَاٰى الْعَرْشَ وَالْكُرْسِىَّ وَ  
 مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَكُنْتُمْ لَهَا عَيْنَ الْاَرْضِ حَتّٰى نَظَرَ  
 اِلٰى اَسْفَلِ الْاَرْضَيْنِ وَرَاٰى فِيْهَا مِنَ الْعَجَابِيبِ حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام کو معجزہ پر کھڑا کیا گیا۔ اور ان کے لئے آسمان کھول دیئے  
 گئے۔ یہاں تک کہ انہیں عرش کرسی اور جو کچھ آسمانوں میں ہے دکھا دیا گیا۔  
 اور جو کچھ زمینوں میں ہے وہ بھی دیکھ لیا یہاں تک زمین کے تمام عجائبات دیکھ  
 لئے۔ معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کے وجود میں ذاتی تجلی ڈالاجس سے تمام  
 غیبات الہی نظر آئے۔ اور خداوند قدوس نے اپنے غیبی خزانے کھول دیئے  
 اور اپنے غیب کو مطلق کر دیا۔

اسی طرح وہ آگ جو ابراہیم خلیل اللہ کو جلانے کے لئے جلائی گئی مگر وہ  
 باذن اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہو گئی۔ مگر یہ اذن الہی کا مظہر ابراہیم علیہ السلام کی  
 زبان مبارک ٹھہری۔ اور ان الفاظ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یوں رقم فرمایا۔  
 وَقُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ  
 اور ہم نے کہا۔ اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ ابراہیم علیہ السلام  
 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر سلاماً یعنی سلامتی



والی، کا لفظ نہ استعمال ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سرودی کے مارے  
 اٹیٹھ جاتے۔ اور اہل حقیقت یوں لکھتے ہیں کہ یَسَارَ كُوْنِي بَرْدًا  
 کا خطاب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عشق حقیقی کی آگ کو تھا کہ  
 خلیل اللہ علیہ السلام کے عشق کی آگ نے جب مزود کی آگ کی گستاخی  
 دیکھی کہ بڑی شوخی سے جل رہی ہے تو اپنے جوش میں آگنی قریب تھا  
 کہ سب کچھ ابراہیم علیہ السلام کی ایک آہ سے جل جاتا۔ مگر رحمت  
 خدا یا رومدوکار ہوئی اور فرمان الہی صادر ہوا۔ یَسَارَ كُوْنِي بَرْدًا  
 اے عشق الہی تو ذاتی کی آگ سینہ ابراہیمی میں جوش مارنے والی ٹھنڈی  
 ہو جا اور اے آتش مزود تو بھی سلامتی اختیار کر ابراہیم علیہ السلام پر آتش  
 شہودی و آتش حقیقی جب اعتدال پر آگئیں تو وہ گلزار یعنی باغ بن گئی۔  
 دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ اذْکُرْ عِبْدَنَا اِبْرٰہِیْمَ وَاِسْحٰقَ  
 وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاٰیٰتِی وَاَلْاَبْصَارِہٖ اور یاد کرو ہمارے بندوں کو جو ابراہیم  
 اور اسحق اور یعقوب ہیں جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ اِنَّا اَخْلَصْنٰہُمْ  
 بِخَالِصٰتِ ذِکْرِی الْاَدَارِہٖ وَاِشْہَمْ عِنْدِنَا لِمَنْ الْمُصْطَفٰیْنَ الْاٰخِیَارِہٖ  
 (۲۳۷) ہم نے ان کو ایک مخصوص بات کے ساتھ خاص کیا تھا کہ وہ یاد آخرت  
 کی ہے۔ اور وہ (حضرات) ہمارے یہاں منتخب اور سب سے اچھے لوگوں میں  
 سے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آنکھ اور ہاتھ تو تمام کائنات کے ہیں مگر ان کا تخصیص  
 کے ساتھ بیان اس لئے کیا گیا۔ کہ ان حضرات کو ظاہری حکومت بھی عطا کی گئی  
 اور علم الہی بھی عطا کیا گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دونوں تہوں سے سرفراز  
 فرمایا تھا کہ جس کے ذریعے سے تمام علوم کو دیکھتے تھے اور نفع پہنچاتے تھے  
 اور ہاتھ سے پکڑتے تھے اور خدا تعالیٰ کی مخلوق پر تعریف کرتے تھے۔



## بیان حضرت موسیٰ علیہ السلام

موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں . وَوَعَدْنَا  
ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتَمَمْنَا بِعَشْرِ فَنَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ  
ارْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ  
اخْلَفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ  
الْمُفْسِدِينَ ۝ ۱۰ (پہلے الاعراف) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس  
راتوں کا وعدہ لیا . اور تمام کیا ان تیس کو اس کے ساتھ دومی القعد کے  
چاند کی ابتداء سے ذی الحجہ کی دس تاریخ تک ، پھر تمام ہو گیا وہ وعدہ جو  
رب نے مقرر کیا تھا چالیس رات کا اور فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے  
بھائی ہارون کو کہ تو خلیفہ رہ میری طرف سے میری قوم میں اور اصلاح  
کرنا اور مفسدین و مجرمین کی راہ پر نہ چلنا . وَتَمَّ جَاءَ مُوسَىٰ بِلِيقَاتِنَا وَ  
كَلَّمَ رَبَّهُ ۝ اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ہمارے وقت  
مقرر میں اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے .

تبیان میں لکھا ہے . کہ کوہ طور کے گرد کو تاریکی نے گھیر لیا اور شیطان  
کو موسیٰ علیہ السلام سے دور کر دیا اور کرانا کا تبین ہٹا دئے گئے . اور تنہا  
موسیٰ علیہ السلام کوہ پر تشریف لے گئے . موسیٰ علیہ السلام نے آسمانوں کی  
طرف دیکھا . فرشتے ہوا میں کھڑے ہیں اور عرش عظیم سامنے ہے پھر اللہ  
تعالیٰ نے ان سے کلام فرمائی .

ینا بیع میں لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو چوبیس ہزار کلے سنائے اور



ایک روایت میں ہے کہ سات لاکھ اور صبح چورانو سے ہزار ہے اور کشتان  
 میں ہے حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے چالیس رات کلام کیا۔ جب  
 موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ کا کلام سنا تو ذوق و شوق میں سمجھے کہ میں  
 بہشت میں ہوں۔ فوراً لقائے الہی کی درخواست پیش کر دی۔ رَبِّ  
 اَرِنِي الْاَنْظُرَ الْيَسْرَ مِرْے رَبِّ مَجھے دیدار دے میں تجھے دیکھوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، لَنْ سْتَرَانِي سہرگز تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔  
 تفسیر مدارک میں ہے کہ فنا ہو جانے والی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا بلکہ دیدہ  
 باقی سے جمال باقی دیکھنا چاہیئے۔ اور دیدہ باقی بہشت میں ہوگا۔

موسیٰ علیہ السلام کا محال چیز کے بارے میں سوال کرنے سے یہ فائدہ  
 نکلا کہ اللہ تعالیٰ بندوں (انبیاء و اولیاء) سے اگر محال چیز کے بارے میں  
 دعا طلب کی جائے تو جائز ہے۔

کشف الاسرار میں لکھا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے اَرِنِي کہا  
 تھا۔ اس وقت سے لَنْ سْتَرَانِي کے جواب کے وقت موسیٰ علیہ  
 السلام کا مقام بہت بلند ہو چکا تھا۔ کیونکہ اس وقت عین مراد حق میں  
 تھے۔ اور عین مراد حق میں ہونا اونچا درجہ ہے اپنی مراد پر قائم ہونے کی  
 نسبت سے۔ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام لَنْ سْتَرَانِي کے جواب سے  
 مضطرب ہوئے۔ مگر ضعف بشریت کا بہانہ ملاوا بن گیا۔ اور وَذَكْرِي  
 اَنْظُرُ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنْ اَسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ  
 سْتَرَانِي اور لیکن دیکھ طرف پہاڑ کے اگر تو اپنی جگہ پر قائم رہ سکا تو  
 مجھے بھی دیکھ سکے گا کی تمہید دیدار نے حوصلہ قائم کر دیا اور  
 مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی



یعنی عشق کی جنبابی آگے آگے بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ وقت دیدار پہنچا  
 فَلَمَّا تَخَلَّى رَبَّهُ جَعَلَهُ ذِكَاوَةً خَرَّ مُوسَىٰ صَبِقًا -

پس جبکہ اس کے رب نے تجلی ڈالا پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور موسیٰ  
 علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یہ بے ہوشی ظاہر بدن کے لئے  
 تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا جسمانی تجلی جو ذاتی نور کا تھا حقیقی نور میں محو  
 ہو گیا۔ اور نور کے ساتھ نور مل گیا۔ اور جسمانی وجود گر گیا۔ یہ وہ تجلی تھا  
 جو موسیٰ علیہ السلام کے وجود حقیقی نور ذاتی سے پہلے مہکلام رہا۔ اور ذات  
 کبریٰ کی کلام کو سمجھتا تھا اور پھر نور صفاتی سبب نور ذاتی کے عشق میں ترقی  
 ترقی کرتے کرتے اشتیاق دیدار تک پہنچا اور کلام الہی کے خاتمے کا  
 وقت قریب آیا اور الوداع کا وقت نزدیک پہنچا تو نور نور میں محو  
 ہو گیا۔ اور ما سوا اللہ کو گرا کر بیکٹائی اور تنہائی کی بے مثل نظیر قائم کر دی۔

موسىٰ لَمَّا تَخَلَّى رَبَّهُ جَعَلَهُ ذِكَاوَةً  
 رَبِّتْ أَرَبِيَّ دِي مَنْزِلِ تَحِيٍّ جِدْ اِگے قَدَمِ تَكَايَا  
 وید دے جہوں مکمل ہوئے نوری دستاویزے  
 جسم بے ہوش ہو یا تے طور بھی ہو یا ریزے ریزے  
 دور ہوئی غیرت ساری تے رہیا وجود حقیقی  
 طیا نور ادہ نور دے تائیں ایہو گل حقیقی  
 عاصم رہیا محال نہ کوئی گل ہونے دے باہجوں  
 ممکن ابھی محال ہو جاؤں کامل پیر دے باہجوں

عاصم لقاوی غفرلہ،

نیز پہاڑ کے پاش پاش ہونے کا سبب یہ بھی تھا کہ جو تجلی الہی پہاڑ



پونازل ہوا۔ وہ تجلی بہت کی طرف تھا۔ اور تجلی جب بہت کی طرف ہوتی تو ملک ویران ہو جاتا ہے۔ اور انبیاء و اولیاء کے سینے میں تجلی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جس سے انبیاء اور اولیاء کے دل آباد ہوتے ہیں۔

لکھا ہے کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے خطبہ فرمایا۔ کچھ ایسا اثر ہوا کہ تمام لوگوں میں شور مچ گیا۔ اور خطبے کے الفاظ دہرانے لگ گئے۔ اور اس کے معنی اور باریکیوں سے متحیر ہوئے۔ قوم کے شخص نے سوال کیا۔ اے موسیٰ علیہ السلام آپ سے بڑھ کر کوئی عالم ہے۔ آپ نے فرمایا تمام عالم میں بڑھ کر اپنے سے جاننے والا میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھی فرمایا مجمع البحرین میں میرا ایک بندہ ہے

اسے ہم نے اپنے علم سے خاص کیا ہے۔ اس کی ملاقات کرو اور اس کی علامت یہ ہے کہ بھونی ہوئی ٹھیلی زندہ ہو کر دریا میں چلی جائے گی بس وہیں پر میرا بندہ قیام پذیر ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک نوجوان ہمراہ لیا۔

اور فرمایا۔ **وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ لَا آسِرِحْ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا** اور وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام نے اس جوان سے کہا کہ میں برابر چلا جاؤں گا۔ یہاں

تک کہ مجمع البحرین کو پہنچ جاؤں یا اسی طرح کافی مدت چلتا رہوں گا۔ **فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نِسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا** جب مجمع البحرین پر پہنچے تو ٹھیلی کو

محول گئے اور اس ٹھیلی دجو بھون کر ساتھ لے رکھی تھی، نے دریا میں اپنی راہ لی اور چل دی۔ **فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَنَاثَرَ أَتَانَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا** جب دونوں



مجمع البحرین سے آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے  
 فرمایا ہمارا ناشتہ لاؤ۔ ہمیں اپنی منزل سے بہت تکلیف پہنچی ہے۔  
 قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ  
 الْحَوْتَ وَمَا أَنْسِينِي إِلَّا الشَّيْطَانُ إِنَّ أَذْكَرَكُم  
 وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَعْرِ عَجَبًا ۚ خادِم نے عرض کیا۔  
 عجیب بات ہوئی جب ہم پتھر کے قریب ٹھہرے تھے۔ تو میں مچھلی کو  
 بھول گیا تھا۔ اور مجھے شیطان نے بھلا دیا کہ میں اس کو ذکر کرتا۔ اس  
 (بھولنی ہوئی) مچھلی نے عجیب طور پر زندہ ہو کر، دریا میں راہ لے لی۔ قَالَ  
 ذَٰلِكَ كُنَّا نَبْغُ فَأَرَسْنَا عَلَىٰ أَشَارِهِمَا فَمَصَّاهُ  
 موسیٰ علیہ السلام نے دیکھ سن کر، فرمایا یہ وہی مقام تھا جسے ہم تلاش  
 کرتے تھے۔ پھر دونوں اپنے قدموں کے نشانوں پر واپس لوٹے فَوَجَدَا  
 عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا اتَّيْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا وَ  
 عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ۚ پس دونوں نے ہمارے بندوں  
 سے ایک بندہ دیکھا۔ ہم نے اسے اپنی خاص رحمت سے نوازا تھا  
 اور ہم نے اس کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھایا تھا۔  
 حقائق سلمیٰ میں حضرت ذوالنون مصری قدس سرہ سے منقول ہے  
 کہ علم لدنی وہ ہے کہ خلق پر توفیق اور خدلان کا علم کریں۔ بعض نے کہا کہ علم  
 لدنی وہ ہے جو بے پڑھے اور بے حاصل کئے حاصل ہو جائے۔ صاحب  
 کشف الاسرار نے فرمایا کہ علم لدنی جاننے والا محقق ہے جو کچھ رب العزت  
 سے پاتا ہے وہی زبان پر لاتا ہے۔ فتوحات میں سلطان العارفين قدس سرہ  
 سے نقل ہے کہ علما کے ایک گروہ سے کہتے تھے کہ تم نے مرہ علم لیا۔



کرتا ہے اور پھین لیتا ہے۔ تو میں نے عیب کر دیا۔ کیونکہ اس کا ابھی اس راہ پر گزر تھا۔ اسے سالم دیکھ کر وہ غصب نہ کرے۔

گر خضر در بحر کشتی را شکست  
صد درستی در شکست خضر مسرت

اور وہ لڑکا حلیسور بن سلاکس اس لئے قتل کیا کہ اس کے والدین مومن تھے۔ اور یہ لڑکا بڑا ہو کر کفر اور طغیان میں مبتلا ہوتا اور والدین کو بھی گمراہ کر دیتا۔ اس کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے والدین کو ایک لڑکی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ اور اس لڑکی سے ایک پیغمبر نے شادی کی اور اس کی اولاد میں ستر پیغمبر ہوئے اور دیوار جو گرنے کے قریب تھی یہ دو تیم بچوں کی تھی جن کا ایک مرد صالح گزرا تھا۔ اور اس کے نیچے خزانہ تھا۔ اگر یہ دیوار گر جائے تو خزانہ کھٹ جاتا اور یہ دو بچے حرم اور حریم نام رکھتے تھے۔ حالانکہ ان دو بچوں اور اس مرد صالح کے درمیان سات پشتیں گزر چکی تھیں اللہ تعالیٰ نے اس مرد صالح کے صدقے ساتویں پشت کے خزانے کو بھی ضائع نہ ہونے دیا۔ اور حفاظت فرمائی۔ پس چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ پہنچ جائیں وہ دونوں بچے کمال بڑائی کو اور نکال لیوں خزانہ اپنا۔ اور یہ سارے کام میں نے اپنے ارادے سے نہیں کئے بلکہ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ج یہ سب کام آپ کے رب کی مہربانی سے ہوئے وَمَا فَعَلْتُمْ عَنْ أَمْرِي اور یہ میں نے اپنی مرضی سے نہیں کئے ذَالِكُمْ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝ یہ جواب ہے ان باتوں کا جن پر آپ صبر کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام آپس میں جدوا ہو گئے۔



بحر الرائق وغیرہ کتب نے اس واقعہ سے بہت سے فائدے حاصل کئے ہیں۔ اور ایک تفصیلی یوں بھی کی گئی کہ دریا سے مراد انسانی عمر ہے اور مجمع البحرین سے مراد دنیا آخرت کی دو زندگیاں ہیں یا روحانی اور جسمانی بدن ہے اور فحش کی مثال دنیا کی عمر ہے یا فحش سے مراد روحانی بدن ہے کہ دنیا میں غفلت کی وجہ سے مانند مردے کے ہو گیا۔ اور پیر کامل کی صحبت سے ذاتی نور کا تجلی جب پہنچا۔ تو معرفت کی زندگی حاصل کر کے ذات کبریا کے ساتھ واصل ہو گیا۔ اور کشتی دنیا کا مال و جمال ہے اور انسان اس پر سوار ہے اور اس پر ظالم بادشاہ نفس اور شیطان ہے اس جمال کی کشتی کو توڑ دیتا کہ نفس و شیطان کے ظلم و استبداد سے بچ جاویں اور جو دوس بھائی ہیں وہ پانچ سو اس ظاہری اور پانچ لطائف خمسہ یعنی باطنی ہیں تاکہ اس زندگی کی کشتی کی مزدوری صحیح طرح انہیں مل سکے جس سے وہ رضائے الہی کے مستحق بن جاویں۔

جاننا چاہیے کہ انسان کا نفس دنیا کی محبت میں مبتلا کر کے خدا تعالیٰ سے انسان کو غافل کر دیتا ہے۔ اسے مار ڈالو اور مَوْتُو قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی اجل معین سے پہلے اپنے آپ کو رضائے الہی کی تلوار سے مار ڈالو۔ تاکہ ابدی زندگی کے مستحق بن جاؤ۔

لَا اِلٰهَ سِوَا اللّٰهِ  
 زنده اِلَّا اللّٰهُ سے ہو والا گوہر  
 اللّٰهُ اس میں جاری ساری کر کے دیکھ  
 مرنا ہے تو اس طرح تو مر کے دیکھ  
 ہو سے انوار تجلی ذات پاک



لا کے اپنے اندر رکھ لے مہشتِ خاک  
 خنجرِ تسلیم کا مقتول بن  
 زندہ جاوید ہو شیریں دہن

(عاصم لقمانی غفرلہ)

اور حقیقت یہ ہے کہ اطمینان قلب بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی  
 ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ **الْأَبْدَانُ لِلَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ**  
 یا اور رکھیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ اور دل کا اطمینان  
 تب تک نہیں ہوتا جب تک اسرارِ غیبیہ کھل نہ جاویں۔ اور اس  
 غیبیہ تب کھلتے ہیں کہ جب ذاتی نور کا تجلی وجود میں داخل ہو جاوے  
 اسی طرف اشارہ ہے کہ **نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورٍ**  
**مَنْ يَشَاءُ** نور پہ نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کے لئے جسے چاہتا  
 ہے راہ دکھاتا ہے۔ اور نور کی طرف آنے کے لئے فرمانبرداری کی ضرورت  
 ہے نافرمان کو یہ نور نہیں نصیب ہوتا۔ جس طرح دوسری جگہ فرمایا۔  
**أَمَّا مَنْ طَغَىٰ وَآشَرَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ**  
**هِيَ السَّمَاوِيُّ** اور جو شخص بغاوت کرے اور دنیوی زندگی کا اثر قبول  
 کر لیوے (یعنی آخرت بھول جاوے) پس تحقیق دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے  
 یعنی نافرمانی کرنے والا نور خدا تو خود بھی نہیں حاصل کر سکتا بلکہ وہ دوزخ

—

حاصل کلام یہ ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ ذاتی نور میں مجبور  
 کیا۔ اور علومِ غیبیہ ظاہر فرمائے۔ اور علومِ غیبیہ کے عالم خضر علیہ السلام سے  
 ملاقات کرائی جس سے ظاہر ہوا کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں کے سینے میں جو ذاتی



تجلی جاری و ساری رہتا ہے تو ان سے خدا تعالیٰ ہم کلام رہتا ہے اور وہ نور صفاتی کو نور ذاتی میں محو کر کے ذاتی کلام کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور واصل خدا ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے عشق الہی میں اپنی جان کو بلایا ان پر اللہ کریم کی کوئی چیز مخفی نہیں رہتی اور وہ محبوب خدا ہوتے ہیں اور واصل باللہ ہوتے ہیں۔ جو غافل خدا تعالیٰ ہے۔ وہ گناہگار ہے اور جن لوگوں نے اپنا عقل و فکر دنیا کی محبت میں لگا دیا۔ ان سے خدا تعالیٰ کے علوم غیب پوشیدہ ہیں۔





## بیان حضرت داؤد علیہ السلام

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَتَخْتَرُنَا مَعَ دَاوُدَ الْجَبَالِ  
يُسَبِّحُنَ وَالطُّيُورَ (پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نے داؤد  
علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کو تسبیح کرتے تھے خدا تعالیٰ ان کے ساتھ  
پرندے۔)

تبیان میں لکھا ہے کہ جس طرح ذکر الہی داؤد علیہ السلام سے لوگ  
سننے تھے اسی طرح پہاڑوں سے بھی سننے تھے۔ اور یہ ان کا معجزہ تھا  
اور اسی طرح پرندے بھی خدا تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرنے میں داؤد  
علیہ السلام کا ساتھ دیتے تھے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ پرندوں اور پہاڑوں کی تسبیح زبان حال سے  
تھی۔ مگر زبان حال سے تو ہر چیز خدا تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے جیسا کہ  
فرمایا، يُسَبِّحُ رَبَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ تسبیح  
بیان کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے تو ماسوائے  
جن وانس و ملائک ہر چیز زبان حال سے تسبیح کرتی ہے جیسا کہ فرمایا  
وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ لَكِنْ تَمَّانُ كِي تَسْبِيحُ مِنْهُمْ  
سمجھتے۔ تو پھر پرندوں اور پہاڑوں کی تسبیح کی تخصیص کیوں فرمائی گئی۔  
مگر یہ اس لئے کہ پہاڑ اور پرندے جو تسبیح بیان کرتے تھے ان کے الفاظ  
سمجھ میں آجاتے تھے اور یہ معجزہ تھا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر  
داؤد علیہ السلام کا۔



معلوم ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے وجود میں ذاتی نور کا تجلی تھا۔  
 اور ذاتِ کبریٰ نے اپنے ارادے سے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور سب چیز  
 ذاتِ کبریٰ کی تسبیح پڑھتی ہے۔ اور سب چیز اسی کی عاشق ہے اور اسی کے  
 قبضہ قدرت میں ہے اور جب تک اپنے ذاتی نور کے تجلی کو اپنے  
 دوستوں کے وجود میں نہ ڈالے تو موجودات کی کوئی چیز بھی انسان کے  
 قبضہ میں نہیں آتی۔ اور جس وقت اللہ تعالیٰ اپنا ذاتی نور کا تجلی ڈالے تو  
 پھر اس پر ہر چیز محضی باذن اللہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اور ہر چیز پر  
 ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے تصرف کر سکتے ہیں۔ مگر یہ باتیں کامل پیر کی توجہ  
 سے حاصل ہوتی ہیں۔ انوار ذاتی و صفاتی کی شناخت اس سمندر کا تیراک  
 ہی کر سکتا ہے۔ اور صفاتی نور کے تجلی کو ظالم نفس باعنی و سرکش  
 شیطان کے حملہ اور قید سے کامل پیر چھڑا سکتا ہے۔ اور نور میں نور کو  
 محو کرنے کا طریقہ بھی کامل پیر کی مدد سے حاصل ہوتا ہے۔





# بیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بَلَغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ      كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ  
حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ      صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ  
(سعدی)

پہنچے بلند لیوں کو وہ اپنے کمال سے  
کھولے سیاہ اندھیرے میں اپنے جمال سے  
خلق عظیم ظاہر ہے اچھے خصال سے  
ان پہ درود آں پہ ایزد تعال سے

(عالم نقمانوی غفرلہ)

آیت کریمہ، هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ مدارج النبوت کے خطبہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حمد خدا تعالیٰ بھی ہے اور نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے چنانچہ نبی علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے صور اسرافیل پھونکنے تک کا تمام بیان سنا دیا۔ تاکہ اول سے آخر تک تمام حالات آپ کو ظاہر ہو جائیں۔ اور حضور علیہ السلام نے بعض حالات کی خبر صحابہ کو بھی دی۔ آیت مذکورہ کا حقیقی بیان وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ وُجُوهٍ ثَمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ لِيَمْلَأَكُمْ



لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَقْرَرْتُمْ وَاَقْرَرْتُمْ  
 اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِحْرٰی قَالُوْا اَقْرَرْنَا سَا  
 ثَل فَا شَهِدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ  
 فَمَنْ تَوَلٰٓى بَعْدَ ذٰلِكَ فَا لِيْكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ انبیاء سے جب میں تم کو  
 کتاب دوں اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس میرا رسول محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم آئے جو تصدیق کر نیوالا ہو جو (معجزے کتابیں رسالت) تمہارے  
 پاس ہو البتہ تم اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ پھر فرمایا کیا تم  
 نے اقرار کیا۔ اور اس پر میرا عہد قبول کیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا  
 ارشاد فرمایا پس گواہ رہنا۔ اور میں اس عہد پر تمہارے ساتھ گواہوں  
 میں سے ہوں۔ پس جو شخص روگردانی کرے گا۔ اس کو وعدے، کے  
 بعد تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں (پہ لہج ۴)

مشکوٰۃ شریف اب فضائل سید المرسلین میں حضرت ابوہریرہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى وَجِبَتْ لَكَ التَّيْبُوتُ  
 قَالَ وَادَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ ، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم نے عرض کی کہ کب آپ کے لئے نبوت ثابت ہوئی یا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ آدم  
 علیہ السلام بھی روح اور بدن میں تھے۔

اور دوسری حدیث پاک میں آیا ہے۔

وَعَنِ الْعُرْبَابِ بْنِ سَارِيَةَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى



اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ  
 خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّ آدَمَ لَمْ يَجِدْ فِي طِينِهِ وَ  
 سَأَخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَعْرَى دَعْوَةٍ إِسْرَاهِيمَ وَ  
 بَشَارَةَ عِيسَى وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ حِينَ وَ  
 ضَعِنِي وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهَا  
 مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ  
 وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مِنْ قَوْلِهِ  
 سَأَخْبِرُكُمْ . . . . الخ - اور روایت ہے عریض

بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ہے۔ تحقیق میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے پاس خاتم النبیین لکھا تھا۔  
 جب کہ آدم علیہ السلام زمین پر اپنی مٹی میں گوندھے پڑے تھے۔ اور  
 میں تمہیں سب سے پہلی خبر دوں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں  
 اور عیسیٰ علیہ السلام کی خوش خبری ہوں اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں  
 کہ جس وقت اس نے مجھے جنا تو اس کے لئے اس کے وجود سے ایک نور  
 نکل کر چمپک اٹھا جس سے اُسے شام کے ملک کے محل نظر آگئے۔

علمائے کرام لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پہلے  
 ہونے کا کیا مطلب ہے۔ اگر علم و تقدیر الہی مراد ہے تو یہ سب انبیاء کو  
 شامل ہے۔ اگر بالفعل ہے تو یہ دنیا میں ظاہر ہوئی اس وقت کہاں تھی۔  
 جواب اس کا یہ ہے کہ مراد اس سے اظہار نبوت فرشتوں میں اور روحوں  
 میں ہے جیسا کہ وارد ہے لکھنا اسم شریف کا عرش کے پائے اور جنت  
 کے محل اور اس کے بالا خانوں پر اور حوروں کے سینوں اور جنت کے درخت



طوبی کے پتوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کی کھٹوں پر۔  
 بعض عارفوں نے کہا ہے کہ روح شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ و  
 سلم کی ارواح میں تربیت کرتی تھی۔ جیسا کہ اس عالم میں بدن شریف  
 دوسرے بدنوں کا مربی تھا۔ اور ارواح کا ابدان سے پہلے پیدا ہونا ثابت  
 ہے بلاشبہ۔ یعنی جو اول جو ظاہر ہوئی وہ میری نبوت تھی۔ اور اسی اعلیٰ  
 رتبہ کی وجہ سے میں اولین ہوں۔ اور بدن نبوت کے لحاظ سے میں آخر میں  
 ہوں اور رسول ظاہر بھی ہیں۔ جیسے دنیا پر تمام مخلوقات کے لئے۔ اور  
 باطن بھی ہیں جیسے نوری بدن کے ساتھ فرشتوں اور روحوں کے لئے۔ اور  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شے پوشیدہ نہیں اور سب علوم  
 مآکان و مایکون کے سب عطا ہوئے اور مآکان و مایکون  
 بیان کے لئے ہے۔ ورنہ اس سے بھی کہیں زیادہ علوم عطا ہوئے جیسا کہ  
 فرمایا تَدُجَاءُكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ  
 تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب روشن آئی۔  
 مفسرین نے لکھا ہے نور سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد  
 ہیں۔ اور کتاب سے قرآن عزیز مراد ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے جو  
 چیز اللہ تعالیٰ نے نور قدم سے ظلمت کو عدم میں ظہور فرمائی وہ محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا نور مبارک تھا۔ کہ فرمایا اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي  
 بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو اس نور کے ظہور کے صدقے پیدا  
 فرمایا۔ اور نقد النصوص فی شرح نقشب الفصوص  
 کہ سب مخلوق کی منشا اور معاد کی اصل حضرت حقیقت الحقائق ہے۔  
 اور وہ حقیقت محمدی اور نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ صورت



واحدی اور احدی ہے۔ جامع تمام کمالات الہی کہا ہی کے اور واضح میزان  
 سب اعتدالوں علی اور حیوانی اور اجزائیں اس کی تفصیل کے ہیں۔ اور آدمی  
 مسخر ہے۔ واسطے اس کی تکمیل کے اور اسی طرف اشارہ ہے کہ اَنَا  
 سَيِّدٌ وَلِدِ اَدَمَ اور پھر فرمایا۔ اَدَمُ وَمَنْ دُونَهُ تَحْتَ  
 لِوَانِي وَلَا فَخْرَ اور فرمایا۔ يَهْدِي بِهٖ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ  
 سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّورِ  
 بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِي يُسَبِّحُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ہ ہدایت  
 کرتا ہے بسبب اس نور محمدی اور کتاب مجید کے اس سے جو پیروی کرتا  
 ہے اس کی رضا مندی اور خوشنودی کی ساتھ ڈھونڈنے راہ سلامت کی  
 وہ راہ سلام اور راہ حق ہے۔ اور نکالنا ہے انہیں تاریکی، کفر و یاشک  
 یا جہل سے طرف نور ایمان کے ساتھ ارادے اور توفیق اپنی کے اور  
 ہدایت کرتا ہے طرف راہ قرب الہی کے۔

معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کبریا کے تجلی کا اظہار انسان سے  
 کیا۔ اور انسان سے مراد محمد رسول اللہ یعنی نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم ہے۔ اور حضور علیہ السلام نے بھی فرمایا۔ اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ  
 وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُّوْرِیْ۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام  
 سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود  
 میں ذاتی نور کا تجلی ہے۔ اور تجلی ذات کبریا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں  
 ہو سکتی۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی شریعت اور  
 طریقت و حقیقت و معرفت کے اندر ہے۔ شریعت سے مراد  
 وہ راستہ ہے جس سے روحانی بدن کے شریہ اخلاق دور کرے یعنی



کینہ، بغض، حسد، تکبر، خودی، طمع، عیش، خیالات باطلہ اور خواہشات باطلہ اور طریقت وہ راستہ ہے جس سے انسان مجلسِ محمدی میں پہنچتا ہے۔ جب مجلسِ محمدی میں داخل ہوا۔ تو سب حقیقت اس کے لئے کھل جاتی ہے۔ تو منزلِ معرفت میں پہنچ جاتا ہے۔ تو معرفت مشاہدہ قریبِ خدا حاصل ہوتا ہے۔ اور نورِ نور کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اور غیر عینِ گمراہ

جاتی ہے۔ کیونکہ روحانیت کا اصلی وطن عالم الامر ہے اور عالم الامر میں تجلی ذاتِ کبریا ہے۔ تو ان محل والے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اپنے خزانے کھول دیتا ہے اور صاحبِ دعوت و قدرت بنا دیتا ہے۔ اور اپنی ذات کا عاشق بنا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی دوستی سے یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ کا مقصد عمل ہو جاتا ہے اور بندہ مراد کو پہنچتا ہے۔

وآیت کریمہ، سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ہ پاک ذات اور بے عیب وہ ذات ہے جس نے اپنے بندے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے وقت سیر کرایا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک دوہ مسجدِ اقصیٰ، کہ برکت والا کیا ہم نے اس کا گرد و نواح تاکہ ہم دکھائیں (محمد علیہ السلام کو) اپنی نشانیوں سے تحقیق وہ اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک رات یعنی رات کے کچھ حصے میں مسجدِ حرام یعنی وہ جگہ جو کعبے کو محیط ہے۔ یا امہانی



رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر کہ مکہ اور اس کی حریم سب مسجد ہے۔ ایسی مسجد کی طرف سیر کرایا جو بہت دور ہے۔ اہل مکہ سے یعنی بیت المقدس کہ برکت دی ہم نے اس کے گرداگرد یعنی وحی اترنے اور انبیاء کی بہتات سے آنے اور قبور اولیاء اللہ و انبیاء کے موجود ہونے کی وجہ سے اور نیز انبیاء نے اسے عبادت گاہ بنایا۔ یہ سیر اس لئے کرائی تاکہ ہماری قدرت کی دلیلیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ لیوں۔ مٹھوڑی دیو میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ شریف سے بیت المقدس تشریف لے گئے اور انبیاء کرام کے مقاموں پر ٹھہرے اور آسمانوں کے عجائب و غرائب پر وہاں سے (دھیل کر) مطلع ہوئے۔ اکثر علماء کہتے ہیں کہ معراج شریف بعثت کے بارہ برس بعد میں ہوئی اور مہینے کا اختلاف ہے مگر رجب کی ستائیسویں زیادہ مشہور ہے۔ اور بیت المقدس تک تشریف لے جانا نص قطعی سے ثابت ہے اس لئے اس کا منکر ہونا تو کافر بنانا ہے۔ اور آسمانوں پر چڑھ جانا اور مرتبہ میں پہنچنا یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے جو حد تو اتر کے قریب ہے جو اس کا منکر ہے وہ گمراہ ہے مبتدع ہے۔ اکثر اہل اسلام کا اعتقاد اس بات پر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عروج مع الجسم ہوا ہے۔ (یعنی بیداری میں جسم و روح ہر دو سمیت ہوا) اور جو اس قصے میں ثقل بدن کے عروج کو مانع سمجھتے ہیں وہ اہل ہمت ہیں۔ اور منکر قدرت ہیں۔ اس شب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کے گروہ کے ساتھ نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو جو ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آرام فرماتے حاضر ہو کر اپنے پر مل کر جگایا۔ اور وہاں سے خانہ کعبہ میں لے گئے۔ سینہ مبارک شوق کیا اور



حق کی منزل سے دھو کر پھر اپنے مقام پر رکھ دیا۔ پھر براق پر سوار کیا۔ اور حقوڑی در میں بیت المقدس میں پہنچا دیا۔

صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت سلطان الانبیاء نے بیت المقدس میں ملائکہ اور انبیاء کو دیکھا اور ان کی امامت فرمائی۔ پھر صحزہ معظمہ پر سے براق پر سوار ہو کر معراج کو تشریف لے گئے پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام اور دوسرے آسمان پر یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام۔ چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام اور پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا سب کو باری باری سلام عرض کیا۔ اور سب نے باحد عزت و احترام جواب دیا۔ سدرۃ المنتہی، حوض کوثر، نہر رحمت، بیت المعمور نظر مبارک سے گزریں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام حجاب نور کے قریب آپ کی رفاقت سے باز رہے۔ چنانچہ ایک صاحب فرماتے ہیں۔

چناں گرم درتہیہ قربت براند

کہ در سدرہ جبرئیل ازوباز ماند

بدو گفت سالار بیت الحرام

کہ اے حامل وحی برتر حرام

چو در دوستی مخلصم یافتی

عنائش ز صحبت چراتافستی

بگفتا فراتر مجالم نماند



اگر ماند نیروئے بالم مناند

اگر یک سرے موئے برتر پریم

نرودغ تجلی بسوزد پریم

وہاں سے تنہا الوار کے حجاب قطع فرماتے ہوئے ایسے مقام

پر پہنچے جہاں براق بھی تھک کر رہ گیا اور رفوف پر سوار ہوئے پائے

عرش کے قریب پہنچے تو ہزار بار اَدْنُ مِیْنِیْ یَا حَبِیْبِیْ کا

خطاب سنا۔ ہر بار آپ کو اور ہی ترقی نصیب ہوئی یہاں تک کہ

آپ کی نگاہ فِتْدَلِیْ پر پہنچی پھر قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنِیْ

کی خلوت خاص میں داخل ہوئے اور فَا وُحِیْ اِلَیْ عِبْدِہٖ مَا

اَوْحِیْ کے اسرار سننے اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان کلمات سے ثنائے الہی اور الکی۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ

الصَّلٰوۃُ وَ الطَّیِّبٰتُ بَارِکَاہِ الہی سے جواب آیا اَلسَّلَامُ

عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکٰتُہٗ اَپ

نے اس میں امت مرحومہ و مغفورہ کو بھی شامل فرمایا۔ اور عرض کی۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ

اور عرض کی۔ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ

لَہٗ وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اور

اسی رات نماز کا بدیہ اپنی امت کے لئے اپنے ساتھ لائے۔ آپ

بیت المقدس میں واپسی پر پھر تشریف لائے اور یہاں سے مکہ المکرمہ

تشریف لے گئے راہ میں قریش کے قافلے دیکھے اور اس سفر میں تین

یا چار ساعت کی دیر لگی۔



الغرض حق سبحانہ تعالیٰ نے معراج شریف پر بلایا۔ تاکہ آپ ملک  
 بر ملکوت کی نشانیوں دیکھیں اور ان کا حال اہل علم سے کہیں اور حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کلام سنائی۔ اور ملک لازوال کی نشانیوں  
 بھلائیں۔ اور بعض مفسروں نے اِنَّہ کی ضمیر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی طرف راجع کیا۔ اور صفحات الانس میں صاف لکھ دیا کہ بے شک رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب سنتے تھے جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور دیکھتے  
 تھے جو ان کو دکھایا رب کریم نے۔

اور بحر الرائق میں لکھا ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ نشانیوں  
 دکھائیں جو ہمارے جلال و جمال کے ساتھ مخصوص ہیں۔ بیشک وہ سمیع ہے  
 ہماری سمع سے اور بصیر ہے ہماری بصیر سے۔

پس معلوم ہوا کہ مولیٰ کریم نے نبی علیہ السلام سے کوئی شے پوشیدہ  
 نہیں چھوڑی۔ اور اپنے ذاتی نور میں محو کر دیا۔ اور نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نور تعالیٰ سے ایک تجلی ہے۔ جس سے تمام جہان روشن ہے اور تمام  
 جہان پر حاضر ہے۔ اور تمام جہان پر ناظر ہے۔ اور خداوند کریم کی نحویت  
 کے اندر فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کی کلام کی ہے۔ جو کہ مخصوص  
 کلمات خدا اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین ہے۔ مدارج النبوت  
 جلد اول فصل رویت الہی میں ہے۔ فَاَوْحٰی بمقام علوم معارف و  
 حقائق و بشارات و اشارات و اخبار و آثار و کرامات و کمالات میں  
 رب کریم نے جو سارے علوم اور معرفت اور بشارات و اشارات وحی  
 فرمائیں اور وہ اس ابہام میں داخل ہے اور سب کو شامل ہے ان  
 کی زیادتی اور عظمت کی وجہ سے ان چیزوں کو بطور ابہام ذکر فرمایا۔ اور



اس میں اس طرف اشارہ بھی ہے۔ کہ ان علوم غیب کو سوائے رب تعالیٰ اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اعطاء نہیں کر سکتا۔ مگر جس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادئے اور وہ علوم عطا ہوئے جن کو نہ کوئی بیان کر سکتا ہے اور نہ کسی کے خیال میں آ سکتے ہیں۔ اور ماکان و مایکون تو صرف بیان کے لئے ہے ورنہ اس سے بھی کہیں زیادہ عطا ہوئے اور بتانے میں بھی کمی نہیں فرمائی جاتی۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٌ ۝ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں۔ اور بخل کا سوال تب ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس علم غیب ہو۔ بلکہ علوم غیبیہ کا حضور علیہ السلام سے نفی کرنا۔ نص قرآنی کے خلاف ہے۔ اور اس شخص پر حملہ ابلیس کا ہے اور یہ منزل گمراہی کی ہے۔

قرآن پاک میں **كَتَبْنَا** دسورہ مر پٹا کے تحت مواہب صوفیاں میں لکھتے ہیں کہ وہ جو مواہب حضرت شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمغانی قدس سرہ پر اترے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ صورت بشری۔ قُلْ إِنَّمَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

۲۔ صورت ملکی، جیسا کہ ظاہر ہے اس حدیث پاک سے۔

لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ . لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ

إِنِّي آيْتُ عِنْدَ رَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي

۳۔ صورت حقیقی کہ فرمایا۔ لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْعَى

فِيهِ مَلَكٌ مَّقْرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مَّرْسَلٌ



اور اس سے بھی واضح حدیث پاک یہ ہے۔ مَنْ رَأَىٰ  
فَقَدْ رَأَىٰ الْحَقَّ۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا تعالیٰ کو دیکھا  
یا جس نے مجھے دیکھا اس نے حقیقتاً مجھے ہی دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ جل  
شانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ہر صورت  
کے مطابق کلام فرمایا۔ اور وہ کلام پاک علیحدہ ہی عبارت میں نازل  
ہوا۔ صورت بشری کے ساتھ مرکب کلمات کے ساتھ کلام فرمایا  
جیسے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور صورت ملکی میں حروف مفردہ کے  
ساتھ جیسے كَهَيِّعَصًا وغیرہ حروف مقطعات اور صورت  
حقی میں مبہم کلام کے ساتھ جیسے فَاوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدٍ مَّا  
أَوْحَىٰ کے الفاظ و عبارات اور حروف مقطعات رب العزّة اور  
نبی الرحمتہ کے درمیان رمز اور بھید کی باتیں ہی ان میں سے ایک  
كَهَيِّعَصًا بھی ہے۔

بعض مفسروں نے لکھا ہے۔ کہ یہ حروف اسمائے الہی ہیں۔ اور  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ آپ بعض دعاؤں میں  
كَهَيِّعَصًا اور حَبَسْتُكَ پڑھتے تھے۔ اور بعض مفسروں نے  
کہ سَافِيٌّ اور كَبِيرٌ اور كَرِيمٌ جو اسمائے الہی ہیں کاف  
ان کی کنجی ہے۔ اور اسم نادی کی طرف اشارہ ہے۔ اسی لئے اس میں  
اشارہ نکلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی کہنا حرام ہے  
نبی جنس بشر میں آتے ہیں۔ اور انسان ہی جتے ہیں جن یا فرشتے نہیں ہوتے  
یہ دنیاوی احکام ہیں۔ ورنہ بشریت کی ابتداء آدم علیہ السلام سے  
ہوتی کیونکہ وہ ہی ابوالبشر ہیں کہ كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ نَبِيٌّ



السَّمَاءِ وَالطَّيْنِ، قرآن کریم نے کفار کا طریقہ بتایا ہے کہ وہ انبیاء کو بشر کہتے تھے۔

۱۔ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا، کافر بولے نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر۔

۲۔ لَسِيْنُ اطْعَمْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ فَنَسَاۤءُ اِذَا الْخُسْرٰوْنَ ۝ اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی پیروی کی تو تم نقصان والے ہو۔

اس قسم کی بہت سی آیتیں،

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَنِيْ مِنْ طِينٍ

خدا یا، تو نے مجھے آگ سے اور ان کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سَوَابِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَىٰ

وَجَبَتْ لَكَ النُّسُؤَةُ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ السُّرُوْحِ

وَالجَنَسِ، رواه الترمذی۔ اور روایت ہے ابی ہریرہ

سے کہا اس نے کہ عرض کیا صحابہ رضوان اللہ علیہم نے یا رسول اللہ کب

آپ کے لئے نبوت ثابت ہوئی۔ فرمایا اس وقت جب کہ آدم

علیہ السلام درمیان روح اور بدن کے تھے۔

(آیت شریفہ) وَالسُّبْحِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ

صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝

اِنَّ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهُ شَدِيْدُ الْقَوٰى ۝

ذُو مِرَّةٍ ۝ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝



شَدَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۖ  
فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ۖ

(ترجمہ) قسم ہے ستارے کی جب طلوع کرے یا غروب اس سے  
سب ستارے مراد ہیں کہ مسافروں کو راہ بتانے والے ہیں تری اور خشکی  
میں یا وہ ستارے مراد ہیں جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی  
ولادت کے وقت زمین کے نزدیک آئے تھے۔ اور بعض نے کہا ہے  
کہ نجم سے قرآن مراد ہے اور ہوئی نزول کے معنی میں ہے۔ یعنی قسم ہے  
قرآن کی سورتوں اور آیاتوں کی جب وہ نازل ہوتی ہیں۔

اور حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ستارہ  
سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ جب شب معراج میں  
آپ آسمان پر سے اترے تھے۔ اور لباب میں کہا ہے۔ کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔ جب شب معراج میں آپ آسمان پر گئے  
اور ہوئی سے دونوں معنی لئے جا سکتے ہیں۔ اور محققوں کے نزدیک یہ ہے  
کہ حق تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ستارہ دل کی قسم کھائی  
جو آسمان توحید پر ماسوائے ذات کبریٰ سے منقطع ہوا ہے اور جو اب قسم یہ  
ہے۔ کہ گمراہ نہیں ہوا صاحب تمہارا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا  
نام صاحب اس جہت سے ہے کہ آپ دعوت اسلام کرنے کو کافروں  
کی صحبت میں بیٹھنے پر مامور تھے۔ اور اس نے باطل امر کا اعتقاد نہیں رکھا  
اور بات نہیں کرتا ہے اپنی جان یعنی اپنے نفس کی خواہش سے۔ اور اصل  
یہ ہے کہ آپ کا بولنا قرآن کے ساتھ ہے وہ بولتا ہے کہ وحی بھیجی  
جاتی ہے۔ اس کی طرف سکھائے اس کو یہ وحی اور لایا اس کے پاس



فرشتہ سخت قوت والا یعنی جبرائیل اچھی صورت والا۔ پھر سیدنا  
 کھڑا ہوا یعنی جبرائیل علیہ السلام اس کام پر مامور تھے۔ اور اپنی اصلی صورت  
 پر ٹھہرے اور آسمان کے اونچے کنارے پر تھا۔ یعنی مطلع آفتاب کے  
 قریب یہاں تک کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا  
 اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا حضرت جبرائیل کو کسی نے  
 صورت علی پر نہیں دیکھا اور آپ نے ان کو دوبار دیکھا ہے۔ پہلی بار تو  
 جب ان کو اصلی صورت پر دیکھا تو بے ہوش ہو گئے۔ اور جب آپ  
 ہوش میں آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنے قریب دیکھا  
 کہ ایک ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر دوسرا آپ کے شانہ پر رکھے ہوئے  
 بیٹھے تھے۔ حق تعالیٰ اس بات پر سے خبر دیتا ہے۔ پھر نزدیک آئے  
 جبرائیل علیہ السلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کے کہ آپ جبرائیل  
 امین کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ پھر سر جھکایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے بات کرنے کو تو تھا فرق حضرت جبرائیل امین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے درمیان دو کماتوں کے درمیان کا بلکہ اس سے بھی بہت کم پھر  
 وحی کی جبرائیل امین نے اور ظاہر کر دیا خدا کے بندہ کی طرف کہ محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم ہیں۔

جو کچھ وحی کی خدائے عزوجل نے یعنی جبرائیل امین سے کہا اور بعض  
 کے قول پر بعض منہیریں حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف راجح ہیں۔ اور بعض محمد  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس طرح پر کہ شَمَّاتَا مَہْرَزَا دیکھ  
 ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت احدیت کے ساتھ یعنی مقرب  
 بدرگاہ الہی ہوتے مرتبہ میں مکان میں نہیں۔ فَتَدَلِّي مَہْرَزَا تَنِي كِي



یعنی خدمت کا سجدہ بجالانے اور چونکہ وہ مرتبہ خدمت کے واسطے پایا تھا۔ تو دوبارہ زیادہ خدمت ادا کی۔ اور سجدہ میں قرب کا وعدہ بھی ہے کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ أَنْ يَكُونَ سَاجِدًا ط

اور مکان قاب قوسین اودنی' کنایہ ہے تاکید قربت اور تقریر محبت سے فہموں سے قریب ہو جانے کے واسطے ہے اس آیت یا عنایت میں یہ معنی ادا کئے گئے تھے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت اور محبت حق تعالیٰ کے ساتھ اس مرتبہ ہے کہ جو مقبول رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ مقبول خدا ہے اور جو مردود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ مردود خدا ہے۔ اور علیٰ هذا القیاس۔

اور محققوں کے نزدیک اودنی سے آپ کے مکانِ نفس کی طرف اشارہ ہے۔ اور فَتَدَلِّيْ آپ کے دل مطہر کی منزل کی جانب اور فصحات قاب قوسین آپ کی رُوح مقدس کے مقام کی طرف اور اودنی آپ کے سرِ منور کے مرتبے کی جانب اور آپ کا نفس مکانِ خدمت میں تھا اور آپ کا دل منزلِ محبت میں اور آپ کی رُوح مقامِ قربت میں اور آپ کا سر مرتبہ مشاہدہ میں۔

شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہ سے اس آیت کے معنی پوچھے گئے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ جہاں جبرائیل علیہ السلام کی گنجائش نہیں نوری کون ہے کہ اس کی بات کہ سکے۔

مَا كَذَّبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ (ترجمہ) جھوٹ نہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل نے جو کچھ کہ دیکھا۔ پہلے قول پر حضرت



جبرائیل امین ہیں۔ اور دوسرے قول پر حق سبحانہ تعالیٰ ہیں۔ اکثر صحابہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حق تعالیٰ کو دیکھا۔

معالم میں ہے کہ مفسروں کا ایک گروہ اس بات پر ہے کہ حق تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بینائی دل میں رکھ دی تھی کہ آپ نے دل کی آنکھ سے حق تعالیٰ کو دیکھا **أَفْشَرُونَ عَلَى مَا سِرِّي** ۰ کیا جھکرتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو کہ دیکھا ہے شب معراج میں تجلی کبریٰ کا۔ **وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى** ۰ کہ تحقیق دیکھا تجلی کبریٰ کا سدرۃ المنتہی کے درخت کے پاس۔ کہ خلائق کا علم و ماں غنتہی ہو جاتا ہے۔ اور ان کے اعمال بھی وہیں تک پہنچتے ہیں۔ اور مشہور تفسیر کے موافق یہ معنی ہے کہ حق تعالیٰ کو دوسری بار دیکھا۔ جس وقت خود سدرۃ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اسی کی تائید کرتا ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں دل کی آنکھ سے دوبار خدا تعالیٰ کو دیکھا اور معالم میں کہ شب معراج میں نماز کی تخفیف چاہنے کے واسطے آپ کو کئی عروج ہوئے۔ شاید دوبارہ دیکھنا ان عروجوں میں سے کسی عروج میں ہوا ہو۔ **مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى**۔ نہ پھری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ یعنی دائیں بائیں نہ دیکھا اور نہ بڑھے اس حد سے جس کو دیکھنا مقرر تھا۔

اس آیت میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن ادب



اور علو ہمت کی تعریف ہے کہ اس رات تمام کائنات میں سے کسی کی طرف آپ نے التفات نہیں فرمائی اور دل کی آنکھ مشاہدہ جمال الہی کے سوا اور کسی پر نہیں کھولی۔ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۝ قسم ہے خدا کی کہ دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے رب کی قدرت کی نشانیوں میں سے بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ جیسے ہیرائیل علیہ السلام کو چھ صد بازو کے ساتھ ہر ایک بازو مشرق سے غرب تک اور سبز روف اور سدرۃ المنتہیٰ بغرش عظیم اور کرسی اور سب عجائب ملکی اور ملکوتی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے۔

آیت شریف، قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي کے معنی حضرت محی الدین عربی سے یہ نقل فرمائے گئے ہیں۔ کہ رُوح امر رب سے ہے۔ یعنی عالم بہت سے ہیں۔ عالم عناصر۔ عالم ارواح۔ عالم امر اور عالم امکان وغیرہ، تو رُوح عالم امر کی چیز ہے اور تم لوگ عالم عناصر کے تم اس کی حقیقت کو نہیں جان سکتے۔ کیونکہ اے مرد تم کو تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

رُوح البیان میں زیر آیت، لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۚ وَهُوَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ عَنْ عَالِمِ الْعَنَاصِرِ شَمَّ عَنْ عَالِمِ الطَّبِيعَةِ شَمَّ عَنْ عَالِمِ الْأَرْوَاحِ حَتَّىٰ وَقَفَّ إِلَىٰ عَالِمِ الْأَمْرَيْنِ الرَّاسِ مِنْ عَالِمِ الْأَجْسَامِ فَأَنْسَلَخَ عَنْ الذُّكُلِ وَرَأَىٰ رَبَّهُ بِأَكْثَلِ، پس معلوم ہوا کہ



حضور صلی اللہ علیہ وسلم عناصر سے آگے بڑھے پھر عالم طبیعت پھر  
 عالم الارواح سے یہاں تک کہ عالم الامر تک پہنچے اور سیر کی آنکھیں  
 عالم اجسام ہیں۔ پس آپ ان تمام چیزوں سے علیحدہ ہو گئے اور رب  
 کو ذات سے دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شب معراج میں حضور  
 علیہ السلام نے عالم الامر کی سیر ہی نہیں فرمائی بلکہ خود بھی عالم الامر  
 میں تشریف لے گئے اور اپنے رب کو دیکھا اور اسی عالم الامر میں مقام  
 روح بھی ہے۔ پھر آپ پر مقام روح کیونکر محضی رہ سکتا ہے۔ اور  
 تمام ارواحوں کو رسول خدا نے نماز پڑھائی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ  
 معراج شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف جبرائیل امین  
 کو دیکھا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل امین کو  
 بھی دیکھا اور ذاتی نور کو بھی دیکھا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اپنے دیدار  
 کے لئے بلایا تھا۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے اور احکام خداوند کریم کے پہنچانے کیلئے  
 ہزاروں مرتبہ زمین پر آئے

مسئلہ کو سمجھنا چاہیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
 میں تعظیم کے ساتھ جبرائیل امین سینکڑوں مرتبہ آئے۔ تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کو آسمان پر جبرائیل امین کو دیکھنے کے لئے کیا ضرورت پڑی  
 تھی؟ اور شب معراج میں خود حضرت جبرائیل امین آ کر مسجد حرم سے  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر بیت المقدس تک یعنی مسجد اقصیٰ  
 سے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا۔ پھر جبرائیل امین آگے بڑھنے اور رفت  
 سے باز رہے۔ کہ آگے بڑھنے کی مجھے طاقت نہیں۔ مگر حضرت



جبرائیل امین کا دیکھنا اصلی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نشانی ہے۔ نشانیوں میں سے۔

حدیث:۔ لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْعُنِي فِيهِ  
مَلَكَ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ (ترجمہ) میرے  
لئے خدا کے ساتھ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ہمارے اور خدا  
کے درمیان کوئی فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل سما سکتا ہے۔

الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۗ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۖ عَلَّمَهُ  
الْبَيَانَ ۗ (پارہ ۲۷، سورۃ الرحمن) (ترجمہ) رحمن نے اپنے محبوب  
کو قرآن سکھایا اور اپنے بھید سکھائے اور کامل انسان اللہ تعالیٰ نے  
حضور علیہ السلام کو پیدا کیا۔ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ كَابِيَانِ ان  
کو سکھایا۔

تفسیر معالم، تنزیل و حسینی میں اسی آیت میں ہے۔ خَلَقَ  
الْإِنْسَانَ ۗ اِي مُحَمَّدًا ۗ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ، بِيَانِ مَا كَانَ  
وَمَا يَكُونُ ، اللّٰهُ تَعَالَىٰ نَعْنَى الْإِنْسَانَ لَعْنَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَوَيْدًا فَرَمَايَا . اور ان کو بیان یعنی سب اگلی پھلی باتوں کا بیان  
سکھا دیا۔

خازن میں یہی آیت اس طرح بیان کی گئی ہے۔ قِيلَ أَرَادَ  
بِالْإِنْسَانِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ  
الْبَيَانَ ، يَعْنِي بِيَانِ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ لِأَنَّ عَلَيْهِ  
السَّلَامَ نَبِيًّا عَنْ خَبَرِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ  
وَعَنْ يَرْوَالِدَيْنِ ۗ ط کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ



علیہ وسلم ہیں۔ کہ ان کو اگلے پھلے امور کا بیان سکھا دیا گیا۔ کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اگلوں اور پھلوں کی اور قیامت کے دن کی خبر دی گئی۔

رُوحُ الْبَيَانِ فِي أَيْتِ كِتَابِهِ . وَعَلَّمَ بَيْتَنَا  
عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنَ وَأَسْوَارَ الْأَلْوَانِ  
كَمَا قَالَ تَعَالَى وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ .  
ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے قرآن اور اپنی ربوبیت کے بھید سکھا دیئے ہیں۔ جیسا کہ خود رب نے فرمایا کہ آپ کو سکھا دیں وہ باتیں جو آپ نہ جانتے تھے۔ جس سے مراد علوم غیبیہ عطا کیے ہیں۔

۷۷، سورہ قمر

کفار قریش نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ ان کے واسطے چودھویں رات کے پورے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اس طرح پر کہ حرا کے دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں دیکھا گیا۔  
معالم اور تبیان میں مذکور ہے کہ شق قمر دو بار واقع ہوا۔ ایک مکہ معظمہ میں اور دوسرا قرب قیامت میں ہوگا۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ  
وَالنَّشَقُ الْقَمَرُ قَرِيبَ آتِي قِيَامَتٍ اور بھٹ گیا چاند اور  
قرب قیامت کی علامتوں میں ایک علامت چاند کا پھٹنا ہے۔ اس وجہ  
پر جو اگلی کتابوں میں مذکور تھا۔

امام زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک شب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ اور یہود نے یہ معجزہ طلب کیا یہودی مسلمان ہو گیا اور ابوہریرہ انکاری ہو گیا۔ بعدہ معلوم ہوا کہ آسمان وزمین اور سب



موجودات وغیر موجودات پر اللہ کریم قادر ہے اور اس کی قدرت میں ہے اور کوئی قدرت نہیں رکھ سکتا۔ اور خداوند کریم نے اپنے دوستوں کے سینے میں اپنا تجلی نور ڈالتا ہے۔ جن کے وجود میں خدا کا نوری تجلی نہیں ہے۔ ان سے معجزات و کرامات کیسے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ کبھی نہیں ہو سکتا۔

حدیث قدسی میں ہے، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَوَيْدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَيَسَانَهُ الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِهِ (ترجمہ) فرمایا، اللہ کریم نے کہ جو شخص ہمارے دوستوں میں سے ہماری ذات پر فنا ہو جائے۔ تو اس کے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں کہ جس کے ساتھ وہ ہر چیز کو پکڑتا ہے۔ اور اس کی زبان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ کلام کرتا ہے۔

آیت شریف، مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَالَتُمُ النَّبِيِّاتِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۲۲، سورہ احزاب)

(ترجمہ) نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی مرد کے تم میں سے اگرچہ حضرت طیب، طاہر، قاسم اور ابراہیم علیہ السلام کے باپ تھے۔ مگر چاروں پیغمبر زادے جوانی کی حد تک نہیں پہنچے کہ اس کی زوجہ آپ پر حرام ہو اور مگر وہ رسول ہی اللہ کے اور مہر ہے پیغمبروں کی یعنی آپ کے سبب سے نبوت پر مہر ہو گئی۔ اور پیغمبری آپ پر ختم



کی گئی اور خاتمِ آخر کے معنی میں بھی ہے یعنی آپ آخر انبیاء ہیں۔  
 نذر ظہور میں جس طرح ان کے اول تھے ظہور نور میں اور ہے۔ اللہ ہر  
 چیز جاننے والا جانتا ہے کہ کون شخص اس کے لائق ہے کہ اس پر مہر نبوت  
 ختم ہو۔ عین الجواہر میں ہے کہ ہر نوشتہ کی صحت مہر کے سبب ہے۔  
 اور حق تعالیٰ نے پیغمبر کو مہر کیا۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ محبت الہی کے دعوے  
 کی تصحیح آپ کی متابعت سے ہی کر سکتے ہیں۔ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ  
 اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي۔ ہر کتاب کا شرف اور بزرگی مہر کے سبب سے  
 ہے۔ تو سب پیغمبروں کو شرف حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات  
 سے ہے اور ہر کتابت کی گواہ اس کی مہر ہوتی ہے۔ تو محکمہ قیامت  
 میں گواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے  
 وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ط۔ اور جہاں کتاب  
 پر مہر کی گئی تو کتابت تمام ہو جاتی ہے۔ چونکہ نبوت پر حضرت محمد  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مہر ہے۔ تو آپ کے سبب سے  
 نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور چونکہ سب انبیاء سے مہر نبوت کے  
 ساتھ آپ ہی مخصوص ہوئے تو ان کی ختمیت کے ساتھ بھی آپ نے  
 اختصاص پایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ذُكِّرُوا بِاللَّهِ ذِكْرًا كَثِيرًا

اے لوگو ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو بہت بہت

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

آیت شریف، يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ

شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا



۳۶  
 اِلَى اللّٰهِ يٰۤاِذْ يٰنِهٖ وَّ سِرًا جَامِنًا يٰرَاۤهُ (ترجمہ) اسے  
 پیغمبر دیدہ بندگی کا پکارنا ہے، بیشک ہم نے بھیجا آپ کو گواہ امت  
 کی تصدیق اور تکذیب پر اور خوشخبری دینے والا ہماری رحمت کی اور  
 ڈرانے والا ہمارے عذاب سے۔ اور پکارنے والا خدا کی عبادت  
 کی طرف اور اُس کی توحید کے اقرار کی جانب اُس کے حکم سے یا اس  
 کی توفیق سے اور چراغ روشن۔

باہرات میں لکھا ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے پیغمبر کو چراغ کہا۔ اس  
 واسطے کہ چراغ کی روشنی اندھیرے کو مٹا دیتی ہے۔ اور حضرت  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور وجود نے کفر کے اندھیرے کو جہان  
 سے نیست و نابود کر دیا۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ گھر میں گم ہو جاتا ہے  
 اُسے چراغ کی روشنی میں پا سکتے ہیں۔ اور جو حقائق لوگوں سے پوشیدہ  
 تھے۔ اُس چراغ کے نور سے انوار معرفت حاصل کرنے والوں پر روشن  
 ہو گئے۔ تیسرے یہ کہ چراغ گھر والوں کو امن و امان اور راحت کا  
 سبب ہوتا ہے اور چور کو جھلت اور عقوبت کا باعث ہوتا ہے۔  
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوستوں کے واسطے سلامت اور  
 کرامت کا سبب ہیں۔ اور مُنِیْرٌ تاکید ہے یعنی اب چراغ  
 ہیں اور چراغوں کی طرح نہیں اس واسطے کہ اور چراغ کبھی بجھتے ہیں  
 کبھی روشن ہوتے ہیں اور آپ اول سے، آخر تک روشن ہیں۔  
 کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے آفتاب کو چراغ فرمایا  
 اور ہمارے پیغمبر کو بھی چراغ فرمایا۔ آفتاب چراغ آسمان ہے۔ اور  
 جناب رسالت مآب چراغ زمین و زمان۔ وہ چراغ دنیا ہے۔ آپ



چراغ دین - وہ منازل فلک کا چراغ، آپ محافل فلک کے چراغ  
 ہیں۔ وہ چراغ آب و گل ہے۔ آپ چراغ جان و دل ہیں۔ چراغ  
 آفتاب جلنے سے لوگ خواب سے بیدار ہوتے ہیں۔ آپ کے نور  
 کا چراغ روشن ہونے سے سب خواب عدم سے اٹھ کر میدان وجود  
 میں آئے۔ شاہد کے معنی گواہ بھی ہو سکتے ہیں۔ گواہ کو شاہد اس لئے  
 کہتے ہیں کہ وہ موقع پر حاضر ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاہد  
 اس لئے فرمایا گیا۔ کہ آپ دنیا میں عالم غیب کو دیکھ کر گواہی دے رہے  
 ہیں۔ ورنہ سارے انبیاء گواہ تھے۔ یا اس لئے کہ قیامت میں تمام  
 انبیاء کی عین گواہی دیں گے۔ یہ گواہی بغیر دیکھے ہوئے نہیں ہو سکتی  
 اس طرح آپ کا بشیراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ ہونا  
 ہے۔ کہ سارے پیغمبروں نے یہ کام کئے۔ مگر سن کر، حضور علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام نے دیکھ کر، اس لئے معراج صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کو ہوئی۔ سراجاً منیراً، آفتاب کو کہتے ہیں۔ وہ بھی عالم ہیں  
 ہر جگہ ہوتا ہے۔ آپ بھی ہر جگہ روشن ہیں۔

آیت کریمہ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا  
 أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِحَوَارِيِّتِ  
 مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ  
 أَنْصَارُ اللَّهِ - (پارہ ۲۸، سورۃ صف، ترجمہ، اے لوگو،  
 جو ایمان لائے ہو ہو جاؤ نصرت کرنے والے خدا کے دین کی اور رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور تقدیر کلام یہوں ہے۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم اپنی قوم سے نصرت طلب کر۔ جیسا کہ مدد طلب کی عیسیٰ علیہ السلام



بیٹے مریم نے حواریوں سے کون ہے میرا یار اور مددگار کہ ہم کو مدد دے۔  
خدا کی مدد کی طرف۔ کہا حواریوں نے کہ ہم مدد کرنے والے ہیں آپ کے  
ساتھ دین خدا کی۔ تو مدد لینا بھی ثابت ہے۔ خدا کے سچے دوستوں سے۔  
جو انکار کرے انبیاء، اولیاء اور علماء کی ظاہری اور باطنی مدد سے اس پر  
غلبہ اعلیٰ ہے۔ - پارہ ۲۸ - سورہ جمعہ،

آیت شریف، هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا  
مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ  
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ج (ترجمہ) وہی خدا جس نے مبعوث کیا  
امیوں میں اس سے قوم عرب مراد ہے۔ کہ اس میں اکثر آدمی بے لکھے  
پڑھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے امی مبعوث کیا  
تھا۔ کہ اس کی رسالت تہمت سے دور رہے۔ اور بعضوں نے کہا  
ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امی ہونا اس حیثیت سے ہے کہ  
اگلی کتابوں میں یوں ہی مذکور تھا۔ کہ حضرت خاتم الانبیاء ہوں گے  
ازاں بعد حضرت شعیب کی کتاب میں مذکور ہے کہ اِنِّي اَبْعَثُ  
اُمِّيًّا فِي الْاُمِّيِّينَ وَاخْتَمُّ بِهٖ النَّبِيِّينَ ، فرمایا  
اللہ کریم نے کہ یعنی میں ایک رسول امی مبعوث کروں گا۔ امیوں میں  
اور ختم کروں گا اس پر نبیوں کو۔  
آیت شریف، اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَءَن  
لَّحٰفِظُوْنَ (ترجمہ) ہم نے ہی قرآن اتارا۔ اور ہم ہی اس کے  
محافظ ہیں۔  
چنانچہ مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب ذکر ایمین والشام بخاری کے



حوالہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دریائے رحمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جویش میں آکر بارگاہِ الہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرما رہے تھے۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا (ترجمہ) اے اللہ ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت دے۔ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَاصِنَا، اے اللہ ہم کو ہمارے شام میں برکت دے حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا، وَفِي تَجْدِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ دُعَا فَرَمَانِيں۔ کہ ہمارے نجد میں برکت دے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہی دعا فرمائی۔ شام اور یمن کا ذکر فرمایا۔ مگر نجد کا نام نہ لیا۔ انہوں نے پھر توجہ دلائی۔ کہ رَفِي تَجْدِنَا حضور یہ بھی دعا فرمائی کہ نجد میں بھی برکت ہو۔ عرض کہ تین بار یمن اور شام کے لئے دعا فرمائی بار بار توجہ دلانے پر نجد کو دعا نہ فرمائی۔ بلکہ آخر میں فرمایا۔

هَذَا السُّدُّ لَأَزِلُّ وَالْفِتْنَةُ وَبِهَا يَطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ (ترجمہ) میں اس ازلی محروم خطہ کو دعا کس طرح فرماؤں۔ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ اور وہاں شیطانی گروہ پیدا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ پاک میں و مجال کے فتنہ کے بعد نجد کا فتنہ تھا۔ جس سے کہ اس طرح خبر دی۔

علامہ شامی اپنی کتاب رَوَا الْمُخْتَارُ جِلْدِ سَوْمُ بَابِ الْبَغَاتِ

کے شروع میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي إِتِّبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ، بَيْسَاكُ



ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا۔ کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ شریف میں انہوں نے غلبہ کر لیا۔ اپنے کو جنسلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے۔ لیکن ان کا یہ عقیدہ تھا کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہے۔ وہ مشرک ہے۔ اسلامی توحید ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک جانتا۔ اس کے محبوبوں کی عزت و عظمت کرنا جس کی تعلیم ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ پہلی جہز میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ دوسری میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ہے۔

مشکوٰۃ شریف کتاب العلم، فصل دوم میں ہے۔ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَّبِعُوهُ مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ۔ جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنی جگہ جہنم میں بنائے۔ مشکوٰۃ میں اسی جگہ ہے۔ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ۔ جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا۔ پس صحیح کہہ گیا۔ تو بھی اس نے غلطی کی۔

اب تفسیر قرآن کے چند مرتبے ہیں۔ تفسیر، قرآن بالقرآن یہ سب سے مقدم ہے۔ اس کے بعد تفسیر قرآن بالحدیث کیونکہ حضور علیہ السلام صاب قرآن ہیں۔ ان کی تفسیر قرآن نہایت ہی اعلیٰ پھر قرآن کی تفسیر اصحاب کرام کے قول سے خصوصاً فقہاء، صحابہ اور خلفائے راشدین کی تفسیر، یہی تفسیر قرآن تابعین یا تبع تابعین کے قول سے یہ اگر روایت سے ہے تو مستبر، ورنہ غیر معتبر،

رب کریم فرماتے ہیں۔ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ



وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا  
كَثِيرًا ۝ دپارہ ۵، سورۃ نساء۔ وترجمہ، تو کیا یہ قرآن میں  
غور نہیں کرتے۔ اگر یہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا۔ تو ضرور اس میں  
بہت اختلاف پاتے۔

تفسیر روح البیان میں اس آیت کے تحت یَتَدَبَّرُونَ کی تفسیر  
فرماتے ہیں۔ یَتَأَمَّلُونَ وَيَتَبَصَّرُونَ مَا فِيهِ۔ یعنی کیوں نہیں  
غور کرتے۔ اس کے معنی میں اور کیوں نہیں عقل سے دیکھتے۔ اُن غویوں کو  
جو قرآن میں ہیں۔

مشکوٰۃ شریف، کتاب القمص فضل اول میں ہے کہ کسی صاحب نے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس قرآن  
کے سوا کچھ اور بھی عطیہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے تو فرمایا حضرت علی  
کرم اللہ وجہہ نے کہ مَا عِنْدَنَا إِلَّا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى  
رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ، ہمارے پاس قرآن کے سوا اور کچھ نہیں۔ ہاں  
وہ علم و فہم ہے۔ جو کسی کتاب الہی کے متعلق عطا کر دی جاتی ہے۔

اسی حدیث کے ماتحت مرقاۃ میں ہے۔ وَالْمُرَادُ مِنْهُ  
مَا يَسْتَنْبِطُ بِهِ الْمُعَانِي وَيُدْرِكُ بِهِ الْإِشَارَةَ وَالْعُلُومُ  
الْخَفِيَّةُ۔ اس فہم سے مراد وہ علم ہے جس سے قرآن کے معنی  
مستنبط کئے جاویں۔ اور جس سے اشارے معلوم ہوں۔ اور چھپے ہوئے  
علوم کا پتہ لگے۔



## بیان تقلید

تقلید واجب ہونے کے دلائل میں تقلید کا واجب ہونا قرآنی آیت اور احادیث صحیحہ اور عمل اُمت اور قولِ مفسرین سے ثابت ہے۔ تقلید مجتہدین بھی ہر ایک تقلید کا ثبوت ہے۔

آیت شریف، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ و سورتہ فاتحہ شریف، اس سے معلوم ہوا کہ صراطِ المستقیم، وہی راستہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے چلے ہوں۔ اور تمام مفسرین و محدثین، فقہاء، اولیاء اللہ غوث و قطب ابدال اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں وہ سب ہی مقلد گزرے۔ لہذا تقلید ہی سیدنا راستہ ہوا۔ کوئی محدث و مفسر ولی غیر مقلد نہیں، کیونکہ مجتہد کو تقلید کرنا منع ہے۔

آیت شریف، لَا يَكْفُرُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔  
 آیت قرآنی، وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ  
 وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُمْ۔ اور سب میں اگلے پچھلے مہاجر  
 اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔ اللہ ان سے  
 راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

آیت شریف، أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ  
 أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔ (ترجمہ) یعنی اطاعت کرو۔ اللہ کی



اور اطاعت کرو رسول کی۔ اور حکم والوں کی جو تم میں سے ہوں  
 اس آیت میں تین ذائقوں کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ  
 کے قرآن کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور امر والوں کی۔  
 فقہ و استنباط کے علماء مگر کلمہ اَطِيعُوا دوجگہ لایا گیا۔ اللہ کے لئے  
 ایک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حکم والوں کیلئے ایک، کیونکہ  
 اللہ کی صرف اس کے فرمانے میں ہی اطاعت کی جاوے گی نہ اس کے  
 فعل میں۔ اور نہ اس کی سکوت میں۔ وہ کفار کو روزی دیتا ہے۔ کبھی  
 ان کو ظاہری فتح دیتا ہے۔ وہ کفر کرتے ہیں۔ مگر ان کو نورا عذاب نہیں بھیجتا  
 ہم اس میں رب کی پیروی نہیں کر سکتے۔ کہ کفار کی امداد کریں۔ فَاسْتَلُوا  
 اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ تو اے لوگو،  
 علم والوں سے پوچھو، اگر تم کو علم نہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ جو شخص جس مسئلہ کو نہ جانتا ہو۔ وہ  
 اہل علم سے دریافت کرے۔ تو اجتہاد میں مسائل جن کے نکلنے کی ہم میں  
 طاقت نہ ہو۔ وہ اجتہاد میں سے دریافت کئے جائیں گے۔ بعض لوگ  
 کہتے ہیں کہ اس سے مراد تاریخی واقعات ہیں۔ جیسا کہ اوپر کی آیت سے  
 ثابت ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اس آیت کے کلمات مطلق  
 بغیر قید کے ہیں۔ اور پوچھنے کی وجہ ہے۔ نہ جانتا تو جس چیز کو ہم نہ جانتے  
 ہوں۔ اس کا پوچھنا لازم ہے۔

آیت شریف، وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ اَنْبَا اِلَيْكَ۔ اور  
 اس کی راہ چل۔ جو میری طرف رجوع لایا۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا۔ کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی



اتباع تقلید ضروری ہے۔ یہ حکم بھی عام ہے۔ کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں ہے۔ نیز حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے *أَحْيَا الْعُلُومِ* باب، مشتمل میں فصل چہارم اس مقصد کے لئے تحریر کی ہے۔ کہ قرآن کا سمجھنا جائز ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن کے ایک معنی ظاہری ہیں اور ایک باطنی۔ علماء ظاہری معنی کی تحقیق کرتے ہیں اور صوفیائے کرام باطنی کی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ اگر میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں۔ نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جو شخص قرآن سمجھ لیتا ہے۔ وہ عامی علوم کو بیان کر سکتا ہے پھر حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنی رائے سے قرآن میں کہے وہ خطا کار ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ جن باتوں کا علم بغیر نقل نہیں ہو سکتا۔ ان کو رائے سے بیان کرنا حرام ہے۔ دیکھو اس کی پوری بحث *احیاء العلوم شریف* کے اسی باب اسی فصل میں۔ نیز *آئمہ دین* کا قرآنی آیت میں بڑا اختلاف رہتا ہے۔ ایک صاحب کسی جگہ وقف کرتے ہیں۔ دوسرے اور جگہ ایک صاحب اسی آیت سے ایک مسئلہ نکالتے ہیں۔ دوسرے صاحب اس کے خلاف۔ تخریف یہ ہے۔ کہ قرآن کے ایسے معنی یا مطلب بیان کرے۔ جو کہ اجماع امت یا عقیدہ اسلامیہ یا اجماع مفسرین کے خلاف ہو یا خود تفسیر قرآن کے خلاف ہو۔ اور کہے کہ اس آیت کے وہ معنی نہیں ہیں بلکہ یہ معنی ہیں۔ جو میں نے کہے۔ یہ صریح کفر ہے۔ جیسا کہ آیت قرآنیہ اور قرأت متواترہ سے انکار کفر ہے ایسے ہی قرآن کے متواتر معنی سے انکار کفر ہے۔

اسی طرح قرآن کی جن آیتوں میں غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت کی گئی



دہاں مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد غیر خدا کو پوجنا ہے۔ جیسے  
 وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ  
 خدا کے سوا ان کو نہ پوجو۔ جو کہ نفع نقصان نہ پہنچا سکیں۔ نیز قرآن کریم  
 خود اس کی تفسیر فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ،  
 جو شخص خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو پوجے۔

اب اس تفسیر اور اجماع مفسرین کے ہوتے ہوئے جو کہے کہ غیر اللہ کو  
 پکارنا منع ہے۔ وہ قرآن کریم میں تحریف کرتا ہے۔ اس بحث کو خوب  
 اچھی طرح خیال میں رکھنا چاہیے۔ بہت فائدہ مند ہے۔ اور آئندہ کام  
 آوے گی۔ یَوْمَ نَدْعُكُمْ كَأَنَّ النَّاسِ بِأُمَّهَاتِهِمْ۔ جس  
 دن ہر جماعت اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ اس کی تفسیر روح  
 البیان میں ہے۔ أَوْ مُقَدِّمًا فِي الدِّينِ فَيُقَالُ يَا حَنْفِي  
 يَا شَافِعِي يَا إِمَامَ دِينٍ پلشتوا ہے۔ پس قیامت میں کہا جاوے  
 گا۔ اے حنفی، اے شافعی! اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن ہر  
 انسان کو اس کے ساتھ بلا یا جاوے گا۔

احادیث مسلم جلد اول صفحہ ۴۵ باب

إِنَّ الدِّينَ  
 النَّصِيحَةَ فِيهِ . عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّينُ النَّصِيحَةُ  
 قُلْنَا لِمَنْ قَالَ اللَّهُ وَالْكِتَابُ وَلِرَسُولِهِ وَلَائِحَّةِ  
 الْمُسْلِمِينَ وَعَامَتِهِمْ . تَمِيمُ الدَّارِيُّ سَمِعَ رَوَى بِهِ  
 کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ  
 کس کی تو فرمایا کہ اللہ کی اور اس کی کتاب کی۔ اور اس کے رسول



کی اور مسلمان اماموں کی اور عامۃً مؤمنین کی ۔  
 سوال ، اگر تقلید ضروری تھی تو اصحابہ کرام کسی کے مقلد کیوں نہ ہوئے ۔  
 جواب ، اصحابہ کرام کو کسی کی تقلید کی ضرورت نہ تھی ۔ وہ تو حضور  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی برکت سے تمام مسلمانوں کے امام اور  
 پیشوا تھے ائمہ دین امام ابو حنیفہ و شافعی وغیرہ رضی اللہ عنہم ان کی پیروی  
 کرتے ہیں

مشکوٰۃ شریف باب فضائل الصحابہ میں ہے ۔ اَصْحَابِي كَالنَّجْمِ  
 فِيْ اَيْهِيْمُ اِتَّخَذَ بَيْتُهُمْ ۔ میرے اصحابہ  
 ستاروں کی طرح ہیں ۔ تم جن کی پیروی کرو گے ۔ ہدایت پالو گے ۔  
 عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ اَخْلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ ط  
 تم لازم پکڑو میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو ۔ مشکوٰۃ یہی باب ،  
 سوال ، راہبری کیلئے قرآن اور حدیث کافی ہیں ان میں کیا  
 نہیں جو کہ فقہ سے حاصل کریں ۔ قرآن فرماتا ہے ۔ وَلَا تَطِبُّوْا  
 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰتٰنَا كِتٰبَ الْمُبٰرَكِ ط اور نہ ہے کوئی تہ اور  
 خشک چیز جو ایک روشن کتاب میں نہ لکھی ہو ۔ وَلَقَدْ لَيَسِّرْنَا  
 الْاٰمْرَ لَكَ اَلَمْ نَجْعَلِ لَكَ اَلْحَدِيْثَ مِثْلَ الْقُرْاٰنِ ط اور بیشک  
 ہم نے قرآن یا د کرنے کے لئے آسان فرما دیا ہے ۔ تو ہے کوئی یا د کرنے والا  
 ان دو آیتوں سے معلوم ہوا ۔ کہ قرآن کریم میں سب کچھ ہے ۔ اور قرآن  
 سب کے لئے آسان بھی ہے ۔ پھر کس لئے مجتہد کے پاس جاویں ۔  
 جواب ، قرآن اور حدیث بے شک راہبری کے لئے کافی  
 ہیں ۔ ان میں سب کچھ ہے ۔ مگر ان سے مسائل نکالنے کی قابلیت ہونی



چاہیے۔ سمندر میں موتی تو ہیں۔ مگر ان کو نکالنے کے لئے غوطہ خور کی ضرورت ہے تو آئیمہ دین اس سمندر کے غوطہ زن ہیں۔ طب کی کتابوں میں سب کچھ لکھا ہے۔ مگر ہم کو حکیم کے پاس جانا اور اس سے نسخہ تجویز کرانا ضروری ہے۔ آئیمہ دین طیب ہیں۔ وَلَقَدْ لَيَسِّرْنَا الْقُرْآنَ فِي فَرْسَمَايَا كَيْ يَكُونَ مَحْفُوظًا لِّعَلَّكُمْ تَهْتَكُوا الْقُرْآنَ وَلَقَدْ لَيَسِّرْنَا الْقُرْآنَ فِي فَرْسَمَايَا كَيْ يَكُونَ مَحْفُوظًا لِّعَلَّكُمْ تَهْتَكُوا الْقُرْآنَ





## بیان حاضر و ناظر کا قرآن سے ثبوت

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا  
 وَنَذِيرًا وَذَاعِعِيًّا إِلَى اللَّهِ بِآذَانِهِ وَسِرَاجًا  
 مُنِيرًا ط، اے غیب کی خبر بتانے والے نبی باذن اللہ بے شک  
 ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری سنانا اور ڈر سنانا اور اللہ  
 کی طرف اس کے حکم سے بلانا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

شاید کے معنی گواہ کے بھی ہو سکتے ہیں اور حاضر ناظر بھی گواہ کو  
 شاید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقع پر حاضر تھا۔ حضور علیہ السلام کو  
 شاید پتا تو اس لئے فرمایا گیا کہ آپ دنیا میں عالم غیب کی دیکھ کر عینی  
 گواہی دیں گے۔ یہ گواہی بغیر دیکھے ہوئے نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح  
 آپ کا بشیرا اور نذیرا اور داعی الی اللہ ہوتا ہے  
 کہ سارے پیغمبروں نے یہ کام کئے مگر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ  
 کر اسی لئے معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ معراج منبر  
 آفتاب کو کہتے ہیں۔ وہ بھی عالم میں ہر جگہ ہوتا ہے۔ گھر گھر میں موجود۔  
 آپ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ اس آیت کے ہر کلمہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے۔ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ  
 أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ۔ بے شک تمہارے  
 پاس تشریف لائے۔ تم میں سے وہ رسول جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا  
 گرا ہے۔ اس آیت سے تین طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاضر



و ناظر ہونا ثابت ہے ۔

اَوَّلًا تَوْبِهِ كَمَا جَاءَكُمْ فِي قِيَامَتِكُمْ تِلْكَ كَلِمَاتُ الْمُسْلِمِينَ  
 خطاب ہے ۔ کہ تم سب کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف  
 لائے ۔ جس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام ہر مسلمان کے پاس ہیں ۔ اور  
 مسلمان تو عالم میں ہر جگہ ہیں ۔ تو حضور علیہ السلام بھی ہر جگہ موجود ہیں ۔

دوم یہ فرمایا گیا ۔ مِنْ اَنْفُسِكُمْ ، تمہارے نفسوں میں سے ہیں  
 یعنی اُن کا آنا تم میں ایسا ہے ۔ جیسے کہ جان کا قالب میں آنا کہ قالب کی  
 رگ رگ اور رو نگٹے رو نگٹے میں موجود ہے اور ہر ایک خیر دار رہتی ہے  
 ایسے ہی حضور علیہ السلام ہر مسلمان کے ہر فعل سے خیر دار ہیں ۔ باذن اللہ  
 وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ۝ اور ہم نے تم کو نہیں  
 بھیجا ۔ مگر رحمت سارے جہان کے لئے ۔ پھر فرماتا ہے ۔ وَرَحْمَتِي  
 وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے  
 ہوئے ہے ۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جہانوں کے لئے رحمت ہیں  
 اور رحمت جہانوں کو محیط ہے ۔ لہذا حضور علیہ السلام جہانوں کو محیط ہوئے  
 خیال رہے کہ رب کی شان ہے رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ۔ عیب کی شان  
 ہے ۔ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ۔

مَا كَانَ لِلّٰهِ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فَيَسِّرْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ  
 کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے ۔ جب تک اسے محبوب تم ان میں  
 تشریف فرما ہو کہ عذاب الہی اس لئے نہیں آتا کہ آپ ان میں موجود  
 ہیں اور عام عذاب تو قیامت تک کسی جگہ بھی نہ آوے گا ۔



عاشیہ مشکوٰۃ یہ حاریث ، قَبِيلَ يُكْشَفُ لِلْمَيْتِ  
 حَتَّى يَرَى النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهِيَ بُشْرَى  
 عَظِيمَةٌ . کہا گیا ہے کہ میت کے حجاب اٹھا دئے جاتے ہیں ۔  
 یہاں تک کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے ۔ اور یہ بڑی  
 خوشخبری ہے (فسطلانی شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۳۹)۔

کتاب الجنائز میں ہے ۔ فَقِيلَ يُكْشَفُ لِلْمَيْتِ حَتَّى  
 يَرَى النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهِيَ بُشْرَى عَظِيمَةٌ لِلْمُؤْمِنِ  
 إِنَّ صَحَّحَ . کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں  
 یہاں تک کہ نبی علیہ السلام کو دیکھتا ہے ۔ اور یہ مسلمان کیلئے بڑی خوشخبری  
 ہے ۔ اگر ٹھیک رہے ۔

شفا میں ہے کہ ، إِنَّ لَمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ قَبْلَ  
 السَّلَامِ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
 جب گھر میں کوئی نہ ہو ۔ تو تم کہو کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم پر سلام ۔  
 اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ۔ اس کے ماتحت ملا علی قاری شرح  
 شفا میں فرماتے ہیں ۔ لِأَنَّ رُوحَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 حَاضِرٌ فِي بُيُوتِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ . کیونکہ نبی اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے ۔  
 تَحْدِيرُ النَّاسِ مِنْهَا فِي لُحَاظِهِمْ . النَّبِيُّ أَوْلَى  
 بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ . کو بعد لحاظ صلہ من  
 أَنْفُسِهِمْ کے دیکھے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب ہے کہ ان کی جانوں



کو بھی اُن کے ساتھ نہیں۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے (بترجمہ) صراطِ مستقیم ص ۱۳ میں چوتھی ہدایت حبِ عشقی کے بیان میں کوئلے اور آگ کی مثال دے کر فرماتے ہیں۔ اسی طرح جب اس طالب کے نفسِ کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں اعدیت کے دریاؤں کی تہ میں کھینچ کر لے جاتی ہیں۔ تو اَنَا الْحَقُّ اور لَيْسَ فِيَّ جِبْتِي سِوَى اللَّهِ کی آواز اس سے صادر ہونے لگتی ہے۔ اور یہ حدیث قدسی كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِئُ بِهَا۔ اور ایک روایت کی رُو سے لِسَانَهُ الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِهِ اسی حالت کی حکایت ہے۔ اس عبارت میں صاف اقرار ہے کہ جب انسان فَنَّا فِي اللَّهِ ہو جاتا ہے تو خدا کی عطائی طاقت سے دیکھتا سنتا اور چھوٹا اور بولتا ہے۔ یعنی عالم کی ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ اور ہر دور کی اور نزدیک کی آواز سنتا ہے اور نزدیک و دور کی چیزوں کو پکڑتا ہے۔ یہی حاضر و ناظر کے معنی ہیں۔ اس بیان میں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر یا بھائی کہنا حرام ہے۔ نبی جنس بشر میں آتے ہیں۔ اور انسان ہی ہوتے ہیں۔ جن یا فرشتہ نہیں ہوتے۔ یہ دنیاوی احکام ہیں۔ ورنہ بشریت کی ابتدا اَرْمَ عَلَيْهِ السَّلَام سے ہوئی۔ کیونکہ وہ ہی ابوالبشر ہیں۔ کہ كُنْتُ نَبِيًّا وَاَدَامَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں۔ بشر نہیں۔ سب کچھ صحیح لیکن اُن کو بشر یا انسان کہہ کر پکارنا۔ یا حضور علیہ السلام کو یا محمد کہ اسے ابراہیم کے باپ یا کہ اسے بھائی وغیرہ برابری کے الفاظ سے یاد کرنا حرام ہے۔ اور اگر امانت کی نیت سے پکارا تو کافر ہے۔



عالمگیری وغیرہ کتب فقہ میں ہے کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بذا الرجل یہ مردالانت کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔ بلکہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ یا شفیع المذنبین وغیرہ عظمت کے کلمات سے یاد کرنا لازم ہے۔

قرآن کریم نے کفار کا طریقہ بتایا ہے۔ کہ وہ انبیاء کو بشر کہتے تھے۔  
 قَالُوا مَا آتَانَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلَنَا۔ کافر بولے کہ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر لہٰذا اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذَا تَخَيَّرْتُمْ ط۔ اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی پیروی کی تو تم نقصان والے ہو۔ اس قسم کی بہت سی آیات ہیں۔

اسی طرح مساوات بتانا یا کہ انبیاء کرام کی شان گھٹانا طریقہ اعمیٰ ہے۔ کہ اس نے کہا۔ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَ خَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ۔ خدایا تو نے مجھے آگ سے اور ان کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ مطلب یہ کہ میں ان سے افضل ہوں۔ اسی طرح اب یہ کہنا۔ کہ ہم میں اور پیغمبروں میں کیا فرق ہے۔ ہم بھی بشر۔ وہ بھی بشر۔ بلکہ ہم زندہ۔ وہ مردے یہ سب اطمینانی کلام ہے۔ بلکہ کفر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقارت کی نظر سے بشر کہنا حرام ہے۔ بلکہ کفر ہے کیونکہ مساوات آجاتی ہے۔





# بیانِ ندایا رسول اللہ کے ثبوت میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرنا قرآنِ کریم و فعل ملائکہ و صحابہ کرام اور عملِ امت سے ثابت ہے۔ قرآنِ کریم سے بہت سے مقامات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ندا پائی جاتی ہے۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ** وغیرہ۔ ان تمام آیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارا گیا ہے۔ ہاں دیگر انبیاء کرام کو ان کے نام سے پکارا یا موسیٰ، یا عیسیٰ، یا یحییٰ یا ابراہیم یا آدم علیہم السلام وغیرہ مگر محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیک پیک سے القاب سے ندا فرمائی۔

یا آدم است با پدر انبیاء خطاب

یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ خطاب محمد است

مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے عرض کی **يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ** ندا پائی گئی۔ مشکوٰۃ باب وفات النبی میں ہے کہ بوقت وفات ملکوت الموت نے عرض کی کہ **يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ** ندا پائی گئی۔ جب کلمہ نماز حج۔ درود خطیبہ۔ اذان غرضیکہ ساری عبادات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر داخل ہے۔ تو نماز سے خارج ان کا ذکر اٹھتے بیٹھتے کیوں حرام ہوگا۔ جو شخص کہ ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے درود شریف یا کلمہ پڑھے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کر رہے



اب کا مستحق ہے۔ پانچویں اس طرح کہ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَ  
 تَوْرَةٌ مَنَافِقُونَ اور وہ آیت جن میں کفار یا بتوں کا ذکر ہے۔ ان کا پڑھنا  
 کہ اللہ ہے۔ یا کہ نہیں۔ ضرور ہے۔ کیونکہ یہ قرآنی آیات ہیں۔ ہر کلمہ  
 پر ثواب ہے۔ کیونکہ ان آیات میں مذکور تو کفار یا بت ہیں۔ مگر کلام تو  
 اللہ کا ہے۔ تو کلام الہی کا ذکر تو ذکر اللہ ہے۔ مگر رحمت الہی یا لوز الہی  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ کا ذکر ذکر اللہ نہ ہو۔ یہ کیا انصاف ہے۔

قرآن کریم میں ہے قَالَ فِرْعَوْنُ فِرْعَوْنُ نے کہا۔ تو قَالَ  
 پڑھنے پر تیس ثواب اور لفظ فِرْعَوْنُ پڑھنے پر پچاس ثواب۔ کیونکہ  
 ہر حرف کے دس ثواب ہیں۔ تو فِرْعَوْنُ کا نام قرآن میں پڑھا گیا پچاس  
 یکیاں ملیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا تو مشرک ہو  
 گیا یہ کیا عقل ہے۔ غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت قرآنی آیات اور  
 احادیث صحیحہ اور اقوال فقہاء و محدثین کے اقوال سے ہے۔ ہم ہر ایک کو  
 علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں

قرآن کریم فرماتا ہے۔ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِمَّنْ  
 دَعَوْتِ اللّٰهُ اِنْ كُنْتُمْ حٰدِثِيْنَ ۗ اور اللہ کے سوا اپنے  
 سارے حمایتیوں کو بلا لو۔ اس میں کفار کو دعوت دی گئی ہے۔ کہ قرآن  
 کی مثل ایک سورہ بنا کر لے آؤ۔ اور اپنی امداد کے لئے اپنے حمایتیوں  
 کو بلا لو۔ غیر اللہ سے مدد لینے کی اجازت دی گئی۔ قَالَ مِّنْ  
 اَنْصَارِيٍّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ خَتَّ اَنْصَارُ اللّٰهِ  
 کہا مسیح نے کون ہے جو مدد کرے میری طرف اللہ کی۔ کہا حواریوں  
 نے ہم مدد کریں گے۔ اللہ کے دین کی۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت



عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ مددگار کون ہے۔ حضرت مسیح نے غیر اللہ سے مدد طلب کی۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى السَّبْرِ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِسْتِمَارِ وَالْعُدْوَانِ مدد کرو۔ ایک دوسرے کی اوپر نیک کاموں کے اور تقویٰ کے اور نہ مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر گناہ اور زیادتی کے ان آیات میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔ اِنَّ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ اِذَا كُنْتُمْ عَلَىٰ سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَعَاوَنُوا لِلْغَلَبَةِ عَلَيْهِ سَبْعًا مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ نے جو کہ غنی ہے۔ اپنے بندوں سے مدد طلب فرمائی وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ۔ مدد طلب کرو ساتھ صبر اور نماز کے۔

اسی آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو۔ اور نماز و صبر بھی تو غیر اللہ ہیں۔ وَاعِينُونِي بِقُوَّةٍ۔ مدد کرو میری ساتھ قوت کے۔ قرآن فرماتا ہے۔ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ، دوسری جگہ فرماتا ہے۔ نَحْنُ اَوْلِيَاءُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بھی مددگار ہے اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ مگر رب بالذات مددگار اور یہ بالعرض۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ذوالقرنین نے دیوار آہستی بناتے وقت لوگوں سے مدد طلب فرمائی۔

مشکوٰۃ باب السجود میں ربیعہ ابن کعب اسلمی سے بروایت مسلم ہے

کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔ سَلِّ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مَوَاقِفًا فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَيْرَ ذَالِكَ قُلْتُ هُوَ



ذٰلِكَ قَالَ فَاعِيَّتِي عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ - کچھ مانگ لو۔ میں نے کہا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔ فرمایا کچھ اور مانگنا ہے۔ میں نے کہا۔ صرف یہی۔ فرمایا اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا۔ کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی۔ تم مشرک ہو گئے ہو بلکہ فرمایا۔ وہ تو منظور ہے۔ کچھ اور بھی مانگو یہ غیر خدا سے مدد مانگنا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ حضور علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔ اَعِيَّتِي رُبُعِيْمٌ بَهِی اس کام میں میری اتنی مدد کرو۔ کہ زیادہ نوافل پڑھا کرو۔ یہ بھی غیر اللہ سے طلب مدد ہے۔

اس حدیث پاک کے تحت اشعة اللمعات میں ہے۔

وازا اطلاق سوال کہ فرمود سل و تخصیص نہ کرو۔

تفسیر کبیر پارہ آئمہ وَاِذْ قَالَ رَبِّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ كَتٰبٍ

میں ہے کہ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی جنگل میں پھنس جاوے۔ تو کہے۔ اَعِيْنُوْنِيْ يٰاَعْبَادَ اللّٰهِ بِرَحْمٰتِكُمْ اللّٰهُ۔ اے اللہ کے بندو۔ میری مدد کرو۔ رب تم پر رحم فرمائے۔

تفسیر روح البیان سورۃ مائدہ پارہ نمبر ۶ زیر آیات۔ وَيَسْعَوْنَ

فِي الْاَرْضِ فَنَسَا دَا مِيْنَ هِيَ۔ کہ شیخ صلاح الدین فرماتے ہیں کہ مجھ کو

رب نے قدرت دی ہے۔ کہ میں آسمان کو زمین پر گرا دوں۔ اگر میں چاہوں

تو تمام دنیا والوں کو ہلاک کر دوں اللہ کی قدرت سے۔ لیکن ہم اصلاح ہی

کی دعا کرتے ہیں۔



مشنوی شریف میں ہے

اولیاء اور ہست قدرت از الہ

تیر جستہ باز گرداند نہ راہ

اولیاء اللہ سے مدد مانگنا عقلی ثبوت طریقہ سلطنت الہیہ کا ہے کہ وہ قادر ہے۔ کہ دنیا کا بڑا چھوٹا ہر کام اپنی قدرت سے خود ہی پورا فرماتے ہیں مگر ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ انتظامِ عالم کے لئے ملائکہ وغیرہ کو مقرر فرمایا۔ اور ان کے علیحدہ علیحدہ محکمے کر دیئے۔ جان نکالنے والوں کا ایک محکمہ جس کے افسر اعلیٰ حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں۔ اسی طرح انسان کی حفاظت رزق پہنچانا۔ بارش برسانا۔ ماؤں کے پیٹ میں بچے بنانا۔ ان کی تقدیر لکھنا۔ مدفون میتوں سے سوالات کرنا۔ صورت پھونک کر مردوں کو زندہ روزِ قیامت قائم کرنا۔ پھر قیامت میں جنت و دوزخ کا انتظام کرنا وغیرہ دنیا و آخرت کے سارے کام ملائکہ میں تقسیم فرما دیئے۔ اسی طرح اپنے مقبول انسانوں کے سپرد بھی عالم کا انتظام کیا۔ اور ان کو اختیاراتِ خصوصی عطا فرمائے۔

کتبِ تصوف دیکھنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اولیاء اللہ کے کتنے طبقے ہیں اور کس کس کے ذمہ کون کون سے کام ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ رب تعالیٰ ان کا محتاج ہے۔ نہیں بلکہ آئین سلطنت کا یہی تقاضا ہے پھر ان حضرات کو خصوصی اختیارات بھی دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ یہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ کر سکتے ہیں۔ یہ حضرات ہمارا قیاس نہیں بلکہ قرآن و حدیث اس پر شاہد ہے۔

حضرت جبرائیل نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا۔ قَالَ



إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ط کہ  
اے مریم۔ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں۔ آیا ہوں۔ تاکہ تم کو پاک

فرزند دوں۔ معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بیادیتے ہیں۔  
حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَ أَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ  
الطَّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ، فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ

طَيْرٌ بِأِذْنِ اللَّهِ ط میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل  
بنا کر اس میں رُوح پھونکتا ہوں۔ تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے  
معلوم ہوا کہ حضرت مسیح باذن الہی بے جان کو جان بخشتے ہیں۔

فَلْ يَتَوَفَّكُم مِّلْكُ الْمَوْتِ الَّذِي ذُكِّرَ  
بِكُمْ۔ فرمادو کہ تم کو ملک الموت وفات دیں گے۔ جو کہ تم پر  
مقرر کئے گئے ہیں۔ اور بھی اس قسم کی بہت سی آیات ملیں گی جن میں  
خدائی کاموں کو بندوں کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔

رب تعالیٰ حضور علیہ السلام کی شان میں فرماتا ہے۔ وَ يُزَكِّيهِمْ  
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم  
ان کو پاک فرماتے ہیں۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔ اَعْنَا

هُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ ان کو اللہ اور رسول نے  
اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ خَذُّ مِنْ أَمْوَالِهِمْ مَدَقَّةً

تَطَهَّرَ مِنْهَا وَ تَزَكَّيْتُمْ بِهَا۔ آپ ان کے مالوں سے  
مدد قے وصول فرمائیے اور اس سے ان کو پاک فرمائیے معلوم ہوا

کہ وہی عمل خدا کے یہاں قبول ہے۔ جو بارگاہ رسالت میں منظور  
ہو جائے۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَفَعُوا مَا أَتَاهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ



وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولَهُ - اور کیا اچھا ہوتا، کہ اگر وہ اس پر راضی ہوتے۔ جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا۔ اور کہتے ہیں کہ ہم کو اللہ کافی ہے۔ عنقریب ہم کو اللہ اپنے فضل سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں گے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام دیتے ہیں ان آیات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت دیتے ہیں۔ مال و اولاد دیتے ہیں تو صحیح ہے۔

اسمدا و اولیاء اللہ پر اعتراضات کے بیان میں اس مسئلہ پر بظاہر چند اعتراضات ہیں۔ مثلاً مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فاطمہ الزہراء سے فرمایا کہ لَا آغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا - میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ جب آپ سے فاطمہ زہرا کی مدد نہ ہو سکی تو دوسروں کی کیا ہوگی۔

جواب، یہ اول تبلیغ کا واقعہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اے فاطمہ اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا، تو میں خدا کے مقابل ہو کر تم سے عذاب و درد نہیں کر سکتا۔ دیکھو سپر لوج کو اسی لئے اِنَّهُ لَيَسَّ مِنْ اَهْلِكَ فرمایا۔ مسلمانوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ مدد فرما دیں گے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَا خِلَاءٌ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقُونَ ہ پر پیڑگاروں کے سوا سارے دوست قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ حضور علیہ السلام گناہ کبیرہ والوں کی بھی شفاعت فرما دیں گے۔ گرتوں کو سنبھالیں گے۔

شامی باب غسل المیّت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام



نے فرمایا کہ قیامت میں سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ سو امیر سے  
نسب اور رشتہ کے۔ واقعی کافروں کی حضور علیہ السلام مدونہ فرمائیں  
گے۔ ہم چونکہ مجددہ تعالیٰ مسلمان ہیں۔ ہماری مدد ضرور فرمائیں گے۔  
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ ہم تیری ہی عبادت کرتے  
ہیں۔ اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ عبادت کی طرح مدد  
مانگنا بھی خدا ہی سے خاص ہے۔ جب غیر خدا کی عبادت شرک تو  
غیر خدا کی استمداد بھی شرک ہے۔

جواب، اس جگہ مدد سے مراد حقیقی مدد ہے۔ یعنی حقیقی کار ساز  
سمجھ کر تو تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ رہا اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا  
وہ محض واسطہ فیض الہی سمجھ کر ہے۔ جیسے کہ قرآن میں ہے کہ اِن  
الْحُكْمِ اِلَّا بِاللّٰهِ نَهِيں ہے حکم، مگر اللہ کا یا فرمایا گیا۔ لَءِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ  
وَمَا فِي الْاَرْضِ. اللہ کے ہی ہیں۔ تمام آسمان و زمین کی چیزیں۔ پھر حکم  
کا حکم بھی مانتے ہیں۔ اور اپنی چیزوں پر دعویٰ ملکیت بھی کرتے ہیں۔ یعنی  
آیت سے مراد ہے۔ حقیقی حکم اور حقیقی ملکیت ہے۔ مگر بندوں کے لئے  
بہ عطاء الہی۔ نیز یہ بتاؤ کہ عبادت اور مانگنے میں کیا تعلق ہے۔ کہ اس  
آیت میں دونوں کو جمع کیا گیا۔ تعلق یہی ہے۔ کہ حقیقی معاون سمجھ کر مدد مانگنا  
یہ شرک ہے۔ بت پرست بتوں کی پرستش کرتے وقت مدد کے بھی  
الفاظ کہا کرتے ہیں۔ کہ کالی مائی تیری دوہائی وغیرہ۔ اس لئے دونوں  
کو جمع کیا گیا۔ اگر آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ کسی غیر خدا سے کسی قسم کی  
مدد مانگنا بھی شرک ہے۔ تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ نہ تو  
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نہ قرآن کے ماننے والے وغیرہ۔



ہم اس بات کا ثبوت اچھی طرح پہلے دے چکے ہیں۔ اب بھی مدرسہ کے چندہ کے لئے مالداروں سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر دفن قبر بلکہ قیامت تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے۔ دائی کی مدد سے پیدا ہونے۔ ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی۔ استاد کی مدد سے علم سیکھا۔ مالداروں کی مدد سے زندگی گزار دی۔ اہل قرابتہ کی تلقین کی مدد سے دنیا سے ایمان سلامت لے گئے۔ پھر غسل کی مدد سے غسل بلا دور کفن پہنا۔ گورکن کی مدد سے قبر کھودی مسلمانوں کی مدد سے دفن ہوئے۔ اور ان کی دعا سے ثواب پہنچا۔ آیت میں کوئی قید نہیں۔

رَبِّ تَعَالَى فَرَمَاتَا هِيَ . وَمَا تَكُفُّم مِّنْ حُدُوبِ اللّٰهِ مِمَّنْ  
وَدَّيَّ وَلَا نَصِيْرًا مَّعْلُومًا ہوا کہ رب کے سوانہ کوئی ولی ہے اور نہ  
کوئی مددگار ۔

جواب ، یہاں ولی اللہ کی نفی نہیں بلکہ مِّنْ حُدُوبِ اللّٰهِ کی نفی ہے۔ جنہیں کفار نے اپنا ناصر و مددگار حقیقی مان رکھا تھا۔ یعنی بت و شیاطین۔ ولی اللہ وہ ہے۔ جسے رب نے اپنے بندوں کا ناصر بنایا جیسے انبیاء و اولیاء۔

در مختار باب المرندین بحث کرامات اولیاء میں ہے۔ کہ اقوال شیعئا  
لِلّٰهِ وَقِيْلَ يَكْفُرُوْا مَعْلُومًا ہوا۔ یا عبد القادر جیلانی شیعئا لِلّٰهِ  
کہنا کفر ہے۔

جواب ، شیعئا لِلّٰهِ کے یہ معنی ہیں کہ خدا کی حاجت روائی  
کے لئے کچھ دو۔ اس کی شرح میں شامی نے فرمایا۔ اَمْثَانٌ قَصْدًا  
الْمَعْنَى الصَّحِيْحَ فَالظَّاهِرُ اِنَّهُ لَا بَاءَ سِوَا رَبِّهِ لِيَعْنِي اِنْ



سے صحیح معنی کی نیت کی اللہ کے لئے مجھے کچھ دویہ جائز ہے اور  
رے شیئاً باللہ کا یہی مطلب ہے۔

شرح فقہ اکبر میں علامہ علی قاری نے لکھا ہے کہ حضرت غیل نے آگ  
پہنچ کر حضرت جبرائیل کے پوچھنے پر ان سے مدونہ مانگی۔ بلکہ فرمایا کہ  
میں جبرائیل تم سے کوئی حاجت نہیں اگر غیر خدا سے حاجت مانگنا  
نہ ہو تو ایسی سذت میں غیل اللہ جبرائیل سے کیوں مدونہ طلب کرتے  
جواب، یہ امتحان تھا۔ اندیشہ تھا کہ حرف شکایت منہ  
سے نکالنا رب کو پسند نہ ہوگا۔ اسی لئے غیل اللہ نے اس وقت  
خدا سے بھی دعا نہ کی بلکہ فرمایا اے جبرائیل تم سے کچھ حاجت نہیں اور  
میں سے ہے۔ وہ خود جانتا ہے۔ جیسے حضور علیہ السلام نے حضرت  
سین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔ مگر اس مصیبت کے وقت  
ہونے کی کسی نے بھی دعا نہ کی۔ نہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے نہ حضرت علی المرتضیٰ نے نہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ  
عنہا نے۔

زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ مگر مردوں سے نہیں۔ کیونکہ  
زندے میں مدد کی طاقت ہے۔ مردے میں نہیں ہے۔ لہذا یہ شرک ہے۔  
جواب، قرآن میں ہے۔ **وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** ہم  
تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ اس میں زندہ اور مردے کا فرق کہاں ہے  
کیا زندہ کی عبادت جائز ہے۔ مردے کی نہیں۔ جس طرح غیر خدا کی عبادت  
مطلقاً شرک ہے زندہ کی ہو یا مردے کی۔ استمداد بھی مطلقاً شرک ہے۔  
نیز قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ **أُولِيَاءُ اللَّهِ** زندہ ہیں ان کو مردہ نہ کہو اور نہ جانو۔



وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتٌ بَلْ  
 أَحْيَاءٌ وَمَا تَعْلَمُونَ ۗ هُوَ اللَّهُ الَّذِي يَهْدِي مَن يَشَاءُ  
 لِمَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ كُوفْرَهُمْ كَانَ أَفْوَاجًا ۗ  
 کئے۔ ان کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔ لیکن تم احساس نہیں کرتے۔  
 جب یہ زندہ ہوئے۔ تو ان سے مدد حاصل کرنا جائز ہوا۔ بعض لوگ  
 کہتے ہیں کہ یہ تو شہداء کے بارے میں ہے۔ جو کہ تلوار سے راہ خدا میں  
 مارے جائیں۔ مگر یہ بلا وجہ کی زیادتی ہے۔ اس لئے کہ آیت میں لوہے  
 کی تلوار کا ذکر نہیں ہے۔ جو کہ عشق الہی کی تلوار سے مقتول ہوئے۔ وہ بھی  
 اسی میں داخل ہیں۔

روح البیان، اسی لئے حدیث پاک میں آیا کہ جو ڈوب کر مرے۔ جل  
 جاوے۔ طاعون میں مرے۔ عورت زچگی کی حالت میں مرے۔ طالب علم  
 مسافر وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب شہید ہیں۔ اگر صرف تلوار سے مقتول زندہ ہوں  
 اور باقی سب مردے تو نبی کریم علیہ السلام و صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کو معاذ اللہ مردہ ماننا لازم آوے گا۔ حالانکہ یہ حضرات بحیات کامل  
 زندہ ہیں۔ نیز زندہ اور مردہ سے مدد مانگنے کی تحقیق ہم ثبوت امتداد میں  
 کر چکے ہیں۔ کہ امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس سے زندگی میں مدد ملی جا سکتی  
 ہے۔ بعد موت بھی اس سے مدد مانگی جاوے۔ اور اس کی کچھ تحقیق ہو تو  
 تبرکات اور سفر زیارت قبور میں بھی ہوگی۔ اِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

بزرگان دین کو دیکھا گیا کہ بڑھاپے میں چلی پھر نہیں سکتے۔ اور بعد  
 وفات بالکل بے دست و پا ہیں۔ پھر ایسے کمزوروں سے مدد لینا بتوں  
 سے مدد لینے کی طرح لغو ہے۔ اس کی بڑائی رب نے بیان کی کہ وَ  
 اِنْ يَسْأَلِبْهُمْ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوهُمْ مِنْهُ ۗ اُولِيَا



اپنی قبروں سے مکھی بھی دفع نہیں کر سکتے۔ ہماری کیا مدد کریں گے۔  
 جواب : یہ تمام کمزوریاں اس جسمِ خاکی پر اس لئے طاری ہوتی  
 ہیں کہ اس کا تعلق روح سے کمزور ہو گیا۔ روح میں کوئی کمزوری نہیں بلکہ بعد  
 موت اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔ کہ قبر کے اندر سے یا قبر والوں کو دیکھتی  
 اور قدموں کی آواز سنتی ہے۔ خصوصاً ارواحِ انبیاء اولیاء۔ رب فرماتا ہے  
 وَاللَّاحِزَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰٓئِیْ . ہر کھپی گھڑی اگلی سے آپ کے  
 لئے بہتر ہے۔ اور امتدادِ ولی کی روح سے ہے۔ نہ کہ جسمِ عرضی سے کفالت  
 جن سے مدد مانگتے ہیں۔ وہ روحانی طاقت سے خالی ہیں۔ پھر وہ پتھروں  
 کو اپنا مددگار جانتے ہیں۔ جن میں یہ روح بالکل نہیں۔

تفسیر روح البیان مشکوٰۃ باب العلم میں ہے۔ مَن سَنَّ  
 فِي الْاِسْلَامِ سَنَةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ  
 مَن عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهَا مِنْ شَيْءٍ اَنْ يَنْقُصَ  
 مِنْ اُجْرِهِمْ شَيْءٌ وَّمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ  
 سَنَةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وِزْرُ مَن عَمِلَ  
 بِهَا مِنْ شَيْءٍ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجْرِهِمْ شَيْءٌ۔

جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کا اس کو ثواب ملے گا۔  
 اور ان کا بھی جو کہ اس پر عمل کریں گے۔ اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ  
 ہوگا۔ اور جو شخص کہ اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا  
 گناہ بھی ہے۔ اور ان صاحبِ کابھی جو کہ اس پر عمل کریں۔ اور ان کے  
 گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔ معلوم ہوا کہ اسلام میں کارِ خیر کا ایجاد کرنا ثواب  
 کا باعث ہے۔ اور بڑے کام نکالنا گناہ کا موجب ہے۔



## بحث میلاد شریف

میلاد شریف قرآن و احادیث و اقوال علماء اور ملاحک اور پیغمبروں کے فضل سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا۔

رَبِّ تَعَالَى فَرَمَاتَا هِيَ. وَ اذْ كُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ  
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ کی بڑی نعمت ہے  
میلاد پاک میں اسی کا ذکر ہے۔ لہذا محفل میلاد کرنا اس آیات پر عمل ہے  
وَ اَمَّا نِعْمَتُ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب

چرچا کرو۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے  
بڑھ کر نعمت ہے کہ رب تعالیٰ نے اس پر احسان جنایا ہے۔ اس کا  
چرچا کرنا اسی آیت پر عمل ہے۔ آج کسی کے فرزند پیدا ہو، تو ہر سال  
تاریخ پیدائش پر جشن کرتا ہے۔ کسی کو سلطنت ملے تو ہر سال اس تاریخ  
پر جشن جلوس مناتا ہے۔ تو جس تاریخ کو دنیا میں سب سے بڑی نعمت  
آئی اس پر خوشی منانا کیوں منع ہوگا۔ خود قرآن کریم حضور علیہ السلام کی میلاد  
مبارک کا جگہ جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ  
و اے رسول شریف لے آئے۔ اس میں تو ولادت کا ذکر ہوا۔ پھر  
فرمایا۔ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔ حضور علیہ السلام کا نسب نامہ بیان ہوا  
کہ وہ تم میں سے یا تمہاری بہترین جماعت میں سے ہیں۔ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ  
سے اکثر تک حضور علیہ السلام کی نعمت بیان ہوئی۔ آج بھی میلاد



شریف میں یہ ہی تین باتیں بیان ہوتی ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ

رَسُولًا - اللہ نے مسلمانوں پر بڑا ہی احسان کیا کہ ان میں اپنے رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیا۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ  
بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ - رب العالمین وہ قدرت والا ہے جس  
نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ  
بھیجا۔ غرضیکہ بہت سی آیات ہیں جن میں حضور علیہ السلام کی ولادت  
پاک کا ذکر فرمایا گیا۔

ورمناہ باب الدفن میں ہے کہ وَفِي الْحَدِيثِ مَنْ قَرَأَ

الْإِخْلَاصَ أَحَدًا عَشْرَ مَرَّةً وَهَبَ أَجْرَهَا لِلْأَمْوَاتِ  
أَعْلَىٰ مِنَ الْأَجْرِ بَعْدَ الْأَمْوَاتِ - حدیث میں ہے کہ  
جو شخص گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشنے  
کو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

شامی میں اسی جگہ ہے۔ وَيَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا تَبَيَّرَ  
لَهُ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَأَوَّلِ الْبَقَرَةِ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ وَ  
آمَنَ الرَّسُولُ وَسُورَةَ يُسَبِّحُهَا الْمَلِكُ  
وَسُورَةَ التَّكْوِيْنِ وَالْإِخْلَاصِ إِثْنَيْ عَشْرَ مَرَّةً  
أَحَدِي عَشْرًا أَوْ سَبْعًا أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ  
أَوْ مِيلَ ثَوَابِ مَا قَرَأْتُهَا إِلَىٰ مَلَائِكَةِ  
الْيَمِينِ - جو ممکن ہو قرآن پڑھے سورۃ فاتحہ بقرہ کی اول آیات  
اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور سورۃ یسین



اور سورۃ ملک اور سورۃ تکوین اور سورۃ اخلاص بارہ  
گیارہ، سات یا تین دفعہ پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا  
ثواب فلاں یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔ ان عبارات میں فاتحہ مروجہ  
کا پورا طریقہ بتایا گیا۔ یعنی مختلف جگہ سے قرآن پاک پڑھنا پھر ایصال  
ثواب کی دعا کرنا، اور دعائیں پڑھنا سنت ہے۔

حدیث شریف، اِذْ صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمِيْتِ فَاخْلَصُوْ  
لَهُ الدُّعَاءَ۔ جب تم میت پر نماز پڑھو تو اس کے لئے خالص  
دعا مانگو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد فوراً دعا کی جاوے  
بلاتا خیر جو لوگ اس کے لئے کرتے ہیں۔ کہ نماز میں اس کے لئے دعا  
مانگو۔ وہ ف کے معنی سے غفلت کرتے ہیں۔ صَلَّيْتُمْ د شرط ہے  
اور فَاخْلَصُوْ جزا ہے۔ شرط اور جزا میں تغیر چاہیے۔ نہ یہ کہ اس میں  
داخل ہو۔ پھر صَلَّيْتُمْ ہے ماضی اور فَاخْلَصُوْ امر ہے۔ اور جس  
سے معلوم ہوا کہ دعا کا حکم پڑھنے کے بعد ہے۔ جیسے فَاِذَا اطْعَمْتُمْ  
فَاَنْتَشِرُوْا میں کھا کر جانے کا حکم ہے۔ نہ کہ کھانے کے درمیان۔ اور  
اِذْ قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ میں نماز کے  
لئے اٹھنا مراد ہے نہ کہ نماز کا قیام۔ جیسا کہ الی سے معلوم ہوا۔ لہذا  
یہاں بھی وضو ارادہ نماز کے بعد ہی ہوا۔ اور ف تَعْقِيْبِ مَعَ الْوَصْلِ  
کے لئے ہوا کرتی ہے۔ حقیقی معنی کو چھوڑ کر بلا قرینہ مجازی معنی مراد لینا  
جائز نہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں اسی جگہ ہے۔ قَرَأَ عَلَى الْجَنَّةِ  
بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ پر سورۃ فاتحہ پڑھی۔



## بیان مزارات اولیاء اللہ پر کنبد بنانا کا ثبوت

مشائخ کرام اولیاء عظام علما کرام کے مزارات کے ارد گرد یا اس کے قریب میں کوئی عمارت بنانا جائز ہے۔ اس کا ثبوت قرآن کریم اور صحابہ کرام رضوانہ اللہ اجمعین و عامتہ المسلمین کے عمل اور علما کے اقوال سے ہے۔ قرآن کریم نے اصحاب کہف کا قصہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۖ وَرَبُّهُمْ يَكْتُبُ مَا كَانُوا يَكْفُرُونَ۔ جو اس کام میں غالب رہے۔ کہ ہم تو ان اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے۔

روح البیان میں اس آیت میں بُنْيَانًا کی تفسیر میں فرمایا۔ دیوار کہ از چشم مردم پوشیدہ شوند۔ یعنی لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ تَرْتِبَهُمْ وَتَكُونُ مَحْفُوظَةً مِّنْ نَّظَرِ النَّاسِ كَمَا حَفِظَتْ شُرْبَةَ رَسُولِ اللَّهِ بِالْخَطِيبِ ۖ۔ یعنی انہوں نے کہا کہ اصحاب کہف پر ایسی دیوار بناؤ جو ان کی قبر کو گھیرے۔ اور ان کے مزارات لوگوں کی نظروں سے محفوظ ہو جائیں۔ جیسے کہ حضور علیہ السلام کی قبر شریف چار دیواری سے گھیر دی گئی ہے۔ جب یہ بات منظور ہوئی تب مسجد بنائی گئی۔

مَسْجِدًا کی تفسیر میں روح البیان میں ہے۔ يُصَلِّي فِيهِ الْمُسْلِمُونَ وَيَتَّبِعُونَ كَوْنًا بِمَكَانِهِمْ۔ لوگ اس میں نماز پڑھیں۔ اور ان سے برکت لیں۔ قرآن کریم نے ان لوگوں کی دو باتوں



کا ذکر فرمایا۔ ایک تو اصحابِ کہف کے گرد قبۃ اور مقبرہ بنانے کا مشورہ کرنا۔ دوسرے ان کے قریب مسجد بنانا۔ اور کسی بات کا انکار نہ فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ دونوں فعل جب بھی جائز تھے۔ اور اب بھی جائز ہیں۔ جیسا کہ کتبِ اصول سے ثابت ہے۔ شرائع من قبلنا کا سبب لنا الا ما قص الله ورسوله۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ کے حجرے میں دفن کیا گیا۔ اگر یہ جائز تھا تو پہلے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو گرا دیتے پھر دفن کرتے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کے گرد کچی اینٹوں کی گول دیوار کھچوا دی۔ پھر ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں سیدنا عبد اللہ بن زبیر نے تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں ۸۰ حصہ میں اس عمارت کو نہایت مضبوط بنایا۔ اور اس میں پتھر لگوائے۔

پہنایا خلاصۃ الیفا بخبار دار المصطفیٰ مصنفہ سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ

میں ہے۔ عن عمرو ابن دینار وعبید ابن ابی زید قالوا لم یکن فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی بنی بیت النبی علیہ السلام جداراً وکان اول من بنی علیہ جداراً عمرو ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ثم نبأ عید اللہ ابن الزبیر وکانت حبرۃ من الکعبۃ من سعیر مریوطۃ فی شیب عرعرۃ۔ ترجمہ وہی ہے جو کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی







اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دفن ہوں گے۔ لہذا یہ خصوصیت نہ رہی  
 بخاری جلد اول کتاب الجنائز اور مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت میں ہے  
 کہ حضرت امام حسن ابن حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت  
 امراءۃ القُبَّہ علی قبرِ کا ستائے۔ تو ان کی بیوی نے  
 ان کی قبر پر ایک سال تک تپہ ڈالے رکھا۔ یہ بھی صحابہ کرام کے زمانہ  
 میں سب کی موجودگی میں ہوا۔ کسی نے انکار نہ کیا۔ نیز ان کی بیوی ایک  
 سال تک وہاں رہیں۔ پھر گھر واپس آئیں جیسا کہ اسی حدیث میں ہے  
 اس سے بزرگوں کی قبروں پر مجاوروں کا بیٹھنا بھی ثابت ہوا۔ یہاں تک  
 تو قرآن و حدیث سے ثابت ہوا۔

اب فقہاء، محدثین اور مفسرین کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

تفسیر روح البیان جلد ۳ پارہ ۱۰، میں اس آیت میں ہے، اِنَّمَا  
 يُعْمَرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ آمَنَ بِاللَّهِ، فَبِنَاءِ الْقُبَابِ  
 عَلٰی قُبُورِ الْعُلَمَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ أَمْرٌ جَائِزٌ  
 إِذْ كَانَتِ الْقُبُورُ بِإِذْنِكَ التَّعْظِيمِ فِي أَعْيُنِ الْعَامَّةِ  
 حَتَّى لَا يَحْتَقِرُوا أَصْحَابَ هَذَا الْقَبْرِ. علماء اولیاء صالحین  
 کی قبروں پر عمارت بنانا جائز کام ہے۔ جبکہ اس سے مقصود ہو لوگوں کی  
 نگاہوں میں عظمت پیدا کرنا۔ تاکہ لوگ اس قبر والے کو حقیر نہ جانیں۔

میران کبریٰ آخرا جلد اول کتاب الجنائز میں امام شعرانی فرماتے ہیں۔

وَمِنْ ذَٰلِكَ قَوْلُ الْأَيْبَةِ أَنَّ الْقَبْرَ لَا يُسْنَى وَلَا  
 يُجَمَّعُ مَعَ قَبْرِ آخِي حَنِيفَةٍ يَجُوزُ ذَٰلِكَ قَالَ  
 الْأَوَّلُ مَبْشُرًا وَالثَّانِي مُخَفَّفًا. اسی میں سے ہے۔



دیگر اماموں کا یہ کہنا کہ قبر پر نہ عمارت بنائی جاوے۔ اور نہ چونہ گچ کی جاوے  
یا وجودیکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ہے کہ یہ سب جائز ہے  
پس پہلے قول میں سختی ہے۔ اور دوسرے میں آسانی۔ اب تو خود امام ابوحنیفہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان مل گیا۔ کہ قبر پر قبہ وغیرہ بنانا جائز ہے۔  
الحمد للہ کہ قرآن و حدیث اور فقہی عبارات بلکہ خود امام ابوحنیفہ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان پاک سے ثابت ہو گیا۔ کہ اولیاء و علماء کی قبور پر  
گنبد وغیرہ بنانا جائز ہے۔





## بیان عمارت قبور پر اعتراضات و جوابات

اس مسئلہ پر ضرور وہی اعتراضات ہیں۔ اول تو یہ کہ مشکوٰۃ شریف باب الدفن میں بروایت مسلم ہے۔ نَهَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْتَمَعَ الْقُبُورُ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ وَأَنْ يُعْتَدَ عَلَيْهِ۔ حضور علیہ السلام نے منع فرمایا اس سے کہ قبروں پر گچ کی جاوے۔ اور اس سے کہ اس پر عمارت بنائی جائے اور اس سے کہ اس پر بیٹھا جاوے۔ نیز عام فقہاء فرماتے ہیں۔ کہ سَيُكْرَهُ الْبِنَاءُ عَلَى الْقُبُورِ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین کام حرام ہیں۔ قبر کو پختہ بنانا۔ اور قبر پر عمارت بنانا اور قبر پر مجاورین کا بیٹھنا۔

جواب، قبر کے پختہ کرنے سے مخالفت ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ قبر کا اندرونی حصہ جو کہ میت کی طرف ہے۔ اس کو پختہ کیا جاوے۔ اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا۔ أَنْ يُجْتَمَعَ الْقُبُورُ یہ نہ فرمایا گیا۔ عَلَى الْقُبُورِ۔ دوسرے یہ کہ عَامَّةُ الْمُسْلِمِينَ کی قبور پختہ کی جائیں۔ کیونکہ یہ بے فائدہ ہے۔ تو معنی یہ ہونے۔ کہ ہر قبر کو پختہ بنانے سے منع فرمایا۔ تیسرے یہ کہ قبر کو مجاورت تکلف فرمائیے پختہ کیا۔ یہ تینوں صورتیں منع ہیں۔ اور نشان باقی رکھنے کے لئے کسی ولی اللہ کی قبر پختہ کی تو جائز ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے عثمان ابن مظعون کی قبر پختہ پتھر کی بنائی جیسا کہ پہلے باب میں عرض کیا گیا۔ ہم اس سے



پہلے بحث میں عرض کر چکے ہیں کہ اولیاء اللہ اور ان کے مزارات  
شعائر اللہ ہیں اور شعائر اللہ یعنی اللہ کے دین کی نشانیوں کی تعظیم  
کرنے کا قرآنی حکم ہے۔ وَمَنْ يُعْظِمِ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا  
مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ۔ اس تعظیم میں کوئی قید نہیں۔ جس ملک میں  
اور جس زمانہ میں جو بھی جائز تعظیم مروج ہے۔ وہ کرنا جائز ہے۔ مثلاً ان

کی قبروں پر پھول ڈالنا۔ چراغاں کرنا وغیرہ۔ سب میں ان کی تعظیم ہے۔ لہذا  
جائز ہے۔ پھول میں چونکہ زندگی ہے۔ اس لئے وہ تسبیح و تہلیل کرتا ہے  
جس سے میت کو ثواب ہوتا ہے یا اس کے عذاب میں کمی ہوتی ہے۔  
زائرین کو خوشبو حاصل ہوتی ہے۔ لہذا یہ ہر مسلمان کی قبر پر ڈالنا جائز ہے  
اگر مردے کو عذاب ہو رہا ہے۔ تو اس کی تسبیح کی برکت سے کم ہوگا۔ اس  
کی اصل وہ حدیث ہے۔ جو کہ مشکوٰۃ شریفینا باب آداب الخلاء فضل اول  
میں ہے۔ کہ ایک بار حضور علیہ السلام کا دو قبروں پر گزر ہوا۔ فرمایا کہ ان  
دونوں میتوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ان میں ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے  
نہیں بچتا تھا۔ اور دوسرا چھلی کیا کرتا تھا۔

ثُمَّ أَخَذَ جَرِيرَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ  
ثُمَّ عَرَزَ فِي صُلْبِ قَبْرِ وَاحِدَةٍ، قَالَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ لِمَا صَنَعْتَ هَذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ آتٌ  
يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا مَا تَمَّ يَتَّبِعَانِي۔ پھر آپ نے تر شاخ لی  
اور اس کو چیر کر ہر قبر میں ایک ایک گاڑ دی۔ صحابہ نے عرض کی  
کہ آپ نے یہ کیوں کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ جب تک  
یہ مشک نہ ہوں۔ تب تک ان کے عذاب میں کمی رہے گی۔



دوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِ يَآءُ مَرْدَنَآ  
اِنَّ شَكْسُوَ اِحْجَارَةً وَ الطَّيِّبَاتِ . رب نے ہمیں حکم نہیں دیا کہ  
پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنا ہیں۔ مشکوٰۃ شریف باب التضاویہ، اس  
سے معلوم ہوا کہ قبروں پر چادر یا غلاف ڈالنا حرام ہے۔ کہ وہاں بھی  
پتھر اور مٹی ہی ہے۔

جواب، اس سے مرکانات کی دیواروں پر بلا ضرورت تکلفاً  
پر دے ڈالنا مراد ہیں۔ اور یہ بھی تقویٰ اور زہد کا بیان ہے۔ یعنی مرکانات  
کی زینت غلاف زہد ہے۔ اسی حدیث میں ہے۔ کہ حضرت عائشہ  
صدیقہ نے دیوار پر غلاف ڈالا تھا۔ اُسے پھاڑ کر یہ فرمایا۔ قبور اولیاء کی  
چادر کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کعبہ منظمہ پر فتمتی سیاہ غلاف  
ہے۔ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سبز غلاف۔ کعبہ زمانہ  
نبوی میں تھا۔ بتاؤ وہ جائز ہے۔ تو قبور کی چادر بھی جائز ہے۔ اَوْ مَن  
كَانَ مَيِّتًا فَاجْبِسْنَا وَاَجْعَلْنَا لَهُ نُورًا يَّمْشِي  
بِهِ فِي النَّاسِ (پارہ ۸، سورۃ النعام، رکوع ۱۵، ابتدا)

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِرَحْمَةِ رَبِّهِمْ وَابْتَعُوا  
النُّورَ الَّذِي اُنزِلَ مَعَهُ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ط  
پارہ ۹، سورۃ اعراف، رکوع ۱۹، آخر

ترجمہ آیت نمبر ۱، کیا وہ شخص جو تمہارا مردہ کفر یا جہالت یا ضلالت  
کے سبب سے پھر زندہ کر دیا ہم نے اُسے اسلام یا علم ہدایت کی وجہ  
سے۔ اور دیا ہم نے اُسے نور دلیوں کے سبب سے تاکہ حق و باطل میں  
تمیز کر لے۔ اور چلتا ہے۔ اُس نور کے سبب سے لوگوں میں سیدھی راہ



پس ایسا آدمی ہوگا۔ یعنی نہ ہوگا۔ مثل اس شخص کے جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ تاریکی میں پڑا ہے۔ پس دوسرا معنی یہ ہے۔ کہ مردہ ہے انسان تلاش دنیا میں اور زندگی حاصل ہوتی ہے۔ تلاش ہوئی ہے۔ اور روحانی بدن مردہ ہے۔ محبت دنیا میں۔ اور زندگی حاصل ہوتی ہے نور معرفت کے تحت سے جس کے ذریعہ سے مخلوقات کو فیض پہنچاتے ہیں۔

(ترجمہ آیت نمبر ۲) پھر جو لوگ بنی اسرائیل میں سے نبی علیہ السلام کے دین میں آئے۔ اور تعظیم کی انہوں نے اس کی اور یاری اور مددگاری کی اس کی دشمنوں کے مقابلہ میں۔ اور پیروی کی اس نور کی جو نازل کیا گیا اس کی نبوت کے ساتھ۔ کہ قرآن شریف ہے اور تہک کہہ رہا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ ایک دوسرے سے ادا دینا یا دینا قرآنی حکم ہے۔

آیت شریف، وَعِندَ مَا مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ  
 ہبوط پارہ ۷، سورۃ النعام، ترجمہ اور اس کے پاس ہیں۔  
 خزانے غیب کے گنجی یعنی جو کچھ پوشیدہ ہے۔ خلق سے جیسے ثواب و عذاب۔ اور وقتوں کا انقضا اور انعام اور کاموں کا خاتمہ اور انجام نہیں جانتا اسے کوئی مگر وہی۔ پھر عذاب میں جلدی اور دیر اسی کی حکمت سے وابستہ اور اسی کی مشیت سے متعلق ہے۔ اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ کہ مفاتح غیب پانچ چیزیں ہیں کہ انہیں خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بعدہ یہ حکم عام مخلوقات سے کیئے ہے۔ اور نبیوں پر خداوند کریم نے علم غیب کے خزانے کھول دیے ہیں۔ اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں۔ علم قیامت کا اور برساتا ہے عید اور جانتا ہے



جو کچھ بچہ دانیوں میں ہے۔ اور نہیں جانتا کوئی کہ کیا کمائی کرے گا کل اور  
 نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین پر مرے گا۔ تحقیق اللہ جاننے والا اور خبر دہے  
 یہ حکم عام کے لئے ہے۔ اور انبیاء کے لئے خداوند کریم نے علم غیب  
 کے خزانے کھول دئے ہیں۔ جس سے مخلوقات اولین و آخرین کر سکتے  
 ہیں اور علم غیب کا خزانہ وہ ہے کہ جس سے انبیاء کو بھی پتہ نہیں ہے۔  
 کہ آج خداوند کریم کے ذاتی وجود سے کیا حکم یا ارادہ نکلے گا۔ کیونکہ حکم یا  
 ارادہ علوم غیبیہ ذاتی ہے۔ اور قیامت کے بعد کے متعلق واقفیت  
 نہیں کہ کیا ہوگا۔ اور خداوند کریم نے انبیاء کے سینوں میں اپنی ذات کی طرف  
 سے نور کا تجلہ ڈالا ہے۔ جس سے علوم غیب کھول دئے مخلوقات کی پیدائش سے  
 لیکر قیامت تک سب حالات خداوند کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کھول  
 دیئے ہیں کیونکہ اس کے متعلق سلیکٹروں آیات قرآنی اور حدیث متواترہ وارد ہیں۔ اور اولیاء  
 اللہ کو بھی بواسطہ نبی علوم غیبیہ عطا ہیں۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ بِطَّلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ

رَسُولِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ رِجَالِهِمْ سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ تَرْجَمَةٌ اور ایسا نہیں ہے

منافقو کہ اللہ مطلع کر دے تمہیں اور اس مجید کے کہ کون شخص ایمان لائے گا۔ اور

کون کافر ہے گا۔ مگر اللہ برگزیدہ کر لیتا ہے۔ اس پر اطلاع دینے کی واسطے اپنے رسولوں

میں سے علم غیب جسے چاہتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ مَعْلٰی

غَيْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۶۷ میں ہے۔ یعنی یہ پانچ درجہ

مشیت الہی میں ہے۔ اور ان کی اطلاع کی کنجی کسی کے دست اجتہاد

میں نہیں دیتا ہے۔ کہ عقل سے اور اشکل سے یا قیاس سے ان کو معلوم کر کے



اس میں کاہنوں اور نجومیوں کے قول و افعال کا رد فرمایا ہے۔ اور اس کا  
 یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ علم دیتا ہی نہیں چنانچہ اسی روح البیان  
 صفحہ ۶۹ میں ہے۔

فَعَلِمَ أَنَّ الْغَيْبَ مُخْتَصٌّ بِاللَّهِ تَعَالَى وَكَارُوِي  
 عَتِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ مِنَ الْأَخْبَارِ عَنِ الْغُيُوبِ  
 فَبَاعِلَامِ اللَّهِ تَعَالَى أَمَا لَطَرِيقِ الْوَحْيِ أَوْ لَطَرِيقِ الْأَلْهَامِ -





# بیان ختم نبوت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَ  
لَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (القرآن)

پارہ ۲۲۔ سورۃ احزاب، ترجمہ، نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ و

سلم باپ کسی مرد کے تم میں سے۔ مگر وہ تو رسول ہیں اللہ کے۔ اور مہر

ہیں پیغمبروں کی یعنی آپ کے سبب سے نبوت پر مہر ہو گئی، اور پیغمبری

آپ پر ختم کی گئی۔ اور خاتمِ آخر کے معنی میں بھی ہے یعنی آپ آخر انبیاء

ہیں۔ نور ظہور میں جس طرح اول تھے ظہور نور میں۔

رفع اشتباہ، اگرچہ حضرت طیب علیہ السلام، طاہر علیہ

السلام اور قاسم علیہ السلام و ابراہیم علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے صاحبزادے تھے۔ مگر یہ چاروں پیغمبر زادے جوانی کی حد تک نہیں

پہنچے۔ کہ ان کی ازواج آپ پر حرام ہوں۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (درجہ)

فرما دیجئے۔ اے لوگو تحقیق میں بھیجا ہوا ہوں خدا کی طرف سے تم سب کی طرف

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (ترجمہ) اور

نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کی طرف۔

مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین میں ہے۔ وَعَنْ

عَدُوِّ بَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمٌ



النَّبِيِّنَ وَآتَتْ آدَمَ لَمَجْدَلٍ فِي طَيْبِنَهٗ وَسَاخِبِرِكُمْ  
 بِأَوَّلِ أَمْرِي دترجمہ) عرباض بن ساریہ رسول اللہ علیہ و  
 سلم سے نقل کرتے ہیں کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 کہ بیشک میں خدا کے نزدیک تمام نبیوں کا ختم کر نیوالا لکھا ہوا ہوں کہ  
 بعد میرے کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس حال میں کہ تحقیق آدم علیہ السلام البتہ  
 گوندھی ہوئی مٹی میں زمین پر پڑے ہوئے تھے۔

## تحقیق مقام

یہاں چند امور قابل غور ہیں۔ امراول خاتم بالفتح اور بالکسرہ کسی معنوں  
 میں مستعمل ہوتا ہے۔ نگینہ، انگشتری، مہر، آخر قوم، لیکن کسی ائمہ لغت  
 اور علمائے عربیت نے تصریح کی ہے کہ لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت  
 کی طرف مضاف ہوگا۔ تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے  
 کے ہوں گے۔ لہذا آیت مذکورہ میں چونکہ خاتم کی اصناف نبیوں کی  
 طرف ہے۔ اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور تمام نبیوں کے ختم  
 کرنے والے کے ہیں۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ  
 اللَّهُ تَعَالَى نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ کہ کفر اندر بند ہو گیا۔ کہ اب  
 اندر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور باہر کی کوئی ہدایت اندر نہیں جاسکتی۔  
 اور مہر چونکہ سب سے آخر میں لگتی ہے۔ کَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يُسْقُونَ  
 مِنْ رَجِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتْمُهُ مِسْكٌ۔ یعنی اہل جنت کو جو  
 شراب دی جائے گی سر مہر ہوگی۔ کہ اندر کی خوشبو اور لطافت باہر نہ  
 آسکے گی۔ اور باہر سے کوئی چیز اس کے اندر داخل نہ ہو سکے گی۔



امر دوم شب معراج اور روز قیامت میں انہی انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے۔ جو آپ سے پہلے مبعوث ہوئے۔ آپ کے بعد مبعوث ہونے والے نبی کا کہیں نام و نشان نہیں۔ قَالَ بِنْتِ عَبَّاسٍ - يُوَدُّ لَوْلَمْ أَخْتَمْ بِهِ النَّبِيَّ لَجَعَلْتُ لَهُ ابْنًا يَكُونُ بَعْدَهُ نَبِيًّا - حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ اگر میں آپ پر انبیاء کے سلسلے کو ختم نہ کرتا۔ تو آپ کو بیٹا عطا کرتا۔ جو آپ کے بعد نبی ہوتا۔

## نبی اور رسول میں فرق

اس رسوم جہور علماء کا قول یہ ہے کہ نبی عام ہے۔ اور رسول خاص۔ اصطلاح شریعت میں رسول اس کو کہتے ہیں کہ جو اللہ کی طرف سے جدید کتاب اور شریعت لے کر آیا ہو۔ اور نبی وہ ہے جو بذریعہ وحی احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا ہو۔ نبی کیلئے جدید کتاب و شریعت کا ہونا شرط نہیں۔

كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى - إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَمْشِكُمْ بِهَا النَّبِيُّونَ ، یعنی تحقیق ہم نے توراہ اناری جس میں ہدایت اور نور ہے جس سے انبیاء فیصد کرتے ہیں

اتحاف ص ۲۰ ج ۲ ، میں ہے کہ یہ آیت انبیاء بنی اسرائیل کے بارے میں آئی کہ جو توراہ اور شریعت موسویہ کے مطابق حکم دیتے تھے۔ اور نبی تھے۔ مگر ان کے پاس کوئی مستقل کتاب نہ تھی۔ اور نہ مستقل شریعت

خلاصہ یہ کہ رسول خاص اور نبی عام ہے۔ اور آیت میں لفظ خاتم النبیین کا ہے خاتم المرسلین کا نہیں۔ حالانکہ ظاہر کلام کا مقتضی یہ تھا کہ خاتم المرسلین



فرماتے۔ لیکن بجائے لفظ خاص کے لفظ عام یعنی خاتم النبیین فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ - كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّ نَبِيًّا وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي - یعنی عنقریب میری امت میں تیس بڑے بڑے کذاب اور دجال ظاہر ہوں گے۔ ہر ایک کا گمان یہ ہو گا کہ میں نبی ہوں۔ اور حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

## حکایت

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور اپنی نبوت پر دلائل پیش کرنے کے لئے مہلت مانگی۔ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ جو شخص اس کی نبوت کی دلیل طلب کرے گا۔ وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ وہ ارشاد نبوی لَا نَبِيَّ بَعْدِي کا کذب اور منکر ہے۔ مرزا محمد علی لاہوری نے اپنی تفسیر میں اس امر کا اعتراف کیا ہے۔ کہ ختم نبوت کے بارہ میں جو احادیث آئی ہیں۔ وہ آیت خاتم النبیین کی تفسیر ہیں۔ چنانچہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اور خاتم کے معنی مہر بھی ہیں اور آخر بھی۔ اور کسی قوم کے خاتم اور خاتم سے مراد ان میں سے آخری ہونا ہے خَتَمَ الْقَوْمِ خَاتِمَهُمْ وَآخِرُهُمْ۔



امر چہارم ، خاتم اور خاتمہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اسما میں سے ہیں۔ اور خاتم النبیین اور خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری  
نبی۔ اور آپ کو خاتم النبیین اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ نبوت کو آپ  
پر ختم کر دیا ہے۔

اسی مفسر نے آخر میں اس امر کا صاف اقرار کیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار اصول دین کا انکار ہے۔ اور ظاہر  
ہے کہ اصول دین کا انکار صریح کفر ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ یہ مدعیان  
نبوت ان آیات بیانات اور اصول دین کے منکر تھے یا نہیں؟ ان  
کی بیشمار عبارات سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ یہ نبوت کے مدعی  
تھے۔ اور دعویٰ نبوت کے بعد ان تمام آیات و احادیث کا انکار  
کر بیٹھے۔ اور دعویٰ کی تائید و تاکید کے لئے۔ معاذ اللہ۔ آیات و  
احادیث کی اپنے مطلب برآری کی نفسانی و شہوانی تاویلیں کرنی شروع  
کیں۔ ضرب المثل مشہور ہے۔ کہ جھوٹ کی رسی چھوٹی ہوا کرتی ہے۔  
دروغ گورا حافظہ نہ باشد

مدعیان نبوت کو نبوت سے پہلے کے تمام عقائد جن میں وہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کے ادعائے نبوت کو کفر اور خروج  
از اسلام کہہ رہے ہیں۔ بھول گئے۔ جیسا کہ حما مۃ البشری ص ۹۶  
میں لکھتے ہیں۔ کہ وَمَا كَانَتْ لِيْ اَنْ اَدَّيْعِيَ النَّسْبُوْتِ وَاَخْرَجَ  
مِنْ الْاِسْلَامِ وَاَلْحَقَّ بِقَوْمٍ كَاْفِرِيْنَ؟ یعنی یہ مجھ سے  
کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج  
ہو جاؤں۔ اور کفار سے جا ملوں۔



ازالۃ الاویام مصنفہ مدعی نبوت ص ۳۱ پر لکھتے ہیں -  
 قرآن کریم، خاتم النبیین کے بعد کسی رسول کا آنا جائز نہیں  
 رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین  
 بتوسط حیرائیل علیہ السلام ملتا ہے۔ اور باب نزول حیرائیل  
 بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ یہ بات خود ممتنع ہے  
 کہ دنیا میں رسول تو آئے اور سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن کریم خاتم النبیین  
 کے بعد نہ کسی نئے نبی کا آنا جائز رکھتا ہے۔ نہ کسی پرانے نبی کا۔ پس اگر کوئی  
 صاحب نئے نبی میں تو تب بھی نہیں آسکتے۔ اور اگر پرانے نبی میں۔ تو  
 تب بھی نہیں آسکتے۔ جیسا کہ اوپر کی عبارت سے معلوم ہو چکا۔  
 ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے۔ کہ  
 دعویٰ نبوت سے پہلے خود وہ بھی خاتم النبیین کے وہی معنی سمجھتے تھے  
 کہ جو تیرہ سو برس سے تمام دنیا کے مسلمان سمجھتے چلے آئے۔ اور کسی نئے  
 یا پرانے نبی کا آنا ختم النبوت کے منافی سمجھتے تھے۔ اور ختم نبوت کے  
 انکار اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کو کفر منلاتے تھے  
 اب مدعیان نبوت خاتم النبیین کے دوسرے معنی بیان کرتے ہیں جس  
 کی بنا پر نبوت کا جاری ہونا ضروری ہو گیا۔ جس مذہب میں وحی نبوت  
 نہ ہو۔ وہ شیطانی اور لعنتی مذہب کہلانے کا مستحق ہے۔ اور یہ کہتے  
 ہیں۔ کہ جو شخص یہ کہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی  
 نہ ہوگا۔ وہ کافر اور بے ایمان ہے۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ خاتم النبیین کے کون سے معنی صحیح ہونے؟



پس اگر خاتم النبیین کے جدید معنی صحیح ہوں، کہ جو مدعی نبوت نے دعویٰ نبوت کے بعد بیان کئے۔ اور جن کی بنا پر نبوت کا جاری رہنا ضروری ہوا۔ تو یہ لازم آئے گا۔ کہ ان تیرہ صدیوں میں جس قدر بھی مسلمان اس عقیدہ پر گزرے۔ وہ سب معاذ اللہ کافر و بے ایمان مرے۔ گویا کہ عہد صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے لے کر اس وقت تک تمام امت کفر پر گزری۔ اور دعویٰ نبوت سے پہلے خود وہ بھی جب تک اسی سابقہ عقیدہ پر رہے۔ دعویٰ نبوت کے بعد مدعی نبوت کا ایمان صحیح اور درست ہوا۔ اور پچاس برس تک وہ کفر اور شرک کی گندگی میں آلودہ اور ملوث رہے۔ اور عبادت و بدعتی کے داغ سے داغے رہے۔ کہ پچاس برس تک آیات اور احادیث کا مطلب غلط سمجھتے رہے۔

ظاہر ہے۔ کہ جو شخص شرک جیسی گندی چیز کا مرتکب رہا۔ اور ظلم عظیم میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزار دیا۔ عبادت اس کی خلقت رہی ہو۔ وہ ہرگز ہرگز نبوت جیسے عظیم و رفیع مرتبے پر فائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پہلی چیز تو یہ ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام نبوت سے پہلے اور بعد میں گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے پاک ہوتے ہیں۔ چہ جائیکہ شرک جیسے قبیح اور عظیم گناہ کے صدور کا تصور بھی ان نفوس قدسیہ کی طرف معاذ اللہ ظلم عظیم ہے۔ نیز پوری امت کا اجماع ہے۔ کہ کافر اور غیبی نبی نہیں ہو سکتا۔

مدعی نبوت ضمیمہ حقیقتہ الوحی میں ص ۲۶۹ پر لکھتے ہیں کہ  
میں ظلی طور پر محمد ہوں پس اس طور سے خاتم النبیین کی ہر تہیں ٹوٹی و ازالہ



یہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھہ اور تمسخر ہے۔ کہ مال بھی چوری ہو گیا اور مہر بھی نہیں لوٹی۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت پر مہر لگائی۔ مگر انہوں نے نبوت کو اس طرح ہوشیاری سے چرایا کہ چوری بھی کر لی۔ اور خدا کی لگائی ہوئی مہر بھی اسی طرح رہی۔ کیا یہ حق جل شانہ کے ساتھ تمسخر نہیں؟ چہ شخص بادشاہ کے ساتھ اتحاد کا دعویٰ کرے۔ اور بادشاہ کا لقب اپنے لئے ثابت کرے۔ بلاشبہ وہ شخص باغی اور قابل گردن زدنی ہے۔

نیز حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اگرچہ نور نبوت کے اعتبار سے سب منور ہیں۔ لَآ نَفْرَقُ بَیْنَ أَحَدٍ مِّنْ رَّسُلِهِ لٰكِن شخیصت کے اعتبار سے بلاشبہ اشخاص متغاڑہ ہیں۔ ہر نبی کی ذات بابرکات علیحدہ اور جدا ہے۔ زمان و مکان، صفات و معجزات ہر ایک کے جدا ہیں۔ اس تغاڑ شخصی کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ختم نبوت کا دار و مدار روحانی اتحاد پر نہیں ہے۔ بلکہ شخصی تغاڑ پر ہے۔

نیز یہ بھی صاف واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اجر اسی نبوت۔ یعنی دعویٰ پیغمبری کے لئے مجاہد اتحاد کا دعویٰ ذرہ برابر مفید نہیں۔ کون نہیں جانتا۔ کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام میں اتحاد نہیں تھا۔ لیکن باوجود کمال اتحاد و محبت اور باوجود کمال صداقت و اخوت کے موسیٰ علیہ السلام اپنے مقام پر تھے۔ اور ہارون علیہ السلام اپنے مقام پر۔ نیز اگر ثابت ہو جائے کہ اس شخص کو حقیقتاً یا بالفرض والتقدیر سیاستہ فنا فی الرسول کا مقام حاصل ہے۔ تب بھی اس کو نبی کا لقب نہیں مل سکتا۔ اس لئے



کہ اگر فنا فی الرسول کی وجہ سے غیر تشریحی اور غیر مستقل نبی کا لقب مل سکتا ہے؟ تو مستقل رسول اور مستقل نبی کا لقب کیوں نہیں مل سکتا؟ اور فنا فی اللہ کی وجہ سے اللہ اور خدا کا لقب کیوں نہیں مل سکتا غلطی اور بروزی نبوت کا عنوان محض قریب ہے۔

## جدید اصطلاح کی اختراع

ختم نبوت کا مسئلہ چونکہ قرآن اور حدیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اس لئے مدعیان نبوت نے ان دلائل قطعیہ کی ظاہری مخالفت سے بچنے کے لئے ایک جدید راہ نکالی اور دعویٰ نبوت کی پر وہ پوششی کے لئے ایک جدید اصطلاح اختراع کی جس کا کہیں کتاب و سنت اور اقوال صحابہ اور علماء امت میں کوئی نام و نشان نہیں۔ وہ یہ کہ حضور علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کے توہم قائل ہیں۔ اور ہماری نبوت محض غلطی اور بروزی نبوت ہے۔ یہ سب دھوکہ اور فریب ہے۔ درحقیقت مدعیان نبوت حقیقی نبوت کے مدعی ہیں۔ کیونکہ ان کی بے شمار عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ تشریحی اور مستقل نبوت کے مدعی ہیں۔ جس پر مفصل کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ حقیقت النبوت ص ۲۶۵ و ص ۲۶۶ میں باحوالہ ایک غلطی کا ازالہ لکھتے ہیں کہ

”میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے۔ مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے بچا جا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے



اور نہ ہی اس سے مہر خاتمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ میں بارگاہ  
بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت وَآخِرِيَّتٍ مِنْهُمْ  
لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ۔ بروزِی طور یہ وحی نبی خاتم الانبیاء  
ہوں۔ اور خدانے آج سے عیسٰی پر کسی پہلے براہین احمدیہ  
میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور میرے وجود کو آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم الانبیاء علیہم السلام ہونے  
میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ سایہ اپنے  
اصل سے علیحدہ نہیں۔“ انتہی۔

اس عبارت میں مدعی نبوت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
عینیت کا دعویٰ کیا ہے۔ کہ میں بعینہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم ہوں۔ معاذ اللہ

اور پھر اس پر دلیل یہ کہ سایہ اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ نہ  
علوم اس سے کیا مراد ہے؟ اگر یہ مراد ہے کہ سایہ اور ذی سایہ  
بالکل عین اور متحد ہوتے ہیں۔ تو یہ سراسر مداخلت اور عقل کے خلاف  
ہے۔ ظل اور اصل کا عین اور متحد ہو جانا بدیہی البطلان ہے۔ اور اگر یہ  
مراد ہے کہ ذی ظل کی کوئی صفت اور کوئی شان اس میں آجائے۔  
تو اس اعتبار سے یہ مطلب ہوگا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات  
نبوت اور کمالات رسالت کا ایک سایہ یا پرتو ہوں۔ تو اس سے  
نہ نبوت ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
اتحاد اور عینیت کا دعویٰ ثابت ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ہے۔



اَلْاَسْلٰطٰنُ الْعٰدِلِ اَظْلُ اَكْلِهٖ فِي الْاَرْضِ مِنْ اَدِشٰهٖ عٰدِلِ زَمِيْنٍ مِّنْ اَللّٰهِ  
 کا سایہ ہوتا ہے۔ تو اس سے خلفاً اور سلاطین کا بعینہ خدا ہو جانا ثابت  
 ہو جائے گا۔ حاشا وکلا۔ استغفر اللہ معاذ اللہ

علاوہ ازیں یہ ظلیت امت محمدیہ کے تمام علماء صلحا کو حاصل ہے۔  
 اس میں کسی مدعی نبوت کی کیا خصوصیت ہے۔ امت کے ان افراد میں  
 جو بھی کمال حاصل ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا سایہ اور پر تو تو ہے

## خلاصہ

خلاصہ کلام یہ کہ مدعی نبوت نے محض اپنی پردہ پوشی کے لئے اس  
 قسم کا تلبیس آمیز عنوان اختیار کئے بھی اپنے آپ کو ظلی نبی ظاہر کیا کہ  
 میں ظلی نبی ہوں۔ کبھی بروزی۔ تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دے سکیں۔  
 کہ میری نبوت خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے۔ ورنہ درحقیقت  
 یہ اپنی نبوت کو تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے افضل واکمل جانتے  
 ہیں۔ معاذ اللہ۔ مگر اہل علم و فہم خوب جانتے ہیں کہ اس قسم کی تلبیسات  
 اور ملمع کاریوں سے حقائق شرعیہ نہیں بدل سکتے۔

## امکان نبوت کا تصور تک قرآن و حدیث کے خلاف ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کا بھی دروازہ کھلا  
 ہوا ہوتا۔ تو سب سے پہلے ان مفقوس اور پاک سستیوں پر کھلتا۔ کہ جو  
 شمع نبوت پر پروانوں کی طرح گرے۔ اور آپ کے عشق و محبت میں اس  
 طرح غرق و فنا ہوئے کہ اولین و آخرین میں کہیں اس کی نظیر نہیں جس طرح



آپ پر نبوت ختم ہوئی اسی طرح آپ پر محبوبیت۔ اور آپ کی امت پر  
 محبت و عاشقیت ختم ہو گئی۔ زمین و آسمان نے نہ ایسا محبوب دیکھا  
 اور نہ ایسے عاشق جان نثار دیکھے۔ اور نہ ایسی شمع نبوت دیکھی اور نہ ایسے  
 پروانے دیکھے۔ اگر کسی ختم کی نبوت کا بھی دروازہ کھلا ہوا ہوتا۔ تو اس  
 یار غار اور رفیق جان نثار کو جس کو حق تعالیٰ شانہ نے اپنی کتاب میں  
 ثَانِيًا ثُنَيْنِ اور اَتَّقَى اور اَوْلُوا الْفَضْلِ کے  
 لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ ضرور کوئی نہ کوئی ظلی یا بروزی نبوت ملتی  
 حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد نبوی ہے۔  
 لَوْ كَانَتْ بَعْدِي نَبِيَّاتُكَاتٍ عَمَّرَ۔ اگر میرے بعد  
 کوئی نبی ہوتا۔ تو اسی عمر ہوتا۔

## اتمام دین و نعمت

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَنْمَتُّ  
 عَلَيْكُمْ وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا  
 اس آیت شریفہ میں حق جل شانہ نے ایک خاص العام ذکر  
 فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو  
 ہر طرح سے کامل و مکمل کر دیا۔ قیامت تک کے لئے معاش و معاد  
 کی تمام ضرورتوں کے لئے ایک مکمل دستور العمل عطا فرمایا۔ کہ جو حکمت  
 علمیہ و عملیہ اور سیاست ملکیہ و مدنیہ اور عقائد و اعمال۔ اور احکام  
 حرام و حلال کا جامع ہے۔ کوئی حکمت نہیں چھوڑی۔ کہ جس کو صراحتاً  
 یا اشارتاً بیان نہ کر دیا ہو۔ جو علوم و معارف ادیان سابقہ میں تھے



ان سب کا لب لباب اس دینِ مبین میں لیا گیا ہے۔ جس چیز کا صراحتاً بیان کرنا مناسب تھا۔ اس کو صراحتاً بیان کر دیا۔ اور جس کو اشارتاً بیان کرنا مناسب تھا۔ اس کو اشارتاً بیان کر دیا۔ غرضیکہ کوئی شئی ایسی نہیں چھوڑی جس کی ضرورت اور حاجت ہو۔ لہذا اب اس میں نہ کسی اضافہ اور نہ کمیم کی گنجائش ہے نہ کسی کمی اور زیادتی کی۔ اس لئے آپ کا دین تمام ادیان سے بہتر اور تمام ادیان کو منسوخ کر کے سب کے لئے ناسخ ٹھہرا۔ معلوم ہوا کہ یہ دینِ آخری دین ہے۔ اور یہ امتِ آخری امت ہے۔ اور یہ نبیِ آخری نبی ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَهُمْ بِتَصْدِيقِ لِقَائِهِمْ لِعُضِيهِمْ لِعُضُنَا وَالْإِعْلَانِ بِأَنَّ مُحَمَّدَ الرَّسُولِ اللَّهُ وَأَنَّ لَأَنْبِيَّ بَعْدَهُ ، كَذَا فِي الدَّرَامَنْتُورِ ، حضرت قَتَادَةَ سے روایت ہے۔ کہ حق تعالیٰ شانہ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے اس بات کا عہد لیا کہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں۔ اور اپنے اپنے زمانے میں اس کا اعلان کریں۔ کہ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ كَرَسُولِهِ هُوَ ، اور یہ بھی اعلان کر دیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَرَامَنْتُورِ

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا - یعنی اے اللہ، اس امتِ مسلمہ میں ایک عظیم الشان رسول بھیج۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا - کہ اے اللہ اس امت میں بہت سے رسول بھیج۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف ایک رسول کے مبعوث ہونے کی دعا فرماتے تھے۔ کہ جس کے آنے کے بعد کسی نبی اور رسول



کی حاجت نہ رہی۔ نہ رہے گی۔

یاد رہے۔ کہ اس امت مسلمہ کے ظہور کی دعا اور اس امت کا نام  
مسلمان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہی تجویز فرمایا تھا۔ جیسا کہ ارشاد  
ربانی ہے۔ کہ مِلَّةَ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّكُمْ  
الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا، الاية والقرآن،  
اور اس امت مرحومہ کیلئے نبی آخر زمان کے ظہور اور بعثت کی دعا  
بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی جو بارگاہ خداوندی میں قبول  
ہوئی۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا امت محمدیہ پر عظیم شان  
احسان فرمایا ہے۔ اس لئے بمقتضائے ہل جزاء الاحسان  
الا الاحسان ہ امت محمدیہ پر یہ لازم قرار دیا گیا، کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ  
عَلَى مُحَمَّدٍ كَعَمَّا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ  
وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ  
مجید، پڑھا کریں تاکہ اس احسان کا کچھ حق ادا ہو۔

آیت شریف، هُوَ الَّذِي ارْسَل رَسُوْلَهُ  
بِالْمُدَىٰ وَحِیْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّیْنِ  
كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ہ یعنی وہی برتر ذات  
ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا۔  
تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار ہو۔

شہادت انبیاء سابقین حضور کی ختم النبوة پر

حدیث شریف، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ فِي حَجَلَةِ اِبْرَاهِيمَ



عليه الصلوة والسلام ، إِنَّهُ كَانَتْ مِنْ  
وَلَدِكَ شُعُوبٌ حَتَّى يَأْتِيَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ  
الَّذِي يَكُونُ خَاتِمَ الْأَنْبِيَاءِ رطبقات ابن

سعد ص ۱۰۷ ج ۱، امام شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ  
السلام کے صحیفہ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تیری اولاد میں بہت  
سے گروہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ نبی امی ظاہر ہوگا، جو خاتم الانبیاء  
یعنی آخری نبی ہوگا، (طبقات ابن سعد)

عن محمد بن كعب القرظي ، قال اوحى الله  
لغالى الى يعقوب انى ابعث من ذريتك ملوكا  
وانبياء حتى ابعث النبى الحرمى تبى امتة  
هيكل بيت المقدس وهو خاتم الانبياء  
واسمه احمد . (طبقات ابن سعد ص ۱۰۷)

یعنی محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت  
یعقوب علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میں تیری اولاد میں سے بہت  
سے بادشاہ اور بہت سے نبی بھیجوں گا۔ یہاں تک کہ آخر میں  
حرم والے نبی کو بھیجوں گا، جس کی امت بید المقدس کا ہیکل بنائے گی۔  
اور وہ نبی خاتم الانبیاء ہوگا۔ اور اس نبی حرمی کا اسم گرامی احمد ہوگا۔  
پس پچیس سال کی عمر میں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدیجہ  
الکبریٰ کا مال تجارت لے کر عسیرہ غلام کی ہمیت میں شام تشریف  
لے گئے۔ اور لسطورا راہب سے ملاقات ہوئی۔ تو لسطورا راہب  
نے آپ کا جلیہ مبارک نہایت غور سے دیکھ کر کہا۔



هو هو آخر الانبياء الى آخر القصة . یہی یہی شخصیت

خری نبی کی ہے . و طبقات ابن سعد ص ۱۱۱

سعد بن ثابت سے روایت ہے کہ یہود نبی قریظہ اور یہود بنی نصیر

کے علماء نبی کہیم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ و التسلیم کی جب صفات بیان کرتے  
تھے تو یہی کہا کرتے تھے کہ آتہ نبی و آتہ لا نبی بعدہ

و اسمہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم . یعنی وہ بلاشبہ نبی

ہیں . اور تحقیق آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا . اور توراہ و انجیل میں آپ کا

اسم گرامی احمد ہے . زید بن لبید راوی ہیں کہ ہم مدینہ کے ایک ٹیڈ پر

تھے کہ یکایک ایک آواز سنائی دی کہ یا اهل یشرب

قد زہبت و اللہ نبوۃ بنی اسرائیل ہذا التجم

قد طلع بسمولہ احمد و هو آخر الانبیاء مہا

جربۃ الی یشرب ط و خصالہن الکبریٰ یعنی اسے اہل یشرب

خدا کی قسم بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو چکی یہ ستارہ ہے کہ

جو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی وجہ سے طلوع ہوا ہے . اور

وہ آخر نبی ہیں . ان کا دار ہجرت یشرب (مدینہ) ہوگا . (خصالہن الکبریٰ

ص ۱۱۱)





## بیان خلافت و کرامت

آیت شریفہ، وَاذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ  
 فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ط یعنی اور یاد کرو تم اے محمد، جب کہا  
 تمہارے رب نے واسطے سب فرشتوں کے کہ بیشک میں پیدا  
 کرنے والا ہوں۔ زمین میں ایک بدلے کو جو قوم بنی الحبان کا بدلہ ہو گا۔ یا  
 کسی کو جو عمارت زمین اور عبادت رب العلمین میں تمہارا خلیفہ ہو۔ اور  
 اعانت حق اور امانت باطل میں میرا خلیفہ ہو۔  
 بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ خلیفے کے یہ معنی ہیں کہ جمیع موجودات  
 اور تمام مخلوقات سب کی سب کا وہ بدلہ ہے۔ یہ بدلہ آدمی ہی ہو  
 سکتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ عالم غیب اور عالم شہادت کے  
 عجائبات کا مجمع اور نادرات کا منبع ہے۔ اور عالم جسمانی اور عالم روحانی  
 کا خلاصہ اس کے ساتھ ہے۔ اور حقائق علوی و سفلی کا جامع وہی ہے  
 تو پس معلوم ہوا کہ خداوند کریم نے انسان کے وجود میں اپنی ذات کی طرف  
 سے نور کا تجلی ڈالا ہے جس کے ذریعہ سب باطنی اور ظاہری مغیبات  
 کھل گئے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو بلکہ جمیع انبیاء علیہم السلام کو  
 خلافت بھی ہے۔ اور نبوت بھی ہے۔ اسی لئے اپنے رسولوں کے  
 لئے خداوند کریم نے اپنی طرف سے الہامی کتابیں بھیجیں تاکہ ہمہ مخلوقات  
 کو حقوق خدا کی ہدایت دیں۔ اور راہ ہدایت پر لائیں۔ اسی شریعت میں  
 خداوند کریم نے ہر قوم میں نبی بھیجے۔ تاکہ تو حید خدا سے واقف ہو



جائیں۔ اور اسلام میں داخل ہو جائیں۔ تو ہر رسول کی شریعت میں بہت سی لغتوں میں نبی ہوتے تھے۔

اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں نبوت ختم ہے اور خلافت باقی رہی ہے۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَالْقُرْآنُ بِمَا وَسَّوَءَ (ترجمہ) یعنی وعدہ دیا اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے، میں تم میں سے اور کئے انہوں نے کام اچھے۔ البتہ خلیفے بناؤں گا بیچ زمین کے۔ جیسے خلیفے بنائے تم سے پہلے۔ تو پہلے خلافت حضرت آدم علیہ السلام کو ملی۔ وہی خلافت وہی علوم خدا کے دوستوں کو ہیں۔ اور خلافت کبریٰ میں اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی توحید کی خلافت قائم رہے گی۔ جس سے ظاہری اور باطنی خلافت مراد ہے۔

ظاہری خلافت کے حقدار علماء شریعت ہیں اور باطنی خلافت کے مالک اولیاء لوگ ہیں۔ جس سے مراد صراطِ مستقیم ہے اور صراطِ مستقیم آطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (میں ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یعنی ہمیں راہ دکھا۔ راہ سیدھی دکھ احوال و افعال و اخلاق میں اولیاء انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے۔ اس واسطے کہ امرات و تقویٰ اور زیادت یا کمی میں وہ راہ متوسط ہے۔ یا راہ مستقیم پر ہمیں ثابت رکھ۔ کہ وہ دین اسلام اور سنت سید الانام علیہ السلام ہے۔ اور حضرت قطب العارفین غوث الاعلیٰین۔ ناصر الحق والدین خواجہ عبید اللہ قدس اللہ



سرہ العزیز نے اس کے معنی میں ایک اچھی بات فرمائی ہے۔ وہ یہ کہ دکھا تو ہمیں سیدھی راہ۔ یعنی اپنی ذات کی محبت اور مشاہدے سے مشرف رکھ۔ تاکہ اپنی طرف اور تیرے غیر کی طرف التفات کرنے سے آزاد ہو کہ ہم بالکل تیرے ہی گرفتار ہو جائیں۔ اور تیرے سوا نہ ہم کچھ جانیں اور نہ کچھ دیکھیں اور نہ ہی کچھ خیال کریں۔

دوسرا معنی یہ ہے۔ دکھا تو ہمیں سیدھی راہ یعنی وہ راہ جو تیری ذات پاک جو کہ ہر موجود کے ساتھ ہے۔ کہ وہ موجود اس راہ کے بغیر کچھ ظہور ہی نہیں رکھتا۔ اور بے اس کے اپنے کمال کی انتہا کو نہیں پہنچتا۔ کہ ہر حال میں تیرے سوا کچھ نہ دیکھیں۔ اور تیرے غیر کی طرف متوجہ ہونے سے ہم آزاد ہو جائیں۔ دکھا ہمیں ان لوگوں کی راہ کہ اپنے فضل و کرم سے انعام کیا تو نے ان پر۔ نبوت رسالت ولایت صدیقیت شہادت، صلاحیت کی نعمت دے کر۔ یا ان لوگوں کی راہ جو اہل قرب ہیں۔ اور کمال نعمت ظاہری سے۔ کہ قبول شریعت ہے۔ اور جمال نعمت باطن سے۔ کہ اسرار حقیقت کی واقفیت ہے۔ ان کو تو نے عزت دی۔ اور بزرگی بخشی۔

پس معلوم ہوا۔ کہ صراطِ مستقیم ان لوگوں کو خداوند کریم نے عطا کی ہے۔ جو کہ صاحبِ خلافت ہیں۔ جس سے مراد خلافت ذاتِ کبریٰ ہے۔ اور یہ خلافت اور یہ صراطِ مستقیم ان لوگوں کو حاصل ہے۔ جو کہ منزلِ فنا فی الشیخ میں اور منزلِ فنا فی الرسول میں اور منزلِ فنا فی اللہ میں داخل ہیں۔ اور یہ خلافت متابعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتی ہے۔ جو شخص بغیر متابعت رسول اللہ علیہ وسلم کے خلافت کا



دعویٰ کرے وہ مردور ہے۔ اور اپنے دعویٰ میں کاذب ہے۔ اور  
 غلاظت کبریا بغیر ذاتی تجلے کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ خدا کے راز کو  
 وہ شخص سمجھتا ہے۔ جس کے وجود میں خدا کا نور یعنی تجلی ہو۔

## ولی کی تعریف اور پہچان

الْاِيَانُ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ  
 يَحْزَنُونَ۔ (پاک، سورۃ یونس) خبردار ہو جاؤ۔ اور یاد  
 رکھو۔ کہ بیشک خدا کے دوستوں پر نہ کچھ خوف ہے۔ مکائد اور شدائد  
 کے پہنچنے سے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ مطالب و مقاصد کے فوت  
 ہونے سے۔

عین المعانی میں لکھا ہے۔ کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کی ملاقات  
 کے سبب سے خدا یاد آئے۔

اور بحر القالوق میں لکھا ہے۔ کہ اولیاء سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے  
 نفس کے دشمن ہیں۔ یعنی خدا کی محبت میں اپنی نفس کشی کریں۔  
 اور کشف الاسرار میں اولیاء کی یہ صفت لکھی ہے۔ کہ وہ لوگ  
 عنوان شریعت اور برہان حقیقت ہیں۔ ان کا ظاہر تو احکام شرع  
 سے آراستہ ہے۔ اور ان کا باطن انوار فقر سے۔ اور بعضوں نے کہا  
 ہے۔ کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے واسطے دوستی کریں۔  
 اور اس بات کی تائید کو یہ کلام کافی ہے۔ کہ وَجِبَتْ مُحَبَّتِي لِلْمُتَجَانِبِ  
 سَبِيْنِ فِيْ اور ان لوگوں کو سخت مقاموں میں کچھ خوف نہیں۔ اور  
 روزِ قیامت کے ہولوں سے غمگین نہ ہوں گے۔



پس معلوم ہوا کہ خدا کا عشق تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ  
 خدا کا نور یعنی تجلی، نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ  
 کی منزل میں پہنچے۔ کیونکہ جسمانی بدن کی زندگی روحانی بدن سے ہوتی ہے  
 اور روحانی بدن کی زندگی ذاتی نور کے تجلے سے ہوتی ہے۔ تو ایسے بدن  
 کے لئے موت نہیں۔ تب ہی مقاصد اور مطالب فوت نہیں ہوتے  
 ہر طالب کے مقاصد پورے ہو سکتے ہیں۔ اذن خدا کے ساتھ۔  
 لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ط الْقُرْآن  
 یعنی ان کے واسطے خوشخبری ہے۔ دنیا کی زندگی میں۔ یعنی وہ خوشخبری  
 جو رسول علیہ السلام کی زبانی ان کے باب میں گزری۔

تبیان میں لکھا ہے کہ مسلمان بہشت میں اپنی جگہ مرنے سے پہلے  
 دیکھ لے۔

تفسیر مدارک میں لکھا ہے۔ خوشخبری سے مراد مسلمانوں کی محبت  
 ہے۔ ان کی نیک نامی میں۔

سلمیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ دیدار الہی کا وعدہ دنیا میں خوشخبری  
 ہے۔ اور وعدہ وفا ہونا آخرت میں خوشخبری ہے۔

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے کہا ہے کہ ولی کو دو بشارتیں  
 ہیں۔ دنیا میں معرفت خدا اور عقبیٰ میں سرفرازی کی خلعت۔ یہاں مجاہدہ و  
 مشاہدہ نور ذات کبریٰ کا اور صفا و وفا۔ وہاں رضا و لقا۔

پس معلوم ہوا کہ خداوند کریم اپنے دوستوں کو اپنے نور میں فنا کر دیتا  
 ہے۔ جس کو فنا فی اللہ کہتے ہیں

آیت، لَا تَبْدِي لَكَ رِكْمَتِ اللَّهِ ذَالِكَ هُوَ



لَفَوْزُ الْعَظِيمِ ۝ نہی بدلنا ہے خدا کی باتوں کو۔ یعنی اس کے  
 وعدے میں فرق نہیں۔ وہ خوشخبری دنیا میں جس کا وعدہ کیا گیا۔ اللہ  
 بہت بڑے فضل والا ہے۔ اور کسی عاقل کی عقل وہاں تک نہیں پہنچ  
 سکتی۔ کہ اس کی گنہ اور بار کی کو دریافت کرے۔

آیت شریفہ، نَحْنُ أَوْلَىٰ بِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا  
 وَفِي الْآخِرَةِ وَذَكَرْنَا فِيهَا مَا تَشْتَهُونَ أَنفُسُكُمْ وَ  
 لَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعَوْنَ ۝ (ترجمہ) ہم تمہارے  
 دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لئے  
 وہ چیزیں اس میں جن کی آرزو تمہارے نفس کریں۔ اور تمہارے لئے  
 وہاں بھی وہی ہے۔ جو تم چاہو۔

یعنی دنیا میں تم کو آفتوں سے بچاتے ہیں۔ اور سچا الہام دیتے ہیں۔  
 اور بھلائی کی باتیں بتاتے ہیں۔ اور مدد کرتے ہیں۔ اور آخرت میں تکرم و  
 تعظیم کر کے۔ اور شفاعت میں تمہاری مدد کر کے۔ یعنی قبولیت شفاعت  
 جس کسی کو خدا چاہے۔ اور تمہارے واسطے سے دنیا میں وہ چیز جس  
 کی آرزو اور خواہش کرتے ہیں نفس تمہارے۔ لذتوں اور کرامتوں میں  
 سے۔ اور تمہارے واسطے سے عقبتے میں وہ چیز جو تم چاہو گے۔

نَزَّلْنَا مِنَ الْعُزْرِ الرَّحِيمِ ، روزی مہیا ہوئی۔ خدا

بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

بزرگوں نے کہا ہے۔ کہ نہایت کرامت نتیجہ استقامت ہے۔ اس

واسطے کہ سلوک و طریقت میں اس سے اعلیٰ کوئی درجہ نہیں۔

شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ استقامت



ماسوی اللہ سے سر کی نگہداشت ہے۔ یعنی چاہیے کہ غیر حق  
 کو غفلت خانہ سر میں راہ نہ دے۔ اور اختیار کو حریم منزلِ دل میں چھوڑے۔  
 پس معلوم ہوا۔ کہ عارف لوگوں کے سینے میں ماسوی ذاتِ  
 کبریا کے تجلے کے اور کوئی چیز مٹ نہیں سکتی۔ اور خداوند کریم کی دوستی  
 دنیا و آخرت میں یکساں قائم ہے۔ اور عارف باللہ لوگوں کا دنیا سے  
 فوت ہونے کے ساتھ خدا کی دوستی نہیں ٹوٹ سکتی۔ کیونکہ خداوند  
 کریم نے آخرت و دنیا دونوں میں دوستی کا وعدہ کیا ہے۔ اور دنیا کے  
 کئے ہوئے اعمال اور خدا کی دوستی اور معرفت کا سلسلہ دنیا سے سفر  
 کرنے کے ساتھ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ کیونکہ انبیاء اولیاء علمائے صرف  
 مکان تبدیل کرتے ہیں۔ حقیقت میں واصل خدا ہوتے ہیں۔ اور جو اولیاء  
 اللہ دنیا کی زندگی میں مخلوقات خدا کو فیض پہنچاتے ہیں۔ وہ تمام روحانی  
 بدن کے ساتھ فیض پہنچاتے ہیں اور عالم برزخ سے بھی روحانی بدن  
 کے ذریعہ سے فیض پہنچاتے ہیں۔ جس طرح خدا دنیا میں اپنے بندوں کی  
 دعا قبول کرتا ہے۔ تو عالم برزخ سے بھی دعائیں مستجاب کرتا ہے۔ اور  
 ادا کرتا ہے۔

آیت شریفہ ، مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ اللَّهِ  
 بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ  
 (الایۃ) ترجمہ، کون شخص ہے۔ وہ جو درخواست کرے اور  
 سفارش انبیاء اور ملائکہ وغیرہ میں سے نزدیک اس کے قیامت  
 کے دن کسی کی۔ مگر ساتھ حکم اس کے کے۔ کہ وہ شفاعت کی اجازت  
 دے جانتا ہے اللہ جو کچھ کہ سامنے آسمان اور زمین والوں کے ہے۔ اس



جہاں کے امور سے جو کچھ ہوگا۔ ان کے پیچھے اس جہان کے کاموں سے۔  
 اس آیت کریمہ سے دو معنی لئے جاسکتے ہیں۔ ایک جو مذکور بیچ  
 تقدیس خدا کے ہے۔ اور دوسرا معنی شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔  
 يَعْلَمُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ  
 مِنْ أَوَّلِيَّاتِ الْأُمُورِ قَبْلَ الْخَلْقِ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنْ  
 أَحْوَالِ الْقِيَامَةِ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے پہلے  
 معاملات بھی جانتے ہیں۔ اور جو مخلوق کے بعد قیامت کے حالات  
 ہیں وہ بھی جانتے ہیں۔

آیت شریفہ، وَيُؤْتِي مَنْ يَشَاءُ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ  
 بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ۔ (ترجمہ) اور ایمان لائے ساتھ اللہ  
 کے۔ پس تحقیق ہاتھ مارا اس نے ساتھ پکڑ مضبوط کے۔ کہ قرآن ہے  
 یا سنت کی اتباع یا امر و نہی پر ٹھہرنا۔ کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی راہ پر چلنا ہے۔

سلی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ ابتدا میں توفیق اور انتہا میں سعادت  
 عروہ و ثقی ہے۔ اور حقائق تجزیہ میں ہے۔ کہ عروہ و ثقی عوام کی واسطے  
 تو توفیق طاعت ہے۔ اور خواص کے واسطے محبت کے ساتھ مزید  
 عنایت۔ اور انحصار الخواص کے واسطے ربوبیت کا جذبہ۔ کہ انہیں  
 وجود کی ظلمتوں سے صاف کر دیں۔ اور اخلاق واجب الوجود کے انوار  
 کے ساتھ باقی رکھیں۔

حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین جو نقشبند مشہور ہیں۔ قدسنا بحقائق  
 کلامہ کے مقامات میں مذکور ہے۔ کہ اس راہ میں حق کے سوا سب



طاغوت ہے۔ اس کے ساتھ کفر اور حق کے ساتھ ایمان سا ایک  
 کے واسطے ہر قدم پر شرط لازم ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا ہے کہ اَلْهُوَى عِنْدَ اللّٰهِ الْبُغْضُ مِنْ جَمِيعِ  
 الْاِلٰهَةِ۔ یعنی جن خداؤں کو زمین میں پوجتے ہیں۔ ان سب میں بدتر  
 ان کی خواہش ہے۔ اَقْرَبَ يَتَّ مِنْ اَتَّخَذَ الْاِلٰهَةَ هَوَاً۔  
 یعنی کیا، پس دیکھتے ہو۔ آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے جس نے  
 اپنی خواہش کو خدا ٹھہرایا۔ اور وہ بیچارہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ میں خدا کا بندہ  
 ہوں۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ تَعَسَّ عِبْدُ الدَّرْهِمِ  
 وَتَعَسَّ عِبْدُ الزَّوْجَةِ۔ یعنی ہلاکت میں پڑا ہے۔ بندہ سونے  
 چاندی کا۔ اور زن و فرزند کا۔ بے شک جو جس کا بندہ ہوتا ہے۔ اسی  
 چیز کو پوجتا ہے۔ سب چیزوں سے ضرور قطع تعلق کرنا چاہیے۔ اور حق  
 سبحانہ تعالیٰ سے کو لگانی چاہیے۔ یہ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ  
 الْوُثْقَىٰ كَمَا بَعِيدٍ ہے۔ اور یہ عروہ یعنی دست آویزی ایسی ہے۔ کہ  
 لَا اِنْفِصَامَ لَهَا۔ کہ اس کے لئے لوٹنا یا کٹنا کچھ نہیں۔ وَاللّٰهُ  
 سَمِيعٌ عَلِيمٌ“ اور اللہ سنانے اور جاننے والا ہے۔ اس کی بات  
 جو عروہ و ثقیٰ کے ساتھ تو سل رکھتا ہے۔ اور جاننے والا ہے۔ اس  
 شخص کی نیت خالص جس نے اس عروہ و ثقیٰ کو مضبوط پکڑ رکھا ہے  
 اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ  
 اِلَى النُّوْرِ (البقرہ) یعنی اللہ دوست ان لوگوں کا ہے۔  
 جو ایمان لائے۔ اس کی راہ دکھانے میں ان لوگوں کے کاموں کا متولی  
 ہے) نکالتا ہے انہیں کفر اور ضلالت سے ایمان و معرفت کی



روشنی کی طرف .

پس معلوم ہوا کہ اللہ کے دوستوں کے بھید اللہ کریم کے ہی پاس  
ہیں۔ اور اللہ کریم کے علوم غیب کے بھید اس کے دوستوں کے سینے  
میں ہیں۔ بے استقامت اور بغیر معرفت کے کوئی بچارے کیا جائیں  
خدا کے بھید کو۔ جو اپنی بے خبری کی وجہ سے انبیاء و اولیاء کو بے خبر  
سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دلوں میں ابلیس نے دنیا کی محبت کا پروہ ڈالا ہے  
آیت شریف، وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا  
لِّتَكُوْنُوْا شٰهَدًا عَلٰى النَّاسِ وَ يَكُوْنَتِ الرَّسُوْلُ  
عَلَيْكُمْ شٰهِيْدًا ط (ترجمہ) اور جس طرح اے مسلمانو  
تمہارے قبلہ کو ہم نے سب قیلوں سے افضل کیا ہے۔ تم کو بھی کیلے  
ہم نے گروہ معتدل۔ اور برگزیدہ تاکہ ہو تم قیامت کے دن گواہ انبیاء  
علیہم السلام کے واسطے۔ ان لوگوں پر جو ان کی نبوت سے منکر ہوئے  
اور ہوگا رسول میرا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سچے ہونے پر گواہ  
عادل۔ پس معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا اور ان کا علم ہوگا۔  
کیونکہ گواہ اس کو کہتے ہیں کہ موقع پر حاضر ہو۔ اور معاملے کو دیکھ کر گواہی  
دے۔ اور ان کی گواہی پر سچائی کے واسطے رسول گواہ ہے۔ یہ گواہی نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے وہ لوگ دیں گے جو صاحب  
کرامت ہوں گے۔ اور پرہیزگار علماء۔ کیونکہ پرہیزگار علماء شریعت  
نبی کی گواہی دیں گے۔ اور صاحب کرامت یعنی اولیاء انوار مشاہدہ  
کے ساتھ، دنیا و آخرت میں گواہی دیں گے۔

حدیث قدسی كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ



وَلَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ . وَبِيَدِهِ الَّتِي يَبْطِشُ  
بِهَا وَ لِسَانَهُ الَّذِي يَنْكَلِمُ فِيهِ . جب انسان من  
فی اللہ ہو جاتا ہے . تو خدا کی عطائی طاقت سے دیکھتا سنتا اور پوچھتا بولتا  
ہے . دور ہو یا نزدیک ظاہر ہو یا باطن .

آیت شریفہ ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ  
أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ . اے گروہ ایمان والو۔  
اطاعت کرو اللہ کی . فرماؤ اور قرآن کی . اور فرمانبردارمی کر رسول صلی اللہ  
علیہ وسلم کی سنتوں میں حکم حدیث کی اور اطاعت کر و صاحب حکم کی جو  
حکم میں سے ہو .

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے . کہ اولی الامر حضرت ابو بکر  
صدیق . حضرت عمر فاروق . حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم  
ہیں . کیونکہ یہ چاروں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وزیر و خلیفہ  
تھے . اِقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ لَدُنِّي الْبُؤُكُرُ وَعُمَرُ  
کا اشارہ انہیں کی شان میں نافذ ہوا . اور حضرت ابو بکر و راق رحمۃ اللہ  
علیہ نے کہا ہے . کہ اولی الامر . خلفاء اربعہ ہیں . اور سب صحابہ کو بھی کہا  
ہے . اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا . کہ اَصْحَابِي طَيِّبَاتِ الْجَنَّةِ  
بِأَيِّهِمْ اِقْتَدُوا بِمَنْ اِهْتَدَى بِهِمْ . میرے صحابہ ستاروں  
کی مانند ہیں . ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے . تو تم بہ ایت یافتہ ہو  
جاؤ گے . یافتہ اور علماء ہیں اور عارفوں کے نزدیک اولی الامر مشائخ اور  
پیرانِ طریقت ہیں . کہ اہل سلوک کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہتے ہیں  
یہ خلافت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے .



## بحث وسیلہ

آیت شریف ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ  
وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (ترجمہ) اے گروہ مومنین کے

ڈرو خدا سے۔ اور ڈھونڈو طرف اس کے وسیلہ۔ یعنی وہ چیز جس  
سے اس کی درگاہ میں قرب حاصل کرنے کے واسطے وسیلہ کر  
سکیں اور جامع بات اس باب میں یہ ہے کہ جناب الہی میں تقرب  
حاصل کرنے کو اور اوامر و نواہی کا لحاظ رکھنا وسیلہ کلی ہے۔

کشف الاسرار میں لکھا ہے۔ کہ عایدوں کا وسیلہ فضائل ہیں۔ اور  
عالموں کا وسیلہ دلائل ہیں۔ اور عارفوں کا وسیلہ ترک وسائل ہیں۔  
عابد تو عملے سے توسل ڈھونڈتا ہے۔ اور عالم مکاشفہ سے راہ پر  
چلتا ہے۔ اور عارف معائنہ سے راہ دیکھ لیتا ہے۔ عابد تو اس آیت  
میں فکر کرتا ہے۔ کہ يَزُكُّرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا ط اور  
عالم اس آیت پر نظر کرتا ہے۔ اَوَلَسَمُ يَنْظُرُونَ فِي مَلَكُوتِ  
السَّمَاوَاتِ ط اور عارف اس بات سے درگزر نہیں کرتا۔ کہ قَلِيلٌ مِّنْ  
شَمِّ ذُرِّهِمْ ۔

پس معلوم ہوا۔ کہ عارف باللہ لوگوں کے سینے میں ذات کبریا  
کی طرف سے نور کا تجلی ہوتا ہے جس سے خدا کا مشاہدہ کرتا ہے۔  
ایسے لوگوں کا وسیلہ ڈھونڈنا اور معرفت خدا حاصل کرنا اور عشق الہی میں  
غرق ہونا فرض ہے۔ جو لوگ صوفیاء کرام سے انکار کرتے ہیں۔ اور  
کرامت کو نہیں مانتے۔ وہ زندیق ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں کے دلوں پر ایلیس



نے غصت یعنی اندھیرے کا پردہ ڈالا ہے۔ اس اندھیرے سے وہ بچائے  
نور کی طرف نکل نہیں سکتے۔

وَرِكْلِ أُمَّةٍ آجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ  
سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ (ترجمہ) اور واسطے ہر ایک

گروہ کے ایک مدت ہے جو خدا نے مقرر کر دی ہے۔ ان  
کی زندگی کے واسطے — کہ اس میں عذاب ہلاک ان پر نازل ہو  
یا مہر جب آتا ہے وقت ان کے عذاب اور ہلاکت کا یا جب وہ مدت  
مقررہ تمام ہو جاتی ہے۔ تو نہیں پیچھے رہتے اس مدت سے اور نہ آگے  
ہوتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کے لئے مغفرت ہے۔ (پہ۔ سورۃ اعراف)

آیت شریف، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ  
وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا  
أَنَّ اللَّهَ يَحْوِلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ (پہ۔ سورۃ انفال)

(ترجمہ) اے گروہ ایمان والوں کے قبول کرو واسطے اللہ کے اور واسطے  
رسول کے جب پکارے تمہیں رسول واسطے اس چیز کے۔ جو زندہ کر  
دے تمہیں۔ یعنی علوم دینیہ اور نور معرفت کا تجلی دل کی زندگی ہے۔ اور  
جان لوم یہ کہ اللہ حائل ہوتا ہے۔ درمیان مرد اور اس کے دل کے۔

صاحب انوار نے فرمایا ہے۔ کہ بندہ کے ساتھ کمال قرب الہی  
تمثیل ہے۔ کہ عارف باللہ لوگوں کی دلی زندگی اللہ کی طرف سے نور کے  
تجلے کے ساتھ ہوتی ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ خداوند کریم نے انسان کے ساتھ دوستی میں مزید  
قدرت و محبت پیدا فرمائی ہے۔



آیت شریفہ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا  
 مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ اے گروہ مسلمانوں کے ڈرو اللہ سے کہ  
 جس وقت پرہیزگار ہو گئے۔ اور علوم دینیہ سے واقف ہو گئے۔ تو  
 ہو جاؤ۔ ان صادقوں کے ساتھ۔ جو اللہ کے تجلے کے بغیر ان کے دلوں  
 میں کسی غیر چیز کی گنجائش نہ ہو۔ اور نور معرفت میں عرفاب رہتے ہوں  
 ان لوگوں کی صحبت کر فی قرآنی حکم سے (پ۔ سورۃ التوبہ)  
 آیت شریفہ، الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ  
 بِذِكْرِ اللَّهِ. الْأَلْبَانِ اللَّهُ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝

پ۔ سورۃ رعد، (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور آرام پاتے ہیں  
 ان کے دل ساتھ ذکر الہی کے۔ ان کے دل خدا کی توحید کے ساتھ مطمئن  
 ہو جاتے ہیں۔ اس کی رحمت کے ذکر سے دل کے حزنات بھر جاتے ہیں۔  
 آگاہ ہو جاؤ کہ ذکر الہی سے آرام پاتے ہیں دل مومنوں کے۔ اور خواص کے  
 دل کو اطمینان صفات اعلیٰ سے اور علماء ربانی کے دل کو آرام حقائق اسماء  
 حسنیٰ سے مگر موحدوں کے دل کو چین نہیں بغیر مشاہدہ لقا کے اور یہ مقصد  
 اصلی ہے۔

آیت شریفہ، وَتَقَدُّوا كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (ترجمہ) اور  
 بیشک ہم نے بزرگ کیا اولاد آدم کو واسطے قدرت کے آثار اور اول  
 اور معجزات کے ظاہر کرنے کے لئے۔ مگر خاص روحانی بزرگی وہ ہے کہ  
 جس کی وجہ سے انبیاء اولیاء مومنوں کو بزرگ کیا ہے۔ وہ نبوت رسالت  
 ولایت ہدایت ایمان اسلام ارشاد کمال اخلاق آداب سیرالی  
 اللہ اور من اللہ کی منزل سے لاہوتی جذبوں کے سبب ناسوتی تنگیوں



سے رتھی اور مقامات پر عبور انانیت سے فنا نیت کے ساتھ بقا حاصل کرنا ہے۔

کرامت یہ چیز ہے کہ اللہ کریم کرامت والوں پر ظاہری و باطنی رحمت والے عزائے کھول دیتا ہے۔ **يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ** یہ محبت کا درجہ ہے۔ **فَاذْكُرُونِي اذْكُرْكُمْ** یہ ذکر کی بزرگی ہے **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ** یاد کرو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کو کہ پکاریں گے ہم ہر گروہ کو لوگوں میں سے ان کے پیشوا کے ساتھ۔

پس معلوم ہوا کہ قیامت کے دن بغیر پیشوا کے اللہ کریم نہیں بلاتا۔ اور بغیر پیشوا کے شفاعت قبول نہیں ہوتی۔

حدیث نبوی، **من لا شیخ له يتخذ الشيطان** توجو آدمی اولیاء اللہ کے وسیلے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ خدا کے حکم سے انکار کرتے ہیں۔ وہ بیچارے کیا جانیں۔ یعنی اندھے کہاں راستہ بتا سکتے ہیں۔ اور جو اولیاء اللہ کے وسیلے سے یا استمداد سے انکار کرتے ہیں۔ وہ ملامت ہیں۔ کیونکہ انہیں سکھانے والا ابلیس ہے۔

**آیت شریف، وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَجُدْ لَهُ نَافِلَةً**  
**لَا تَعْصِيٰ اَنْ يَّعْصَكَ رَبُّكَ فَاقْمِمْ وُجُوْهُهُ**

د پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل، (ترجمہ) اور تھوڑی رات میں سے پس جاگ، قرآن یعنی نماز کے ساتھ زیادتی سے تیرے واسطے فرض نماز پر یا فضیلت ہے۔ تیرے لئے اور بزرگی ہے خاص تیرے واسطے۔ چاہیے اور البتہ ایسا ہی ہوگا۔ کہ رکھے گا تیرا خدا تجھے



مقام پسندیدہ میں یعنی اس مقام پر کہ وہاں کھڑے ہونے والے کی سب  
تعریف کرنے والوں نے تعریف کی ہوگی۔ اور وہ مقام شفاعت ہے  
کہ اس مقام پر سب اگلے پچھلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف  
کریں گے۔

حدیث شریف کی عبارت یہ ہے۔ **بِيَدِ نَبِيِّ اللَّهِ**

**فَيَقْعُدُنِي مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ** (ترجمہ) نزدیک بلایا  
مجھے اللہ نے پھر بٹھالیا مجھ کو عرش پر یعنی مراد منزلت ہے۔ منزل  
نہیں اور مقصود مکانیت ہے مکان نہیں۔

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ عرش پر اللہ جل شانہ  
کا قرار پکڑنا اس طرح پر نہیں کہ اسے چھو جائے تاکہ عرش اس کا مکان ہو  
جائے۔ وہ اب بھی اسی صفت پر ہے۔ جس پر عرش پیدا کرنے کے قبل  
تھا۔ اس لئے کہ ازل اور ابد میں وہ اپنی ذات سے قائم ہے۔ تو حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھانا اسے اپنی ذات کی نسبت کیسا  
ہے۔ اور عرش پر بٹھانے سے مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
تعظیم و تکریم ہے۔ **إِنَّ الْكَذِبِينَ عِنْدَ رَبِّكَ**۔ اس آیت

میں کہتے ہیں۔ کہ تحقیق جو لوگ پاس ہیں تیرے رب کے یا مقام محمود  
ہے۔ تو پس معلوم ہوا کہ نوافل سے مراد صالح لوگوں کی نماز ہے۔

آخری شب میں اور مراقبہ و مجاہدہ ہے جس سے انسانی لطائف جاگ  
جاتے ہیں۔ اور قلب روح۔ سر۔ نفسی۔ انفسی یہ لطائف ہیں ان لطائف

کے ساتھ مقام محمود حاصل ہوتا ہے اور مقام محمود سے مشابہہ مستغرق  
فنائی اللہ ہو جاتا ہے۔ ایسی منزل والے لوگوں کے سینے میں ذات کبریٰ



کی طرف سے نور کا تجلی قائم ہو جاتا ہے جس تجلی سے قرب ربوبیت حاصل ہوتا ہے۔ اس تجلی سے کوئی چیز لپوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

آیت شریف، **وَإِذْ كُورِثْنَا إِذَا نَسِيتَ دِرْأَهُ**  
 ۱۵، سورہ کہف، ترجمہ، اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کر جب بھول جاؤ۔  
 تو جس وقت یاد آئے ذکر کر بہت۔ حقیقت یہ ہے کہ ذکر کرنے  
 والا فنا ہو جائے اس میں جس کا ذکر کرتا ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ ذکر ذات الہی کی طرف سے نور کا تجلی ہے۔  
 کیونکہ اللہ کریم نے فرمایا کہ تو مجھ کو زبان سے یاد کرے گا تو میں تجھے  
 اپنی ذاتی زبان سے یاد کروں گا اگر تو مجھے دل میں یاد کرے گا تو میں تم  
 کو اپنی ذات میں یاد کروں گا۔ اور ذکر جو ہے۔ کہ فاذا کرونی  
 اذ کرکم، کہ عابد اور معبود کے درمیان کلام ہے۔ اور عابد  
 معبود کے ساتھ اس وقت کلام کر سکتا ہے۔ کہ جسمائیت و حیوانیت  
 سے فہا ہو جاوے۔ اور خدا کی ذات کی طرف سے اس کے روشن  
 دل پر نور کی چمک ہو۔

آیت شریف، **وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ**  
**مِرْبِدُونَ وَجِهَتَهُ دِرْأَهُ ۱۵، سورہ کہف،**  
 و ترجمہ، اور روک رکھ اپنے دل کو یا نفس کو اور صبر کر ان  
 لوگوں کے ساتھ جو عبادت کرتے ہیں اپنے رب کی صبح و شام  
 عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم عرب کے اشراف ہیں۔  
 مسلمان اور ابوذر اور مسلمان فقیروں کے پاس ہم نہ بیٹھ سکیں گے۔



کہ احکام شرع سیکھا کریں۔ ، فرمایا خداوند کریم نے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صبر کرو ان فقیروں کی صحبت پر جو خدا کی رضا مندی کے شب و روز ہر وقت خداوند کریم کی رضا مندی کے لئے اس کی عبادت میں اور ذکر میں غرقاب ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ خدا کے دوستوں کی صحبت میں اپنے قلب کو روک رکھیں۔ اور عشق خدا حاصل کریں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے پاس جانے کا اور خدا کا ذاتی عشق حاصل کرنے کا قرآنی حکم ہے۔ جو لوگ خدا کے دوستوں کی مجلس سے منع کرتے ہیں۔ وہ علامت ہیں۔ کیونکہ ان پر ابلیس کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا۔

آیت شریف ، وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْتَ قَلْبَهُ عَنْ  
ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرًا فُرطَاه تَرْجُمہ  
اور اطاعت نہ کر اس شخص کی کہ غافل کر دیا ہے۔ ہم نے اس کے دل کو  
اپنے ذکر سے اور پیروی کی اس نے اپنی خواہش نفسانی کی اور ہے اس  
کا کام خراب اور ضائع۔

آیت شریف ، فَأَعْيَبْنُوْنِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ  
وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا (پارہ ۱۴، سورہ کہف) ترجمہ  
تو میری مدد کرو وقت سے یعنی قومی لوگوں سے یا ایسی چیز سے جس کے  
سبب سے اس کام میں مجھے فوت مل جائے تاکہ کروں تمہارے اور  
ان کے درمیان آڑ سخت۔ پس خدا کی مخلوقات سے مدد حاصل کرنا اور  
مانگنا قرآنی حکم ہے۔ کیونکہ سلطان سکندر نے بھی لوگوں سے مدد مانگی تھی۔



آیت شریف، وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ (پارہ ۱۶ سورہ طہ)  
 لکھا ہے کہ جب حیرائیل علیہ السلام وحی لاکر کوئی آیت حضرت رسول کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھتے۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس  
 نفوس سے کہ مبادا کچھ فوت ہو جائے یا بھول جائے۔ وہ آیت تمام  
 کرنے سے پہلے حضرت حیرائیل امین کے ساتھ ساتھ پڑھتے تو یہ آیت  
 نازل ہوئی اور نہ جلدی کرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھنے میں۔  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب علوم اولین و آخرین یاد تھے۔  
 وَقَدْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا اور کہو کہ اے میرے رب زیادہ سے  
 مجھ کو علم احکام شرع کا یا قرآن سے۔

لطائف قشیری میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
 جبکہ علم کی زیادتی کی طلب کی تو حق تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام  
 پر حوالہ فرمایا۔ اور ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی طلب  
 علم زیادہ ہونے کی دعا تعلیم فرمائی۔ اور اپنے سوا کسی پر حوالہ نہ فرمایا۔  
 تاکہ معلوم ہو جائے کہ جس نے آدَبِ نَبِيِّ رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي  
 کے مکتب ادب میں قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا کا سبق پڑھا۔ اور  
 اَلْبَسَتْ وَعَلَّمَتْكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ کے مد سے میں۔  
 فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مستفیدوں کے گوش  
 ہوش میں پہنچا سکتا ہے۔

آیت شریف، نُورٌ عَلَى نُوْرٍ ط يَهْدِي اللهُ لِنُورِهِ  
 مَنْ يَشَاءُ۔ (ترجمہ) فرمایا اللہ کریم نے کہ نور کے اوپر نور ہے  
 کہ نور معرفت سے نور روحانی کو راہ دکھاتا ہوں طرف ذاتی نور اپنے







آیت شریف، اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ  
 مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَتَهُ  
 ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً (پارہ ۲۱ سورۃ لقمان) ترجمہ کیا نہیں  
 دیکھتے ہو تم اے لوگو بے شک اللہ نے مسخر کر دیں تمہارے واسطے وہ  
 چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور پوری کر دیں تم پر  
 نعمتیں اپنی ظاہر اور پوشیدہ۔ یعنی جو نعمتیں تم پہنچاتے ہو۔ اور جو  
 نہیں پہنچاتے۔

پس معلوم ہوا کہ اللہ کریم نے انبیاء و اولیاء و کیلئے مسخر کر  
 دیں۔ جو چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ جس سے مراد علوم ظاہر اور علوم  
 باطن ہیں۔ اور اللہ کریم نے رحمت کی ظاہری اور باطنی نعمتیں اپنے  
 دوستوں کے لئے مسخر کر دیں۔ معلوم کرنا چاہیے کہ خداوند کریم نے اپنی  
 موجودات کی سلطنت اپنے دوستوں کے لئے مسخر کر دیں۔ جس میں چاند  
 سورج، آسمان، عرش و کرسی، فرشتے جنت و دوزخ، آگ ہوا پانی  
 درخت، حیوانات و جمادات سب انسان کیلئے اللہ کریم نے مسخر کر  
 دیئے ہیں۔ اس کا ثبوت قرآن مجید سے ہے۔

سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا، درندے، پرندے اور سورج سب  
 چیزیں مسخر تھیں۔ ہر چیز سے کام لیا ہے۔ اور آدم علیہ السلام کے لئے  
 سب فرشتوں نے سجدہ کیا اور سب چیزیں اولین و آخرین مسخر کر دیں  
 اور دکھادیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے لئے مکان بنایا زمین پر  
 جس میں خدا تعالیٰ کا تجلے اترتا ہے۔ اور اپنے سینے کی عشق والی آگ سے  
 دنیا کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور مچھروں کی فوج سے مزود کی فوج کو تباہ



کیا۔ اور فرج کئے ہوئے پرندوں کو زندہ کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے  
 مردوں کو زندہ کیا۔ اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عرش و کرسی  
 لوح و قلم زمین آسمان یعنی تمام موجودات اللہ کریم نے مسخر کر دیں۔ اور  
 ہر ایک پیدا کی ہوئی چیز نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے  
 اور کرامات و معجزات تب ظاہر ہوتے ہیں کہ سب چیزیں مسخر ہوں۔  
 یہ چیزیں ان لوگوں کے لئے مسخر ہو جاتی ہیں۔ جن کے وجود میں خدا کی  
 طرف سے لوز کا تھپٹی ہو۔ اور معجزات اور کرامات خدا کی قدرت کی  
 چیزیں ہیں۔ اور اپنی قدرت اپنے دوستوں کے وجود میں ڈالتا ہے۔  
 بقایا مخلوقات کسی چیز کی قدرت نہیں رکھ سکتی۔

آیت شریف، یَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا  
 يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا۔  
 پارہ ۲۲۔ سورۃ السبا ترجمہ، جانتا ہے اللہ جو چیز اترتی

ہے۔ زمین میں جیسے مینہ کاپانی اور جو چیز نکلتی ہے زمین سے جیسے بوٹی  
 پتے یا جانے والا ہے اُسے جو کچھ زمین کے اندر ہے خزانے دینے  
 مردے اور جو کچھ زمین کے اوپر ہے۔ حیوان چشمے سونا چاندی اور جانتا  
 ہے۔ اُسے جو کچھ اُترتا ہے۔ آسمان سے جیسے فرشتے کتابیں۔ روزی  
 اور مینہ کے اندازے اور جو کچھ اوپر جاتا ہے۔ جیسے آسمان میں فرشتے  
 اعمال نامے بندوں کے اور دعائیں اور کلمات طیبہ اور ارواح طاہرہ۔  
 تفسیر غرائب میں ہے کہ جو آسمان سے اُترتا ہے اُس سے حضرت  
 جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں اور جو آسمان پر جاتا ہے اس سے جناب  
 سلطان الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشف معراج



ہیں آسمان پر تشریف لے جانا مقصود ہے۔

صاحب کشف الاسرار نے لکھا ہے۔ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس علم قدیم پر پوشیدہ نہیں۔ جو اترتے ہیں اولیاء کے دلوں پر واردات اور کشفات اور جو کچھ اوپر جاتے ہیں اولیاء اور اصفیاء کے نفوس انفس سب اوقات میں یا جو کچھ اترتا ہے الطاف و کرم کہ بارگاہ قدیم سے دلوں کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ جہاں کہیں آشنائی کی بو آتی ہے۔ وہی منزل اور مقام کرتا ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ خداوند کریم نے اپنے دوستوں پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں چھوڑی اور اپنے معرفت کے سمندر میں غرقاب کئے۔

آیت کریمہ، مَنْ كَانَ يُرِيدَ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ط (پ ۲۲۔ سورۃ فاطر) ترجمہ، جو کوئی ہو کہ اپنے واسطے چاہتا ہو عزت اُس سے کہہ دو کہ خدا کی عبادت کرنے سے عزت چاہ کہ خدا کے واسطے ہیں سب عزتیں اور اسی کی عزت سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین نے عزت حاصل کی ہے۔

وَاللَّهُ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ۔ عزت اس کی ملازمت میں ہے اور دولت اس کی مخالفت میں ہے۔

آیت شریفہ، وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ وَلَا مَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ط (پ ۲۲۔ سورۃ فاطر) ترجمہ، اور برابر نہیں ہے اندھا یعنی کافر یا جاہل یا گمراہ اور آنکھوں والا یعنی مومن یا عالم یا راہ پایا ہوا، اور برابر نہیں



نذیرے یا باطل یا گناہ اور نہ روستی یعنی حق یا طاعت اللہ برابر نہیں۔  
 سایہ یعنی ثواب یا بہشت یا راحت اور نہ عسارت یعنی عذاب یا  
 دوزخ یا زحمت اور برابر نہیں زندے اور نہ مردے یعنی مومنوں کو  
 کافروں کے ساتھ برابر ہی نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اندھے سے مراد بے معرفت ہیں اور آنکھوں  
 والے صاحب معرفت اور مشاہدہ ہیں۔ اور اندھیرا تلاش دنیا  
 اور نور سوائے اللہ کی ذات کے تجلے کے عاشقوں کے دلوں میں اور  
 کوئی چیز نہیں ملتی۔ اور حیات سے حیات ابدی مراد ہے۔ کہ آدمی حیات  
 ابدی حاصل کرے۔ اور حیات ابدی منزل فنا فی اللہ ہے۔ اور موت  
 سے مراد یہ ہے کہ اپنی روحانیت کو نفس کے تابع کر دے۔ اور دن  
 اور رات دنیا کی محبت میں مستغرق رہے۔

آیت شریف، فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنِّي  
 ذِكْرِي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۗ رُدُّوْهَا  
 عَلَيَّ ۖ الْح (پارہ ۶۳ سورۃ ص) تو کہا سلیمان علیہ السلام  
 نے کہ بیشک میں نے اختیار کی محبت بہت مال کی کہ باز رہا۔ میں  
 اپنے رب کی یاد سے جو شام کے قریب میں مقرر کر رکھا تھا۔ اس  
 وقت کہ چھپ گیا آفتاب پردے میں رات کے اور بعض عالم اس  
 بات پر ہیں کہ ذکر سے عصر کی نماز مراد ہے۔ کہ سلیمان علیہ السلام سے  
 قضا ہو گئی تھی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے اذن خدا سے ان  
 فرشتوں کو حکم دیا کہ جو آفتاب پر مسیّن ہیں کہ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ط کہ پھر وہ  
 آفتاب کو میرے واسطے حق تعالیٰ نے حکم فرمایا۔ فرشتوں نے آفتاب



کو پھیر دیا۔ آفتاب اس مقام پر آیا جہاں عصر کی نماز کا وقت ہوتا ہے اور  
 حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز ادا کی اور جو ہمارے رسول اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی دعا سے ڈوبا ہوا۔ آفتاب پھر اٹھا نکلا۔ اور عصر کی نماز کا وقت  
 جہاں ہوتا ہے۔ اس جگہ پر آیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز پڑھی  
 پھر غروب ہوا۔ حدیثوں میں مشہور ہے۔ اور یہ معجزہ مقام خیبر میں واقع ہوا تھا  
 امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح آثار میں لکھا ہے کہ اس  
 حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ اور احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی  
 ہے کہ اہل علم کو لائق نہیں ہے کہ حدیث حفظ کرنے سے غفلت  
 کریں۔ یہ علامت نبوت ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ان تمام پیدا کی ہوئی چیزوں پر اللہ کریم قادر ہے  
 خداوند کریم کے سوا کسی کی موجودات پر قدرت نہیں۔ یعنی زمین آسمان  
 ہوا۔ آگ چاند سورج تارے ان چیزوں پر کوئی قدرت نہیں رکھ سکتے  
 اور خداوند کریم نے اپنا ذاتی نور کا تجلہ اور قدرت اپنے دستوں کی روحانیت  
 میں رکھ دی ہے تب مخلوقات پر قدرت رکھتے ہیں جس سے معجزے  
 اور کرامات ظاہر ہوتی ہیں۔ جن لوگوں وجودوں میں خدا کی طرف سے  
 معرفت کا تجلہ نہیں ہے۔ وہ بیچارے کیا جان سکیں انبیاء و اولیاء کی  
 شانوں کو۔

اولیاء را بہت قدرت از الہ

بیرحبتہ باز گرداند ز راہ

آیت شریفہ، اللہ یشرفی الانفس حیث موتھا  
 والستی لہ بہت فی منامیہا فیمسک التی



تَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْآخِرَىٰ إِلَىٰ  
 حَبْلِ مِثْقَلٍ ذَرَّةٍ ۚ سُوْرَةُ الزُّمَرِ، تَرْجُمَةُ، اللّٰهُ  
 والی قبض کرتا ہے جانیں ان کی موتوں کے وقت۔ اور چھوڑ دیتا ہے  
 اس کا جی جو نہیں مرا ہے۔ اس کی خواب میں۔

امام محی رحمۃ اللہ علیہ نے معالم میں فرمایا ہے۔ کہ ہر آدمی کے  
 دو نفس ہیں۔ ایک نفس حیات، دوسرا نفس تمیز۔ نفس حیات تو  
 آدمی سے موت ہی کے وقت مفارقت کرتا ہے۔ اور اس کے زائل  
 ہونے سے نفس تمیز بھی زائل ہو جاتا ہے۔ اور نفس تمیز سوتے وقت  
 مفارقت کرتا ہے۔ اور اس کے زائل ہونے سے نفس حیات زائل نہیں  
 ہوتا۔ احقاف میں ابن بعیرہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ  
 زندوں اور مردوں کی روحیں یا ہم جمع کرتا ہے۔ کہ دوسرے کو آشنائی کا  
 پتہ اور نشان دیتے ہیں۔ پھر نگاہ رکھتا ہے۔ اس عالم میں اس نفس  
 کو کہ قبل اس سے جا رہی کر چکا ہے اس پر موت کو اور بھیجتا ہے دوسرے  
 نفس کو جس کی زندگی باقی ہے۔ ان کے بدنوں کی طرف اس وقت تک  
 کہ ان کی اہل آہنچے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ ہر انسان کی روحانیت بدن سے نکل کر ارواحوں کے  
 ساتھ سیر کرتی ہے۔ اور انبیاء اور اولیاء کی روحیں نور معرفت کے  
 سبب ہر وقت ارواحوں کے ساتھ تصرف رکھتی ہیں۔ اور کلام کرتی  
 ہیں۔ بیہوشی اور ہوش میں اولیاء کرام اور انبیاء عظام کو خدا کا تجلہ  
 بھی نظر آتا ہے۔

چونکہ امام غنظہم رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ اللہ کو خواب میں دیکھا



ہے۔ اور انبیاء اولیاء مقام ناسوت سے لے کر عالم برزخ میں اور  
عالم الامر تک سیر کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے وجودوں میں نور معرفت کا  
تجلی ہوتا ہے۔ جس سے سب موجوداتِ خدا نظر آتی ہیں۔ اور انبیاء  
اور اولیاءوں کے رُوحوں نے باہم ملاقات کی ہے۔ اور ویران ملکوں کو  
فیض پہنچاتے ہیں۔ اور دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔ انبیاء و اولیاء کے  
فیض سے ناامیدی کرنا حقیقت سے بے خبری ہے۔

آیت شریف، رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي  
الرُّوحَ طَمٍ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ  
لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ رپارہ ۲۲ سورۃ المؤمن  
ترجمہ، وہ ہے بلند کرنے والا بندوں کے درجے و دنیا میں تفاوت  
طبقات کے ساتھ اور عقبتی میں مراتب اور مقامات کا تفاوت  
کر کے یا انبیاء علیہم السلام کے درجے بلند کرنے والا ہے۔ حضرت آدم  
علیہ السلام کا درجہ صفوت کے ساتھ بلند کیا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام  
کا درجہ دعوت کے سبب سے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو  
خلقت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تربیت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
کو زہادت اور حضرت سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفا  
عطا فرمایا۔

سلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جس کسی کا درجہ چاہتا ہے بلند  
کرتا ہے۔ حقائق کی شناخت اور معرفت کے سبب سے۔  
بحر القلق میں ہے کہ مجبوں کا درجہ بلند کرنے والا ہے۔ محبت  
سے فنا کر کے مجبویت کے ساتھ باقی رکھ کر ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔



کہ، لَا يُوجَدُ الْبَقَاءُ إِلَّا بِالْفَنَاءِ جب تک تو شربت  
 فنا نہ پئے گا خلعت بقا نہ پہنے گا۔ خداوند تعالیٰ صاحب عرش ہے  
 یعنی عرش کا خالق اور مالک ہے۔ یا ملک اور سلطنت کا خداوند ہے  
 ڈالتا ہے روح کو اپنے حکم سے یا بھیجتا ہے جبرائیل علیہ السلام کو جس  
 پر چاہتا ہے۔ اپنے بندوں میں سے یعنی جسے چاہتا ہے۔ مرتبہ نبوت  
 عطا فرماتا ہے۔ تاکہ ڈرائے وہ جس پر وحی آئے لوگوں کو ملاقات  
 کے دن یعنی جس دن روہیں بدلوں سے ملیں گی یا اہل زمین یا اہل آسمان  
 باہم ملاقات کریں گے یا اولین یا آخرین یا معبود اور ان کی عبادت  
 کرنے والے یا مظلوم اور ظالم یا ہر عمل کرنے والا ملاقی ہو گا۔ اپنے عمل  
 سے یا یہ سب جو مذکور ہوئے۔ ایک دوسرے سے ملاقات  
 کریں گے۔

پس معلوم ہوا کہ درجے بلند کرنے سے خلافت ذات کبریا ہے  
 کہ صاحب خلافت اور صاحب کرامت اور صاحب معرفت  
 اور صاحب ولایت اور صاحب نبوت بنا دیتا ہے۔ نبوت  
 ختم ہے اور خلافت باقی ہے اور ولایت بھی باقی ہے۔ جب تک  
 اپنے بدن کو ذاتی نور کے تجلی کے ساتھ فنا فی اللہ کی منزل میں نہ  
 پہنچا سکے تو قربت خدا حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جو کہ لکھا ہے کہ محبت  
 سے فنا کر کے محبوبیت کے ساتھ باقی رکھ کر محبت سے مراد  
 امید ہے اور محبوبیت سے مراد انتہا محبت ہے۔ اور محبت اس  
 وقت حاصل ہوتی ہے کہ دوست دوست کے ساتھ ملاقی ہو  
 جائے۔ ملاقات ہونے کے ساتھ دوستوں کے درمیان عشق جو شش



ماتا ہے۔ عشق سے مراد مشاہدہ ذوالجلال ہوتا ہے۔ اور روح سے مراد اپنی ذات کبریٰ کی طرف سے نور کا تخیلی ڈالنا ہے۔ اپنے سچے دوستوں کے سینے میں جس کے ذریعہ سے خدا کی طرف سے الہام سمجھتے ہیں اور مخلوقات خدا کو بشیراً و نذیراً کا خطاب سناتے ہیں۔ اس کو روحِ سلطانی کہتے ہیں۔ باقی روح رواں اور روحِ سانسی تمام مخلوقات میں ہے۔ اور یہ روحِ سلطانی ان کے سینے میں خدا تعالیٰ ڈالتا ہے۔ جس پر اس کی رضا مندی آجائے۔ اور خدا کی رضا مندی خداوند کریم کے ذکر میں ہے۔ کیونکہ خداوند کریم اپنے ذکر کا دوست ہے کسی خود لہوئی یا دولت کو پسند نہیں کرتا۔

بے فائدے خود میسر نیست دیدار شما

سے فرود خود خویش را اول خریدار شما

آیت شریف، وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ

لَكُمْ دِپارہ ۲۴۔ سورۃ المؤمن، ترجمہ، اور تمہارے

رب نے کہا کہ پکارو مجھ کو تاکہ قبول کروں میں تمہارے واسطے دعا

تمہاری۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دعا استغاثہ کے معنی میں ہے یعنی فریاد

چاہو مجھ سے عاجزی کے وقت کہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں اور ایک

گروہ علماء کے قول کے موافق دعا سے سوال مراد ہے۔ یعنی مجھ سے

سوال کرو تاکہ میں تمہیں عطا کروں۔ اس واسطے کہ میری رحمت کا

خزانہ بھرا ہوا ہے۔ اور میرا کرم آرزوئیں برلانے والا ہے کون فقیر ایسا

ہے جس نے میرے سامنے ہاتھ پھیلا یا اور میں نے نقد مراد اس کے

ہاتھ پر نہیں رکھی۔



آیت شریفہ، اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا  
 لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ  
 وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّاَصِيلاً ۝ ربّارہ ۲۶، سورۃ الفتح  
 ترجمہ، بیشک ہم نے بھیجا تم کو گواہ تیری امت کے اقوال و افعال پر  
 اور خوشخبری دینے والا ان کو جن کے دلوں پر سکینہ نازل ہوئی اور ڈرانے  
 والا ان لوگوں کو جنہوں نے برا گمان کیا۔

گواہ حاضر کو کہتے ہیں۔ جو موقع پر حاضر ہو۔ اور دیکھ کر گواہی دے  
 جب کہ موقع پر حاضر ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے تو عدالت میں  
 گواہی نہیں دے سکتا۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام  
 مخلوقات کے اقوال۔ افعال سب معلوم ہیں روزِ اول سے قیامت  
 تک۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات کے اعمال و اقوال  
 سب معلوم ہیں تب خداوند کریم نے تمام مخلوقات کے اعمال و افعال پر گواہ  
 بنایا۔ اس واسطے کہ تم تصدیق کرو۔ یعنی وحدانیت کے ساتھ اس  
 پر ایمان لاؤ اور تصدیق کرو۔ اس کے رسول کی اور تقویت دو اس کے دین  
 کو اور بزرگ رکھو اس کا حکم اور پاکی کے ساتھ یاد کرو۔ اسے یا اس کے واسطے  
 نماز پڑھو صبح و شام۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ تَعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ  
 کی ضمیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرتی ہے۔ یعنی آپ کی مدد کرو اور  
 تعظیم بجالاؤ اس واسطے کہ آپ کی تعظیم حقیقت میں تعظیم حق ہے اِنَّ  
 كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي ۙ واپس معلوم ہوا کہ ایک دوسرے  
 سے مدد مانگنی جائز ہے۔ اور قرآنی حکم ہے۔

آیت شریفہ، اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَايِعُونَكَ اِنَّمَا یُبَايِعُونَ



اللَّهُ بِيَدِ اللَّهِ قَوْلَ آيِدِيهِمْ فَسَمَّ تَكَتَ فَإِنَّمَا  
 يَنْكُتُ عَلَى نَفْسِهِ رَتَحَبْتُمْ لِقَيْنِي جِن لَوَكُونِ فِي بَعِيثِ  
 كِي تِيرِي عَدِيْبِي فِي سَوَامِي اِس كِي نَهِي كِي اِنهَوِي فِي بَعِيثِ كِي اَللّٰهُ كِي  
 اِس وَاَسَطِي كِي بَعِيثِ سِي مَقْصُوْدُوْهُ هِي اُوْر بَعِيثِ اِسِي كِي رَمْنَدِي  
 وَصُوْنَدُ حَفْنِي كُو هِي . اِس بَعِيثِ سِي بَعِيثِ رَضُوَانِ مِرَادِي هِي . اُوْر ذِكْرُ اَلنَّشَا اَللّٰهُ  
 اَتَا سِي سَلْمِي رَحْمَتِي اَللّٰهُ عَلِيْهِ نِي كِهَا هِي كِي يِرِبَاتِ مَقَامِ جَمْعِ فِي هِي سِي  
 اُوْر حَقِّ لِقَالِي نِي جَمْعِ كَا مَرْتَبِي كَسِي كِي وَاَسَطِي لِقَضِيحِ نَهِي مِرَابِيَا . نَكْرُ اِسِي  
 كِي وَاَسَطِي جُوْتَامِ مَوْجُوْدَاتِ فِي اِخْصِ اُوْر اَشْرَفِ هِي . اُوْر اِسِي مَقَامِ  
 سِي هِي كِي مَن يَطِيْعِ الرَّسُوْلُ فَقَدْ اَطَاعَ اَللّٰهُ قُوْتِ  
 اَللّٰهُ كِي اِنْبَا وِعْدِي وَفَا كَرْنِي فِي يَا بَعِيثِي كِي لَضَرْتِ كِي بَابِ فِي هِي .  
 اِنَّ كِي يَا حَقُوْلِي پَر هِي . عَهْدِ وَفَا كَرْنِي يَا رَسُوْلِ مَقْبُوْلِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلِيْهِ وَاسَلَّمَ  
 كِي لَضَرْتِ يَا مَوَانَقَتِ كَرْنِي فِي .

مَعَالِمِ فِي هِي كِي صَحَابِي رَضِيَ اَللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ بَعِيثِ كِي وَاقْتِ رَسُوْلِ  
 مَقْبُوْلِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلِيْهِ وَاسَلَّمَ كَا مَاتِي نَكْرُتِي تَحِي . اُوْر اِسِي اَللّٰهُ اِن كِي  
 يَا حَقُوْلِي پَر تَحَا . بَعِيثِ لِيْنِي اُوْر بَعِيثِ كَرْنِي فِي . بِيْدِ اَللّٰهُ سِي تَجْدِي  
 كَبِي يَا مِرَادِي هِي . مَجْهَرِ جُو كُوْنِي تُوْرِي سِي كَا عَهْدِ تُو سَوَانِي اِس كِي نَهِي هِي  
 كِي وَهُ تُوْر تَا هِي اِنِي نَفْسِ پَر لِيْنِي اِس كَا حُزُوْر اِس كُو حُزُوْر پَر پَنجِي كَا  
 لِيْسِ مَعْلُوْمِ هُو اَكِي لَتِيْرِ بَعِيثِ هُوْنِي سِي اِنْسَانِ دَرَجِي كَمَا لِيْبِ  
 كُو نَهِي پَنجِي سَكْتَا . اُوْر قُرْبِ اَلْهِي حَاصِلِ نَهِي كَر سَكْتَا . كِيُوْنَكِي عَدَاوَنَدِي كِي  
 كَا حُوْدَا مِرَابِي هِي . جُو اَدْمِي بَعِيثِ كِي سَلْسَلِي سِي اِنكَارِ كَرِي وَهُ اَلْيَسِي  
 كَا مِمْنَشِيْنِ هِي . فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ مَرْشِدًا ط دِيَارِي ۵ اَسُوْرَةِ كَهْفِ



آیت شریف ، ق ، د پ ، ۲۶ ، سورہ ق ، کہا ہے کہ بعینہ  
خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے یا قرآن کا نام ہے یا اسم قادر اور قدیر  
اور قہار اور قدوس اور قیوم کی کنجی اور ابتدا یا کلمہ قِیَم کی طرف اشارہ  
ہے۔ یعنی ٹھہر اور قائم رہ لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل پر جس کا تو نامور  
ہوا ہے۔ امام ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قاف کے معنی یہ ہیں  
کہ اللہ قَائِمٌ بِالْقِسْطِ اور بعضوں نے کہا ہے کہ قاف ایک پہاڑ ہے  
زمین کو گھیرے ہوئے حق تعالیٰ نے اسے زمر و سبز کا پیدا کیا ہے یہاں اُس کی  
قسم کھائی ہے قدرت خدا اور قرب الہی کی کہ نَحْنُ اقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ  
حَبْلِ الْوَرِيدِ ، کا بھیدا اس سورہ میں اس کی خبر دیتا ہے یا اپنے حبیب کی  
قوت قلب کی قسم کھاتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ خداوند کریم نے اپنے بھیدہ جملہ امور کے اولین و آخرین  
کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب میں ڈالے ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم  
نے فرمایا ہے کہ میں قائم بِالْقِسْطِ ہوں ساتھ تمہارے اے حبیب  
اور آپ کو میں نے حاکم بنایا۔ روز قیامت تک اور خانہ کعبہ کا اور بیت المقدس  
کا اور قاف سے لے کر قاف تک اور کھول دیا میں نے واسطے تمہارے  
راستہ اپنے قرب کا اور قاف تو سین تک قاف قرب خدا قاف قلب محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم ، خداوند کریم نے اپنے حبیب کے ساتھ یہی انصاف کیا ہے کیونکہ  
سراج پر جاناب بن حسانی کے ساتھ اور بڑی بڑی نشانیاں اللہ کریم کی دیکھنا اور  
اللہ کی ذات کے ساتھ کلام کرنا اور سورج کو موڑنا اور چاند کو روک کرے کرنا  
اللہ کریم نے اپنا ذاتی نور کا تہلہ اور اپنی قدرت اپنے حبیب کے سینے میں ڈالی  
جس کے ذریعے سے معجزے اور یہ احکام ظاہر ہوئے۔ اور کوئی عابد زاہد



عالم فاضل کسی کی یہ قدرت نہیں کہ وہ چاند کے ٹکڑے کریں یا معراج پر جاویں  
یا اللہ کے ساتھ مخاطب ہو کر کلام کریں۔ مگر صاحب معرفت اور مشاہدات  
والے لوگوں کو عرش عظیم تک رفتار ہو سکتی ہے۔ اور اللہ کی طرف سے  
الہام حاصل کر سکتے ہیں۔ اور منزل قافی اللہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور خداوند  
کریم کے دربار میں دعا کے ساتھ منظور دی لے سکتے ہیں۔

آیت ، اِنَّهُ هُوَ اَمَاتٌ وَاَحْيَا دِپَارہ ۲۷ سورۃ النجم  
ترجمہ ، اور یہ کہ خدا مار ڈالتا ہے اور زندہ کرتا ہے یعنی زندہ کرنے اور مار ڈالنے  
پر وہی قادر ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ کافروں کو مردہ کرتا ہے۔ انکار کے ساتھ  
اور مومنوں کو زندہ کرتا ہے معرفت عطا فرما کر۔

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ مار ڈالتا ہے زاہدوں کے نفسوں  
کو آثار مجاہدہ سے اور زندہ کرتا ہے غافلوں کے دلوں کو انوار مشاہدہ سے  
یا جس کو مقام قافی اللہ میں پہنچاتا ہے۔ اسے حوام بقا باللہ سے ایک  
گھونٹ چکھاتا ہے۔

کشتگان را شربت حیواں وہی

لبداز کشتن حیات جاں وہی

پس معلوم ہوا کہ دنیا سے سفر کرنے سے نیک اعمال ضائع نہیں ہوتے  
اور نور معرفت بھی نہیں مٹتا۔ اور انوار تجلہ کبریا اور کرامت باقی رہتی ہے  
اور روحانیت جو کہ انوار الہی کے ساتھ شامل ہے۔ ان کا صرف دنیا سے سفر  
ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہے۔ جس طرح دنیا میں کرامت کے  
ساتھ اور بہر بانی اذن خدا کے ساتھ دنیا میں مخلوقات کی ادا کرتے ہیں  
ادا کر سکتے ہیں اسی روحانیت اور کرامت اور انوار ذاتی کے ساتھ عالم



برزخ سے بھی ادا کرتے ہیں اور کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ زندے ہیں۔ کیونکہ  
 آیت شریف، وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ  
 اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَ لَا تَكُنْ لَآتَشْعُرُونَ ۝ ۲  
 سورۃ بقرہ، خدا کے دوست دنیا میں بھی انوار الہی کے ساتھ زندے ہیں  
 اور آخرت میں بھی انوار الہی کے ساتھ زندے ہیں۔ خدا کے دوستوں سے  
 اذن خدا کے ساتھ ادا دل سکتی ہے کیونکہ خداوند کریم اپنے دوست کی دعا  
 کو اپنے دربار سے کبھی رو نہیں کرتا۔

آیت شریف، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْمِئْكُمْ  
 أَمْوَالِكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۝ ۲۸  
 سورۃ التغابن، ترجمہ، اے مومنو نہ باز رکھیں تم کو تمہارے مال اور  
 نہ تمہارے فرزند اللہ کے ذکر سے اس واسطے کہ ایمان کا مقتضی یہ ہے کہ  
 خدا کی محبت سب چیزوں کی محبت پر غالب ہو۔ کہ اگر دنیا کے تمام مال اور  
 آخرت کی سب نعمتیں خدا کے دوست کے سامنے پیش کریں تو نظر قبول  
 سے کسی کو بھی نہ دیکھے۔

چشم دل از نعیم دو عالم بستہ ایم  
 مقصود ما ز دنیا و عقبی توئی و بس  
 آیت شریف، يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ وَ رَبُّكَ  
 فَكَبِيرٌ ۙ وَ ثِيَابُكَ فَطَهِّرْ ۚ ۲۹۔ سب المدثر، ترجمہ  
 اے کپڑے اوڑھنے والے۔ یعنی لباس رسالت پہننے والے۔ قائم ہو جا  
 مرا اسم نبوت ادا کرنے پر بس ڈرار خلق کو عذاب الہی سے تاکہ اپنے  
 مولیٰ کو یاد کریں اور اپنے رب کو تعظیم کے ساتھ یاد کریں۔ اور اپنے



کپڑے کو پاک کر۔ فَإِنَّهُ آتَقَىٰ وَآلَتَقَىٰ بِمِثْلِ وَهُوَ بَيْتٌ  
پاک اور بہت پسندیدہ اور بہت باقی رہنے والا ہے۔

نعمات میں شیخ ابو الحسن علی شافعی مغربی قدس سرہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی شافعی کہ تَحْتَ يَمِينِكَ اللَّهُ فِي كُلِّ نَفْسٍ  
یعنی اپنے کپڑے کو میل سے پاک کر تا کہ پہرہ مند ہو و اللہ الہی اور تائید  
خدا سے ہر دم میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کپڑے کیا  
ہیں۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تجھے پانچ خلعت پہنائے ہیں۔ خلعت محبت  
خلعت معرفت خلعت توحید خلعت ایمان خلعت اسلام۔

پس معلوم ہوا کہ خدا کی محبت کی کوئی حد نہیں جس کے ساتھ خدا کی محبت  
ہو جائے اس پر اپنا راز کھول دیتا ہے اور اپنی درگاہ سے اس کا ہر ایک سوال  
پورا کرتا ہے۔ اور تجلید معرفت سے سب چیزیں اس کو مشاہدہ کرا دیتا ہے۔  
اور توحید سے مراد سولے تجلید نور الہی سے اس کے سینے میں داخل نہ ہو اور  
ایمان نور الہی ہے کہ سب خوفوں سے بے خوف کرواتا ہے۔ اور اسلام  
سے مراد سلامتی و دعائیت ہے کہ روحانی بدن کو غیریات سے سلامت  
کر کے نور الہی کے ساتھ مقام عالم الامر تک پہنچا دے کیونکہ روح  
عالم الامر کی چیز ہے۔ اور انوار الہی کے ساتھ اپنے مقام پر پہنچ جاتی ہے۔  
آیت شریفہ، وَعَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ  
دپ ۳۰ سورۃ کورقہ ترجمہ، اور نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
علم غیب بتانے میں تخیل۔ اپنے صحابہ کو اور اولیاء کرام کو۔ اور اس آیت  
سے ثابت ہے کہ خدا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے



اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب بتانے میں سخیل نہیں ہیں۔  
 حدیث مبارک، مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان، قَالَ فَأَخْبِرْنِي  
 عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تُعْبِدَ اللَّهَ كَمَا نَكَتَ شَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تُكُنْ  
 شَرَاهُ فَإِنَّهُ بِيْرِكَ، قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ  
 قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبِرْنِي  
 عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَّةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى  
 الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ زِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ  
 فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ  
 قَالَ لِي يَا سَمْرَاءُ تَدْرِي مِنْ السَّائِلِ قُلْتُ اللَّهُ  
 وَرِسْوَلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهُ حَبْرٌ نِيلٌ أَتَىكُمْ  
 يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ رِوَاةَ مُسْلِمٍ وَرِوَاةَ أَبُو هُرَيْرَةَ  
 مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيهِ وَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ  
 نَقَضَتْ أَبْطُنَكُمْ مُلُوكَ الْأَرْضِ فِي خُسْبٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ  
 إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَرَأَتْ اللَّهُ عِنْدَ لَا عِلْمَ السَّاعَةِ  
 وَيُنزِلُ الْغَيْثُ الْكَلَامَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَيَعْلَمُ  
 مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَا ذَكَرْتُ  
 غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ  
 اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ط

ترجمہ، کہا جبرائیل نے پس خبر دو مجھ کو احسان سے فرمایا۔ رسول  
 مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندگی کرے تو اللہ تعالیٰ کی اس حد تک کہ  
 رب تعالیٰ کا کتبہ نظر آوے پس اگر نہیں دیکھ سکتا تو اس کو پس تحقیق



وہ دیکھتا ہے تجھ کو اس میں تو جو معرفت کے ساتھ اور غیر معرفت کے  
 مراد ہے جس کو معرفت حاصل ہے اس کو اللہ کریم کا تجلہ نظر آتا ہے جس کو  
 معرفت حاصل نہیں ہے اس کی عبادت کو خداوند کریم دیکھتا ہے کہا جبرائیل  
 علیہ السلام نے کہ پس خبر دو مجھ کو قیامت سے۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے کہ نہیں وہ شخص کہ پوچھا گیا قیامت سے زیادہ جاننے والا  
 پوچھنے والے سے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم کو قیامت تک کے  
 حالات معلوم ہیں۔ مگر ظاہر بتلانے میں خاموش رہے۔ کہا جبرائیل علیہ السلام  
 نے پس خبر دو مجھ کو علامتوں اس کی سے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 کہ علامت کی یہ ہے کہ جنے گی لونڈی مالک اپنے کو یعنی لونڈیاں کثرت  
 سے پیدا ہوں گی۔ اور علامت یہ ہے کہ دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو  
 ننگے پاؤں والوں کو بکریاں چرانے والوں کو فخر کریں گے بیچ عمارتوں کے  
 پس چلا گیا جبرائیل امین۔ پس ٹھہر گیا دیر تک فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ  
 وسلم واسطے میرے۔ اے عمر کہ جانتا ہے تو کہ کون تھا پوچھنے والا۔ کہا  
 میں نہیں جانتا۔ اللہ اور رسول اس کو زیادہ جانتے والے ہیں۔ فرمایا  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ جبرائیل تھا آیا تھا تمہارے پاس کھاتا  
 تھا تم کو دین تمہارا۔ روایت کی ہے مسلم نے اور روایت ہے یہ حدیث  
 ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ساتھ اختلاف کے یہ اس روایت کے  
 اور جب دیکھے تو ننگے پاؤں والوں کو ننگے بدن والوں کو بہڑوں گونگوں  
 کو بادشاہ زمین کے۔ یہ ننگے والے ننگے بدن والے بہرے اور گونگے  
 یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جو مشریت طرقت۔ حقیقت و معرفت سے  
 بے خبر اور لا پرواہ ہوں گے۔ انتہا احسان یہ ہے کہ خداوند کریم کی عبادت



میں کمال تعظیم اللہ تعالیٰ کی۔ خشوع ذوق محبت اور عشق حقیقی کے ساتھ اس  
 مقام کو مشاہدہ اور نور الہی میں مشاہدہ اور مستغرق ہو جائے۔ پانچ چیزوں کے  
 کوئی نہیں جانتا۔ ان کو مگر اللہ۔ پھر پڑھی یہ آیت تحقیق اللہ کے نزدیک ہے  
 علم قیامت کا اور مینہ کا کہ کب برسے گا۔ اور جانتا ہے جو کچھ کہ ارحام میں ہے  
 یعنی بیٹا بیٹی اور کوئی نہیں جانتا کہ کیا کرے گا کل کو اور نہیں جانتا کہ کس زمین  
 میں مرے گا۔ تحقیق اللہ دانا خبردار ہے۔ پس یہ باتیں سوائے اللہ تعالیٰ  
 کے عقل سے کوئی نہیں جان سکتا۔ مگر جس کسی کو اللہ معلوم کراوے۔  
 ساتھ وحی یا الہام کے یہ حکم عوام کے لئے ہے۔ کہ عوام نہیں جان سکتے  
 ہیں۔ اور خواص کیلئے معرفت ہے۔ تجلیات الہی کے ساتھ ہر وقت ہر  
 چیز کو مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل خلایق  
 سے تاقیامت سب حالات معلوم ہیں۔ کیونکہ جبرائیل امین کو بھی تمام  
 حالات قیامت تک کے بتائے۔ اور اولیاء کرام کو بھی بواسطہ نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کچھ علم غیب حاصل ہے۔ اور مشاہدہ حاصل ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب الایمان بالقدر فضل اول۔ حدیث  
 وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ إِحْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ آدَمُ  
 مُوسَى قَالَ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي خَلَقَ اللَّهُ  
 بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَاسْتَجَدَّ لَكَ  
 مَلِيكَتَهُ وَأَسْكَنَكَ فِي جَنَّتِهِ ثُمَّ أَهْبَطَتْ  
 النَّاسَ بِخَطِيئَتِكَ إِلَى الْأَرْضِ. قَالَ آدَمُ أَنْتَ  
 مُوسَى الَّذِي أَمْطَفَكَ اللَّهُ تَعَالَى بِرِسَالَتِهِ وَ



وَبِعَلَامِهِ وَأَعْطَكَ الْإِلَاحَ فِيهِمَا تَبْيَانُ كُلِّ  
 شَيْءٍ وَفَرَّبَكَ نَجِيًّا فَبِكُمْ وَجَدْتَهُ اللَّهُ  
 كَتَبَ الشُّرَاةَ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ قَالَ مُوسَى  
 يَا رَبِّعَيْنِ عَامًّا قَالَ آدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَهُ فِيهَا  
 فَقَالَ آدَمُ رَبِّهِ فَنَعْوَى قَالَ نَعَمْ قَالَ أَفَتَلَوُ مِنِّي  
 عَلَيَّ أَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ أَنْ أَعْمَلَهُ  
 قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي يَا رَبِّعَيْنِ سَنَّهُ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ فَجَحَّ آدَمُ مُوسَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

ترجمہ ، روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔  
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جھگڑے آدم علیہ السلام اور  
 موسیٰ علیہ السلام نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی میں پھر  
 غالب آئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر کہا موسیٰ علیہ السلام نے  
 تم آدم ہو کہ پیدا کیا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور پھونکی بیج تمہارے  
 روح اپنی یعنی روح پیدا کی ، مونی اپنی اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے  
 فرشتوں اپنے سے ۔ اور کہا تم کو بیج جنت اپنی کے پھر آتا تم نے  
 آدمیوں کو ساتھ لغزش اپنی کے طرف زمین کے یعنی اگر لغزش نہ  
 کرتے تو کاسے کو زمین پر آتے اور اولاد یہاں کھلتی ۔ کہا آدم علیہ السلام  
 نے تم وہ موسیٰ ہو کہ برگزیدہ کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری اپنے کے  
 ساتھ اور ساتھ کلام اپنی کے اور دیں تم کو تختیاں کہ بیج ان کے بیان  
 ہے ہر چیز کا اور نزدیک کیا تم کو سرگوشی کرنے کے لئے ۔ پس ساتھ  
 کتنی مدت کے پایا تم نے اللہ کو کہ دیکھی تورات پہلے پیدا ہونے سے



کے۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے چالیس برس پہلے۔ کہا آدم علیہ السلام  
 نے پس کیا پایا تو جس آیت کے منہمون میں پس نافرمانی کی آدم نے رب  
 اپنے کی پس بھولا کہا کہ ہاں آدم نے کیا۔ پھر اس لئے ملائمت  
 کرتے ہو۔ تم مجھ کو اس پر کہ کروں میں وہ عمل کہ لکھا ہے اس کو  
 اللہ نے مجھ پر اس کا عمل کرنا۔ اس کا پہلے پیدا کرنے میرے کے۔  
 چالیس برس۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس غالب آئے  
 آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر روایت کی یہ مسلم نے فقط۔

ارواح نہ ناری میں اور نہ خاکی بلکہ ارواح نوری ہیں۔ انبیاء اور اولیاء  
 کے جسموں میں خداوند کریم کی طرف سے ذات کبریٰ کی طرف سے نور کا  
 تجلہ ہوتا ہے جس سے ذات کبریٰ کے ساتھ ہم کلام ہوتے ہیں اور  
 جس سے علوم غیبیہ کھول دیتا ہے کیونکہ خداوند کریم کی ذات سے کوئی  
 چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ تو جن کے سینے میں تجلی کبریٰ ہو۔ اس پر کوئی  
 چیز پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اور آدم پر پیدائش مخلوقات سے لے کر  
 قیامت تک سب چیزوں کا علم دیا۔ اور ظاہر کر دیا جو کچھ ہوا  
 اور جو کچھ ہوگا۔ مآکات و مآسکوت سب علوم سے آدم علیہ  
 السلام کو واقف کر دیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ذات کے ساتھ  
 ہم کلام کر دیا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء اور اولیاء پر کوئی چیز خداوند کریم نے  
 پوشیدہ نہیں چھوڑی۔ اور علم کلیہ غیبیات خداوند کریم کے پاس ہیں  
 اور جزئیات علم خداوند کریم نے انبیاء اور اولیاء کو عطا کیا ہے۔ اللہ  
 کریم کو علم ذاتی ہے۔ اور انبیاء اور اولیاء کو علم عطائی ہے۔ اور مآکان  
 و مآسکوت کا علم خداوند کریم کے ذاتی علم کے سامنے ایک قطرہ ہے



قطرہ جزئیہ سے ہے کلیہ سے نہیں۔

مشکوٰۃ شریف، وَعَنْ النَّبِيِّ قَالَ كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ يَا مَقْلَبَ  
الْقُلُوبِ ثَبَّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ فَقُلْتُ يَا  
نَبِيَّ اللَّهِ أَمْتَابِكَ وَبِمَا جُئْتَ بِهِ فَهَلْ  
خَفَاتُ عَلَيْنَا قَالَ لَعَنَ إِنْ الْقُلُوبَ بَيْنَ  
إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللَّهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ

یثشاء در روایات فرمادی و ابن ماجہ، و ترجمہ، روایت انس رضی اللہ

تالی عنہ سے کہا تھا پھر خدا بہت فرماتے اے پھیرنے والے دلوں کے ثابت فرما

میرے دل کو اپنے دین پر تو کہا میں نے۔ اے نبی اللہ کہ تحقیق ہم اعلان لائے

آپ پر اور ساتھ اس چیز کے کہ لائے تم اس کو یعنی کتاب و سنت

پس آپ بھی ڈرتے ہو اور پر ہمارے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے۔ کہ اس تحقیق دل و درمیان دو انگلیوں کے ہے۔ اللہ کی سے پھیرتا

ہے ان کو جس طرح چاہتا ہے۔ روایت کی ہے یہ ترمذی اور ماجہ نے

انگلیوں سے مراد ایک قہر ہے اور ایک رحمت ہے۔ یعنی

لطف۔ قہر سے اطمینان مظهر ہے۔ اور رحمت اور لطف اہل توحید کے

سینے کے اندر ہے۔ اہل توحید انبیاء و اولیاء و علماء کرام ہیں جن کے

سینے میں اپنا ذاتی علم ڈالا ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کسند

صحبت طالح ترا طالح کسند

اسی دل کو اللہ کریم کی ذات کی طرف راغب کرنے کیلئے اللہ کریم نے



اپنی پاک کلام میں فرمایا ہے۔

آیت شریفہ، وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

اور اس کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع لایا۔

مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنة

حدیث، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ

دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتِيَانِي تِلْكَ الْأُمَّةَ مِنْ الْأَحَادِيثِ

بِمَالِكُمْ تَسْبَعُونَ أَنْتُمْ وَلَا آبَاءَكُمْ فَيَأْتِيَانِي

كُمُ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوكُمْ وَلَا يَفْتَنُوكُمْ

رواہ مسلم، ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم نے ہوں گے بیچ آخر زمانے کے جھوٹے فریب دینے والے

لاویں گے تمہارے پاس حدیثیں کہ نہیں سنیں تم نے اور نہ باپوں تمہارے

نے پس بچوں سے اور بچاؤ ان کو اپنے سے اور نہ گمراہ کریں وہ تم کو

اور نہ فتنے میں ڈالیں تم کو۔ یعنی پیدا ہوں گے ایک قسم کے لوگ کہ

کہیں گے لوگوں سے ہم علماء اور مشائخ ہیں بلاتے ہیں تم کو دین کی

طرف۔ اور وہ جھوٹے ہوں گے۔ جھوٹی حدیثیں پیغمبر صلی اللہ علیہ و

سلم کی طرف منسوب کریں گے۔ یا ان کے لوگوں پر بہتان باندھیں گے۔

اور احکام باطلہ اور استغادات فاسدہ پھیلانے لگیں۔ پس بچو ان

سے اور نہ فتنے میں ڈالیں۔ یعنی شرک میں مقصود یہ ہے کہ احتیاط

کردین میں یعنی پرہیز کرو۔ محبت بدعتیوں سے اور غلط غلط ہونے



سے ساتھ ان کے خصوصاً ان سے کہ دعوت جھوٹی رکھیں روایت  
کی مسلم نے۔

مشکوٰۃ شریف، کتاب الایمان، باب الاعتقاد بالکتاب  
والسنۃ فصل اول، حدیث شریف، وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا صِغَتْ  
نَبِيٌّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّتِهِ قَبْلِي الرَّحْمَنُ  
لَهُ فِي أُمَّتِهِ حَوَارِيَّةٌ أَحْمَبُ يَا حُدُوتَ  
بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّمَا تَخْلَعُ  
مِنْ بَعْدِ هِمِّ خَلُوفٍ يَتَقَوْلُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ  
مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَهِنَّ جَاهِدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ  
مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ يَقْلِبُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ  
وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنْ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ  
ذَوَاهُ مُسْلِمٌ، (ترجمہ) روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ  
عنه سے کہ کہا ابن مسعود نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں  
کوئی کہ بھیجا ہو۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بیچ امت اس کی کے پہلے مجھ  
سے۔ مگر تھے واسطے اس کے اس کی امت میں مددگار اور یار  
کہ لیتے ہیں طریقہ اس کا اور پیرونی کرتے ہیں علم اس کے کی بھیر  
پیدا ہوئے پیچھے ان کے ناخلف کہتے ہیں لوگوں کو وہ چیز کہ نہیں کرتے  
آپ اور کرتے ہیں وہ چیز کہ نہیں علم کے گئے پس جو شخص کہ بہاد  
کرے ان سے ساتھ ساتھ اپنے کے پس وہ مومن ہے۔ اور جو بہا کرے  
ان سے ساتھ زبان اپنی کے وہ مومن ہے۔ اور جو بہاد کرے



دل اپنے کے ان سے پس وہ مومن ہے۔ یعنی جیسے حال بُرے عالموں اور بُرے کسوداروں کا ہے۔ یعنی بُرا کہے۔ اور منع کرنے دل سے جہاد یہ ہے۔ کہ بُرا جاننے اور غمگین ہو۔

مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم فضل الثانی، حدیث شریف،  
وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ سِرًّا بِهٖ فَلْيَسْتَبَوِّأْ  
مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ وَفِي رَدِّ آيَةٍ مَنْ قَالَ  
فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَسْتَبَوِّأْ مَقْعَدًا مِنَ  
النَّارِ، رواه ترمذی، و ترجمہ، روایت ہے ابن  
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کہ جس نے کہا۔ قرآن میں اپنی رائے سے پس چاہیے۔ ڈھونڈے  
ٹھکانا اپنا دوزخ میں یعنی کہے کہ وہ معنی نہیں جو کہ مفسرین نے لکھا  
ہے یہ معنی ہیں۔ جو کہ ہم نے کہا ہے یا کہا۔ قرآن میں بغیر جاننے کے  
پس چاہیے۔ کہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بناوے۔ روایت کی ہے یہ  
ترمذی نے۔

حدیث شریف، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الْسِّرَاءُ فِي  
الْقُرْآنِ كُفْرٌ. رواه أحمد والبوداد،

ترجمہ، روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا  
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کہ عجب کرنا بیچ قرآن کے کفر ہے۔ عجب کرنا یہ ہے کہ فقد کرے۔



جھٹلانے قرآن کا ساتھ قرآن کے یعنی دفع کرے۔ اس کو ساتھ ساتھ بعض کے۔ یہ نہیں چاہیے بلکہ یوں چاہیے کہ کوشش کرے۔ بیچ موافق کرنے یعنی کے ساتھ بعض کے بقدر امکان کے پس اگر مشکل ہو یہ توہیر اس پر اعتقاد کرے۔ اور غلط فہمی سے توبہ کرے۔

مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ و تقرب الیہ فصل اول حدیث  
وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَثَلُ الَّذِي يَذُكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذُكُرُ  
مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، (ترجمہ) روایت  
ہے ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ ابی موسیٰ نے کہ فرمایا  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اس شخص کی یاد کرتا ہو یعنی ذکر  
کرتا ہوا اپنے رب کا اور اس شخص کی کہ نہیں ذکر کرتا رب اپنے کا  
ماخذ زندہ اور مردے کے ہے نقل کی ہے یہ بخاری اور مسلم نے

مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ اللَّهُ أَنَا  
عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي  
فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتَهُ فِي نَفْسِي وَإِنِ ذَكَرَنِي  
فِي مَلَأٍ ذَكَرْتَهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٌ مِّنْهُمْ،  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ (ترجمہ) روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
کہ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہ میں نزدیک گمان بندے اپنے کے ہوں۔  
جو ساتھ میرے رکھتا ہے۔ اور میں ساتھ اس کے ہوں۔ جب



ذکر کرتا ہے۔ میری ذات کا اپنے نفس میں تو یاد کرتا ہوں۔ میں اس کو ذات اپنی میں اگر یاد کرے مجھ کو اپنی زبان سے تو یاد کرتا ہوں۔ میں اس کو اپنی زبان میں۔ اور یاد کرتا ہوں میں اس کو یعنی سناٹا کرتا ہوں اس کو اس جماعت میں کہ بہتر ہے ان سے۔ نقل کی ہے یہ حدیث مسلم اور بخاری نے۔

مشکوٰۃ شریف، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِيُؤَلِّمًا فَقَدْ آذَنَنْتُهُ بِالْحَرْبِ۔  
ترجمہ، اور روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو شخص کسی کو اذیت دے میرے ولی کو پس تحقیق خبردار کرتا ہوں میں اس کو ساتھ لڑائی کے یعنی میری ذات کے ساتھ۔

وَمَا تَقْرَبُ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا  
انْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ  
بِالْمَسْأَلِ حَتَّىٰ أَحْبَبْتُهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ  
سَمْعَهُ لِلَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي  
يُبْصِرُ بِهِ وَبِيَدِهِ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَ  
رِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ  
میرے بندے میرے لئے یعنی مومن نے ساتھ کسی چیز کے یعنی



اعمال سے کہ بہت محبوب ہو۔ اور ہمیشہ رہتا ہے بندہ میرا  
 نزدیک ڈھونڈتا ہے طرف میرے ساتھ نفلوں کے یہاں تک  
 کہ دوست رکھتا ہوں میں اس کو اور عین وقت دوست  
 رکھتا ہوں میں اس کو پس ہوتا ہوں میں شنوائی اس کی کہ سنتا  
 ہے ساتھ اس کے اور ہوتا ہوں میں بیانی اس کی کہ دیکھتا ہے  
 ساتھ اس کے ہوتا ہوں ساتھ اس کا کہ پکڑتا ہے۔ ساتھ اس کے  
 اور ہوتا ہوں پاؤں اس کا کہ چلتا ہے ساتھ اس کے اور اگر مانگتا  
 ہے مجھ سے یہ بندہ البتہ دیتا ہوں میں اس کو جو چاہے ذات  
 میری سے۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو بخاری نے۔

پس معلوم ہوا۔ حدیث قدسی سے کہ خداوند کریم نے اپنے  
 دوستوں پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں چھوڑی۔ اور تو فیق دی ہر  
 چیز کے سننے کی اور پکڑنے کی۔ اور قدرت دی خداوند کریم نے  
 ارضی و سما میں عرش عظیم سے لے کر تحت الثریٰ تک رفتار  
 کرنے کی۔ پھر خداوند کریم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور کوئی  
 چیز دوز نہیں۔ اور خداوند کریم نے اپنے سب دوستوں کے  
 سینے میں تجلہ ڈالا ہے۔ جس کے ذریعے سے شنوائی بیانی اور  
 پکڑ اور رفتار کرتا ہے۔

مشکوٰۃ باب الایمان۔ باب الاعتقاد بالکتاب والسنت  
 الفصل اول، عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قال قال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا هذا  
 ما لیس منہ فهو رد متفق علیہ۔ وعن



جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ  
 كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْمَهْدِيِّ مَهْدَى مُحَمَّدٍ وَ  
 شَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بَدْعٍ نَعَسَهُ  
 ضَلَالَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ، (ترجمہ) حضرت عائشہ صدیقہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و  
 سلم نے جس نے نئی بات نکالی بیچ دین ہمارے کے وہ چیز کہ  
 نہیں اس میں سے پس وہ مردود ہے۔ روایت کی بخاری و مسلم نے۔  
 یعنی جس نے عقل سے ایک بات نکالی اسلام میں کہ نہیں ہے  
 اس کے لئے کتاب و سنت سے سند ظاہر یا خفی لفظی یا مستنبط  
 اور لفظ مَا لَيْسَ مِنْهُ کتاب یعنی کلام اللہ اور سنت سے  
 اقوال و افعال احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کو شریعت  
 طریقت معرفت کہتے ہیں اور روایت ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے قَالَ كَمَا جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَ لَكِنِ پيچھے اس کے پس تحقیق بہترین باتوں میں کتاب  
 خدا کی ہے۔ اور بہترین راہوں میں راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور  
 بدترین چیزوں میں تھی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اور ہر بدعت گمراہی  
 ہے۔ روایت کی ہے مسلم نے۔

مشکوٰۃ باب بدائع الخلق فصل اول . حدیث ، وَ عَنْ عُمَرَ  
 قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا  
 فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدَائِعِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ



مَنَّا زِلْمَهُمْ وَآهْلُ النَّارِ مَنَّا زِلْمَهُمْ حَفِظَاذَ الْبَرِّ  
 مَنَّا حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنَّا نَسِيَهُ، رواہ البخاری  
 ترجمہ، روایت ہے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ  
 کہا عمر نے کہ کھڑے ہوئے درمیان ہمارے واسطے نصیحت کرنے  
 ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑا ہونا عظیم یعنی خطبہ فرمایا۔  
 پس خبر دی ہم کو ابتدا پیرائش سے تا آخر روز قیامت تک کہ  
 داخل ہوئے بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں۔ یاد رکھتا ہے  
 اس کو وہ شخص کہ یاد رکھا۔ اور بعد از یاد کرنے کے فراموش نہ  
 کیا۔ اور یاد نہیں رکھتا ہے وہ شخص کہ یاد نہیں کیا۔ اور یاد کیا۔  
 اور بعد انہیں فراموش کیا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 بیان کیا سب امتیوں کا تا وقت دخول جنت و نار کے اور بیان  
 کیا احوال امت اپنی کا۔ جو کچھ جاری ہوگا ان پر خیر و شر سے یہاں تک  
 کہ داخل ہوں بہشتی ان میں سے بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں۔ اور  
 مَا كُنَّا قَوْمًا يَكْفُرُونَ کے علم سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی واقف کیا۔  
 مشکوٰۃ شریف، باب بَدْ الْخَلْقِ فِصْلٍ اَوَّلٍ۔ حدیث شریف  
 وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَتَبَ كِتَابًا  
 تَلَدَاتُ يَخْلُقُ الْخَلْقَ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ عَلَى  
 غَضَبِي فَهُمْ مَكْتُوبٌ بَعْدَ مَا كُنْتُ فَوْقَ الْعَرْشِ  
 مَنَّا زِلْمَهُمْ (ترجمہ) اور روایت ہے حضرت



الجوہر یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا جوہر یہ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے ہیں تحقیق اللہ تعالیٰ نے لکھی ایک  
کتاب پہلے اس کے کہ پیدا کیا آسمان اور زمین کو کہ تحقیق مہربانی میری  
سبقت لے گئی ہے میرے غصے پر۔ پس وہ کتاب یا یہ قول رحمتی  
لکھا گیا ہے۔ اور یہ نزدیک اس کے ہے۔ اوپر عرش کے۔  
یہ حدیث نقل کی بخاری اور مسلم نے۔ وہ خاص کتاب ہے جس کے  
اندر کا اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کو خبر نہیں۔ یا مراد لوح محفوظ ہے اور  
عرش پر ہونے سے مراد تبیہ ہے کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی اور  
رحمت کی غضب پر سابق ہونے سے یہ مراد ہے کہ رحمت عام ہے  
ہر چیز پر اور عذاب خاص پر۔ اور اس علوم سے ہمارے نبی باخبر  
ہیں۔ کیونکہ رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِينَ۔ خداوند کریم نے نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم کو بنایا ہے۔

حدیث شریف، اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي  
مشکوٰۃ شریف باب بد الخلق فصل اول، وَعَنْهُ قَالَ  
قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ  
يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ثَلَاثِينَ  
مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَ  
قَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا وَ  
قَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ لَيْوَمٍ وَسَارَ إِذَا حَتَّى  
عَلَى حَبَابٍ مِنْ الْجَبَابِرَةِ فَفَقِيلَ لَهُ  
إِنَّ هَهُنَا رَجُلًا مَعَهُ أَمْرٌ كَأَنَّ مِنْ أَحْسَنِ



النَّاسِ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِ فَسَاءَ لَهُ مَنَ هَذِهِ  
 قَالَ أَخْتِي . . . . . رتو جملہ روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ سے کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جھوٹ  
 نہیں بولے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گرتین جھوٹ . . . . . دو جھوٹ  
 ان تینوں جھوٹوں میں سے تو ذات خدا میں ہیں . ایک قول ان کا یہ  
 کہ تحقیق میں بیمار ہوں . اور دوسرا قول ان کا یہ ہے کہ یہ بڑے ان کے  
 نے کیا ہے . یعنی بڑے بدلے کیا . اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 اس وقت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارے بیوی ان کی جانتے تھے  
 اور پھر ایک حاکم ظالم کے . ظالموں میں سے پس کہا گیا اس ظالم  
 کو کہ اس شہر میں ایک مرد ہے کہ اس کے ساتھ ایک عورت  
 بہترین حسن والی ہے . پس بھیجا اس ظالم نے لو کر اپنا طرف ابراہیم علیہ  
 السلام کے . پس پوچھا اس نے کون ہے تیری عورت کہ تیرے ساتھ  
 ہے . پس کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ ہمیری بہن ہے یعنی وہی انبیاء  
 معصوم ہیں وہ مطلق جھوٹ نہیں . لوتے . پس یہاں جھوٹ پولا . ان فرمایا  
 یہ نسبت سننے والوں کے ہے . کہ یہ باتیں عورت میں جھوٹی نہیں  
 اور نفس الامر میں سچی ہیں . ان کو عربی میں معارضین کہتے ہیں . جو کہا ہے .  
 هَذَا دَيْقُ نَجَاتِ بَانِي كَالظَّالِمِينَ سِوَاكَ لَوْ رُبَّتْ لَوْ رُبَّتْ لَوْ رُبَّتْ لَوْ رُبَّتْ  
 کو تنبیہ کرتے تھے . کفار کو بظاہر بت بتایا اور حقیقت رب العلمین  
 بتایا . اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام طفلی حالت میں تھے  
 طفلیت میں کچھ اختیار نہیں . اور بیماری میں آنے والے واقعات بتائے  
 یا یہ بات بتائی کہ میرا دل کافروں کے کفر کرنے سے بیمار ہے اس لئے



حضرت بی بی سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدیمی بہن تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تھوٹ ثابت نہیں۔

مشکوٰۃ باب بد الخلق فصل اول۔ وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعُلَامَ الَّذِي قَتَلَهُ الْمُخَضِرُ طَبِيعٌ كَافِرٌ وَكَوْحَاشٍ لَا رَهَقَ آيُوبَ طُعْنَاتٌ وَكَفْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ، اور روایت ہے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق وہ لڑکا مار ڈالا۔ خضر علیہ السلام نے پیدا کیا گیا تھا اس حال پر کہ اختیار کرے گا کفر کو اور اگر زندہ رہتا وہ لڑکا یعنی بڑا ہوتا تو ڈالتا اپنے ماں باپ کو کشتی اور کفر میں۔ متفق علیہ۔

مشکوٰۃ شریف باب ایضاً فصل اول و آخر، حدیث شریف

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي مُوسَى رَجُلًا أَدَمَ طَوَالًا جَعْدًا كَانَتْهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَاءَةٍ وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعًا الْخُلُقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبَطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَا لَكَ خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَالِ فِي آيَاتِ آرَاهُنَّ اللَّهُ مِثْلًا فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ يَقَائِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَتَرْجِيهِ، رَوَايَاتُ بَنِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمُ، أَسْ نَعْنَى نَقْلُ كِي نَبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعَى فَرَمَايَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْنَى دَكِيحَا مِي نَعْنَى شَبِّ مَعْرَاجِ مِي مَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ كُوَا يَكُ مَرُو كُنْدَمُ كُوْنِ دِرَازِدَ جَعْدُ كُوَا يَكُ مَوْسَى مَرْدُوْنِ



شورہ کے سے تھے۔ اور دیکھا میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مرد  
متوسط پیدائش رنگ ان کا مائل بسرخی و سفیدی سیدھے بال سر  
کے اور دیکھا میں نے مالک و رعدہ و وزخ کو اور وہاں کو دیکھا۔  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کو بیچ ضمن آیاتوں اور علامتوں  
قدرت حق کے دیکھا۔ وہ علامتیں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر خدا کو دکھائیں جو  
سوائے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے نہیں دیکھیں۔ پس نہ ہو شک  
میں اسے مخاطب دیکھنے اور پانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے کہ  
دیکھا تجلہ ذات کبریا کا اور اول سے لے کر قیامت تک سب علوم خداوند  
کریم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کئے۔ نقل کی یہ حدیث  
بخاری اور مسلم نے۔ اس سے حیات دائمی بھی ثابت ہے۔ اور علم غیب  
بھی ثابت ہے۔

مشکوٰۃ باب ایضاً فصل ثالث، حدیث شریف، وَعَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْمُؤْمِنُ أَكْرَمُ عَلَى اللَّهِ مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهِ رَوَاهُ ابْنُ  
مَاجَةَ ط (ترجمہ) روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا۔  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن بزرگ تر ہیں۔ اللہ کریم کے  
زویک بعض فرشتوں سے نقل کی ہے ابن ماجہ نے۔

مشکوٰۃ باب سید المرسلین، فصل اول، حدیث شریف،  
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجِوَارِمِ الْكَلِمِ وَ  
نُصْرَةٍ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي



اُتِيَتْ بِمَفَا تَيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضِعَتْ فِي بَيْدِي  
 مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . (ترجمہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ رسول صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھایا گیا . اور بھیجا گیا میں ساتھ جامع کلموں کے  
 اور فتح دیا گیا میں ساتھ خوف کے اور ایک وقت خواب میں دیکھتا ہوں  
 اپنے تئیں کہ دیا گیا میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں پس رکھی گئیں میرے  
 آگے . نقل کی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے .

پس معلوم ہوا کہ خداوند کریم نے ظاہری اور باطنی خزانے نبی کریم صلی  
 اللہ علیہ وسلم پر کھول دیئے اور اولین و آخرین کلام سکھادی .

مشکوٰۃ شریف باب سید المرسلین . حدیث شریف ، وَعَنْ  
 ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَعَارِبَهَا  
 وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مَذَكُّهَا مَا زَوَى لِي مِنْهَا وَ  
 أُعْطِيَتْ الْكُنُوزَ (ترجمہ) روایت ہے ثوبان رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ  
 تعالیٰ نے سمیٹنی میرے لئے زمین . پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور  
 مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی اور میری امت قریب ہے کہ پہنچے اس  
 کی بادشاہی اس مسافت کو کہ اکٹھی کی گئی میرے لئے زمین سے .

مشکوٰۃ شریف باب سید المرسلین فصل اول ، حدیث شریف  
 وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ مَكَتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ  
 حِفَّةُ مُحَمَّدٍ وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ يَدُ فَنَنْ مَعَهُ  
 قَالَ الْيَوْمَ مَرَدُّوهُ وَقَدْ بَقِيَ فِي بَيْتِ مَوْضِعِ قَبْرِ



رواہ ترمذی، اور روایت ہے عبد اللہ بن سلام سے کہا کہ لکھی ہوئی ہیں۔ تو راہ میں صفتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ بیٹے مریم کے دفن کئے جاویں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے حجرے میں۔ کہا ابو موسیٰ نے تحقیق باقی رہی گھر میں ایک قبر کی جگہ نقل کی یہ حدیث ترمذی نے۔ فقط۔

باقی مشارق الانوار میں ہے کہ اصلی وحی کی اعلام ہے پو شہدگی میں علیہ سے وہ اور بیچ حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انبیاء علیہم السلام کے کتنی قسموں پر ہے۔ بعضوں کو ساتھ سنتے کلام اللہ تعالیٰ کے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو چنانچہ دلالت کرتا ہے اس پر قرآن اور جیسے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کو شب معراج میں دوسرے وحی ساتھ رسالت اور وساطت فرشتے کے اور یہ اکثر اور اغلب تھی۔ اور تیسرے وحی القا ہے جیسے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الفی فی روی یعنی ڈالا گیا میرے دل میں یہ مضمون اور کہتے ہیں کہ وحی داؤد کے اکثر اسی قبیلے کی تھی۔ اور وحی کی نسبت جو غیر انبیاء کی طرف واقع ہوئی ہے۔ یعنی الہام کے ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ **وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى اِمِّ مُوسٰى لَیْنِ الْهَامِ کَیَا هِم نَے مَوسٰى عَلَیْہِ السَّلَامِ کِی مَالِ کِی طَرَفِ اُور وَحٰی مَبْعٰثِ اَمْرِ کِی بھِی آتی ہے۔ جیسے کہ وَاوْحٰی اِلٰی الْحَوْرِیِّیْنَ** یعنی امر کیا میں نے طرف حواریوں کے **مَشٰوٰة شَرِیْف**، **بَابِ فِی الْکَرَامَاتِ**، **وَ عَنِ ابْنِ عَمْرٍ اَنَّ** **عَمْرٍ بَعَثَ جَیْشًا وَاَمَرَ عَلَیْهِمْ رَجُلًا سِدْحٰی سَارِیَّةً** **فَبَیْنَا عَمْرٍ یُحْطَبُ فَجَعَلَ یُصِیْحُ یَا سَارِیَّةَ الْجَبَلِ**



فَقَدِمَ رَسُولٌ مِنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ  
لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا فَإِذَا بَصَاحٌ يَصِيحُ يَا  
سَارِيَةَ الْجَبَلِ فَاسْتَدْنَا ظُهُورَنَا إِلَى الْجَبَلِ  
فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

ترجمہ (روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے بھیجا ایک لشکر یعنی طرف نہاوند کے اور امیر کیا اس لشکر پر  
ایک شخص کو کہ نام لیا جاتا تھا اس کا ساریہ پس اس وقت کہ عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ خطبہ پڑھتے تھے پس شروع کیا چلانا اور کہا اے ساریہ لازم  
کہ پہاڑ کو اور پناہ پکڑ ساتھ اس کے پس آیا قاصد شکر سے اور کہا کہ  
اے امیر المؤمنین ملے ہم سے دشمن اور غالب ہوئے ہم پر پس شکست  
دی ہم کو پس ناگہاں ایک چڑانے والا چلاتا تھا اور کہتا تھا اے ساریہ  
لازم پکڑ پہاڑ کو پس لگائیں ہم نے پیٹھیں اپنی طرف پہاڑ کے پس  
شکست دی ان کو اللہ تعالیٰ نے۔ نقل کی یہ حدیث بھیقی نے دلائل النبوۃ  
میں پس اس سے مراد کرامت ہے جس سے علم غیب بھی ثابت  
ہے اور شتوانی اور مدد بھی ثابت ہے۔

مشکوٰۃ شریفین باب الحب فی اللہ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
قَالَ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ  
اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَائِيلَ فَقَالَ  
إِنِّي أَحِبُّ فَلَانًا فَأَحَبَّهُ قَالَ فَيُعِيْبُهُ جِبْرَائِيلُ  
ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فَلَانًا  
فَأَحِبُّوهُ فَيُعِيْبُهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ



النَّبِيُّ فِي الْأَرْضِ (ترجمہ) روایت ہے۔ ابوہریرہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ابوہریرہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ جب دوست رکھتا ہے کسی بندے کو تو پکارتا ہے  
 جبرائیل علیہ السلام کو اور فرماتا ہے کہ تحقیق میں دوست رکھتا ہوں فلانے  
 کو پس دوست رکھ تو اس کو۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس دوست  
 رکھتا ہے اس کو جبرائیل علیہ السلام پھر پکارتا ہے جبرائیل امین آسمان میں  
 پس کہتا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے فلانے کو۔ پس دوست  
 رکھو تم اس کو پس دوست رکھتے ہیں۔ اہل آسمان پھر رکھی جاتی ہے۔  
 اس کے لئے قبولیت زمین میں یعنی ارادہ کرتا ہے اللہ کریم اظہار محبت اپنی  
 کا واسطے کسی بندے کے اپنے بندوں میں سے یعنی بموجب حکم الہی کے  
 جبرائیل نے پکار کی۔ پس معلوم ہوا کہ خداوند کریم اپنے دوستوں کی محبت کا  
 خود اظہار کرتا ہے۔ جو شخص خدا کے دوستوں کی توہین کرے تحقیق وہ خدا کا دشمن ہے۔

مشکوٰۃ - باب رؤیۃ اللہ تعالیٰ فصل الثالث - حدیث مبارک

وَعَنْ أَبِي زُرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ لَوْ رَأَيْتَ آرَأَاهُ. رواه مسلم.

ترجمہ، روایت ہے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ابو ذر رضی

اللہ تعالیٰ نے کہ پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آیا دیکھا

ہے۔ اپنے پروردگار کو یعنی شب معراج میں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے کہ پروردگار و تعالیٰ و تقدس نور ہے۔ کیونکر دیکھا میں نے

اس کو نقل کی ہے یہ مسلم نے۔

مزید بیان - جان کہ روایت حق تعالیٰ کی جائز ہے۔ عقلاً اہل سنت



والجماعت کے نزدیک مکان اور جہت اور مقابلہ دیکھنے کی شرط نہیں ہے۔ ان کے نزدیک اور جو کچھ کہ موجود ہے ممکن ہے دیکھنا اس کا اگرچہ جسم جسمانی میں نہ ہو۔ اور مکان اور جہت میں نہ ہو۔ اور داخلت ان امور کے دیکھنے میں بسبب جریان عادت کے ہے۔ اور اگر قادر مطلق بخلاف عادت کے بدحوں ان کے دکھا دے تو یہ بھی جائز ہے اور اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ کہ وقت بصیرہ بصر میں رکھ دے اور جیسے کہ اس کو آج دنیا میں بصیرت سے پاتے ہیں۔ قیامت میں بصر سے بھی دیکھیں گے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اتفاق رکھتے ہیں۔ علماء اور واقع ہونے روئے حق تعالیٰ کے مومنوں کو آخرت میں اور ولیس کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ اور تابعین سے اس پر بہت ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ خداوند کریم کو خواب میں دیکھا ہے۔

مشکوٰۃ شریف، باب روئے اللہ، حدیث شریف، وَعَنْ  
ابْنِ عَبَّاسٍ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ وَلَقَدْ رَأَىٰ  
نَزْلَةَ الْخُرَىٰ، قَالَ رَأَىٰ يَفُؤَادِيَّةً صَرَّتَيْنِ، رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ، وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَأَىٰ الْحَمْدُ رَبَّهُ  
قَالَ عَاكِمَةُ قُلْتُ أَلَيْسَ اللَّهُ يَقُولُ لَا تَدْرِكُهُ  
الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُهَا الْأَبْصَارُ قَالَ وَمِثْلُ ذَلِكَ  
إِذَا تَجَلَّىٰ بِنُورِهِ الَّذِي هُوَ نُورٌ لَا وَقَدْ رَأَىٰ رَبَّهُ  
صَرَّتَيْنِ (ترجمہ) روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

بیچ تفسیر آیت مذکورہ کے کہ عبور نہ کہا محمد کے دل نے اس چیز میں کہ  
دیکھا اس نے بصر سے اور وہ ذات اقدس اللہ کریم کی ہے اور تحقیق دیکھا



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ خدا کو اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو اپنے دل سے دوبارہ نقل کی ہے یہ مسلم نے۔ اور ترمذی میں روایت ہے کہ کہا ابن عباس نے تفسیر آیت مذکورہ میں کہ دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو کہا عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عباس سے اور اشکال لایا اس دلیل میں کہ کیا نہیں فرماتا ہے اللہ کریم یعنی بیچ صفت ذات اپنی کے کہ نہیں باقی اس کو بنائیاں اور وہ پاتا ہے۔ بینائیوں کو کہا ابن عباس نے جواب عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائے سے کچھ کو اے عکرمہ پانا اس کا بینائیوں کو اور نہ پانا بینائیوں کا اس کو اس وقت ہے کہ تجلی کرے اور ظاہر ہوئے نور اپنے کے کہ وہ نور غاص ہے ذات اس کی کا ہے۔ تحقیق دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو۔ مشکوٰۃ شریف، حدیث پاک، وَعَنِ السَّعْبِيِّ قَالَ لَفِي ابْنِ عَبَّاسٍ كَعْبًا يَعْرِفُهُ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْئٍ فَكَتَبَ حَتَّى جَاؤَ بِتُهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا بَنُو هَاهُنَا فَقَالَ كَعْبٌ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَسَمَ رُؤْيَيْتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى فَصَلَّمَهُ مُوسَى مَرَّتَيْنِ وَرَأَى مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ (ترجمہ) روایت ہے شعبی سے کہ کہا ملاقات کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پس پوچھا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک چیز سے پس تکمیر کہی کعب نے یہاں تک کہ جواب دیا اس کو پہاڑوں نے پس کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ہم اولاد



ماشم ہیں۔ پس کہا کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے تقسیم کی روایت اپنی اور کلام اپنا اور میان محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے پس کلام کی اللہ کریم نے موسیٰ سے دو بار اور دیکھا اللہ تعالیٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار یعنی معراج میں موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دو مقام پر گفتگو کی۔ ایک وادیٰ مین اور دوسرا کوہ طور پر۔

مشکوٰۃ شریف، باب مناقب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث شریف، وَعَنْ عُمَرَ قَالَ أَلْبَسَكَرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَ أَحَبَّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رواہ الترمذی۔ (ترجمہ) روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے سروسار ہیں اور ہم سے افضل ہیں اور ہم سے بہت پیارے ہیں۔  
طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کی ہے یہ ترمذی نے۔  
مشکوٰۃ شریف، حدیث مبارک، وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بِيْ بَكْرٍ أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ وَ صَاحِبِي فِي الْحَوْضِ رَوَاهُ

الترمذی، (ترجمہ) روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ روایت کرتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا واسطے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ تو یار اور مصاحب میرا ہے غار میں اور یار و مصاحب میرا ہے حوض پر۔ مراد حوض مندرجہ ذیل ہے یعنی دنیا و آخرت میں میرا یار و ہمراہی ہے اور غالباً کہ یار غار جو کہتے ہیں اسی



وجہ سے کہتے ہیں اور مراد غار سے غار جیل ٹور کا ہے۔ کہ قریب مکہ مکرمہ کے ہے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے اول وہیں چھپے تھے اور یہی مراد ہے  
 اس آیت میں آیت شریفہ ثانیہ اَشْنَيْنِ اِذْ هَمَّا فِي الْغَارِ  
 اِذْ لَيَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ پس معنی یہ ہیں کہ  
 تو میرا ایسا محضو ص یا رہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری یاری پر گواہی دی ہے  
 اس لئے کہ اجماع ہے مفسرین کا کہ مراد صحابہ سے اس آیت میں  
 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ اس لئے کہا ہے علمائے کہ  
 جو کوئی انکار کرے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے تو وہ کافر ہے  
 اس لئے کہ اس نے انکار کیا ہے نص جلی کا۔

مشکوٰۃ شریف باب مناقب علیؑ ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِي  
 قحاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّؑ  
 اَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى اِلَّا اِنَّهُ لَا  
 نَبِيَّ بَعْدِي مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ ، ترجمہ ، روایت ہے سعد بن ابی  
 وقاص سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے علی رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے ہے موسیٰ  
 علیہ السلام سے مگر فرق یہ ہے کہ نہیں ہے پیغمبر بعد میرے۔ نقل کی ہے  
 یہ بخاری اور مسلم نے۔

مراد یہ ہے یعنی آخرت میں اور قرب مرتبہ میں اور بیچ مددگار ہونے  
 ہونے کے امر وین میں کذا قالہ شارح میں علمائنا۔ اور تورشتی  
 وغیرہ نے کہا ہے۔ کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت  
 فرمائی تھی کہ خلیفہ کیا تھا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اہل و عیال پر اور



آپ غزوہ تبوک کو تشریف لے گئے تھے کہ آخری غزوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ پس منافقوں نے طعن کیا کہ ان کو حقیر و سبک جان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو یہ سنا تو ہتھیار باندھ کر نکلے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اس حال میں کہ آنحضرت اترے ہوئے تھے موضع جبرن میں عرض کی یا رسول اللہ منافق ایسا ایسا کچھ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں نہیں چھوڑا ہے میں نے تجھ کو نگر واسطے محافظت ان کے کہ چھوڑا ہے میں نے ان کو پیچھے اپنے پس واپس جاؤ تم۔ اور تم میرے اہل میں میرا خلیفہ رہو۔ اور اپنے اہل میں بھی کیا نہیں راضی ہے تو اسے علی کہہ دو تو مجھ سے بمنزلہ مارون کے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کہ جب موسیٰ میقات کو گئے تو مارون کو اپنا خلیفہ کیا اپنی قوم میں اور اس حدیث کے پیچھے چمٹے ہیں گمراہ اور دلیل پکڑا ہے اس کو اس میں کہ خلافت کا حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے ان کو خلافت کی۔ پس روافض نے اپنی کجروی سے یہ سمجھ کر نسبت کفر کی کی، تمام صحابہ کو بسبب مقدم کرنے غیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور بعضوں نے نسبت کفر کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف بھی کی ہے اس لئے کہ یہ نہیں قائم ہوئے واسطے طلب حق اپنے کے پس شک نہیں ہے ایسے احمقوں کے کفر میں اس لئے جنہوں نے کافر کہا تمام امت کو خصوصاً صدر اول کو پس بلاشبہ باطل کیا شریعت کو اور گرایا اسلام کو اور ان کی دلیل پڑانے کا جواب اہل سنت والجماعت کے علمائے دیوبند ہے کہ دلیل نہیں ہے ان کے لئے اس میں بلکہ ظاہر حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ



علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ کیا بیچ مدت تشریف رکھنے  
 اپنے کے عزوہ تبوک میں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام  
 کو اپنا خلیفہ کیا۔ غائب ہونے کی مدت میں واسطے مناجات کوہ طور پر  
 اور ہارون موسیٰ کے بعد نبی نہیں تھے اس لئے کہ حضرت ہارون  
 کی وفات حضرت موسیٰ کی وفات سے چالیس برس پہلے ہوئی ہے  
 اور آنحضرت نے اس مدت میں خلیفہ کیا ابن ام مکتوم کو لوگوں کی امامت  
 کرنے کے لئے نماز میں پس علی کرم اللہ وجہہ خیر گیری پیغمبر کے اہل بیت  
 کی کرتے تھے۔ اور ابن ام مکتوم امامت لوگوں کی۔ اگر خلافت مطلق  
 ہوتی تو امامت نماز کے لئے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرماتے  
 بلکہ اولیٰ اور اہم تھا۔ اور کہا طیبی نے چونکہ اس میں شبہہ ہے اور وجہ  
 تشبیہ کی سمجھ میں نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس میں تشبیہ دی  
 ہے ان کو ساتھ ہارون کے۔

پس بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ساتھ قول اپنے  
 کے یعنی ہارون پیغمبر تھے اور تو پیغمبر نہیں یعنی اتصال ان کا حضرت کے ساتھ  
 نہیں جہت نبوت سے پس باقی رہا اتصال جہت خلافت سے اس  
 لئے کہ وہ قریب نبوت کے ہے۔ مرتبہ میں یا تو ہو حالت حیات ان کی  
 میں۔ یا بعد وفات ان کی کے۔ لیکن نکل گیا وہ اتصال کہ ہو بعد وفات  
 ان کی کے اس لئے کہ ہارون نے موسیٰ سے پہلے وفات پائی ہے پس  
 متعین ہوا ہے کہ تھے خلیفہ حالت حیات دنیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی میں وقت جانے آپ کے کے طرف عزوہ تبوک کے۔  
 انتہا خلاصہ اس کا یہ ہے کہ خلافت جزیئہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم



حیات میں دلالت نہیں کرتی ہے اور خلافتِ کلید کے حضرت کی وفات کے بعد خصوصاً جبکہ نکلے ہوئے ہوں اس خلافت سے بھی بسبب رجوع کرنے آنحضرت کی طرف مدینے کے اور شرح مسلم میں کہا بعض علماء نے کہ حضرت کے اس قول میں إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي دلیل ہے اس پر کہ عیسیٰ ابن مریم جب اتریں گے تو اتریں گے حاکم ہو کر اس امت سے بلائیں گے لوگوں کو طرف شریعت محمد مصطفیٰ کے اور نہیں اتریں گے نبی ہو کر ملا علی قاری کہتے ہیں کہ منافات نہیں ہے اس میں کہ ہوں نبی اور ہوں تابع ہمارے نبی صلعم کے بیچ بیان آنے احکام شریعت ان کی کے اور مضبوط کرنے طریقہ ان کے کے اگرچہ ساتھ وحی کے ہو طرف ان کے پس معنی جملہ مذکورہ کا یہ ہے کہ کوئی نبی نبی حضرت ص کے بعد پیدا نہ ہوگا اس لئے آنحضرت ختم کرنا والا ہے اگلے نبیوں کو اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اگر محمد صلعم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت علیؑ ہوتے اور یہ منافی نہیں ہے اس حدیث میں کہ وارد ہوئی ہے حضرت عمرؓ کے حق میں مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ - حدیث - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي عَيْشَى الْبَغِضَةِ الْيَهُودُ حَتَّى بَهَتُوا أُمَّهُ وَأَجَبَتْهُ النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوا بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي لَيْسَتْ لَهُ لَمْ قَالَ يَهْلِكُ فِي سَرَجَلَانِ حَبِّ مَفْرُطٍ لِقَرَضِنِي بِمَا لَيْسَ فِي مَبِغِضٍ كَحِمْلِهِ شَتَانِي عَلِيٌّ أَنْ يَهْتَنِي سِرْوَاةُ أَحْمَدَ - ترجمہ - اور روایت ہے حضرت علیؑ کے کہا فرمایا مجھ کو آنحضرت نے کہ تجھ میں ایک مشابہت ہے



عیسیٰؑ سے دشمن رکھا ان کو یہود نے یعنی بہت۔ یہاں تک کہ تہمت  
 لگائی ان کی ماں کو اور دوست رکھا ان کو نصاریٰ نے یعنی بہت  
 یہاں تک کہ اتارا ان کو اس منزلت اور مرتبہ پر کہ ثابت نہیں  
 ہے ان کے لئے کہ ان کو اللہ یا ابن اللہ کہا پھر کہا حضرت  
 علیؑ نے کہ ہلاک ہوں گے یعنی گمراہ ہوں گے میرے حق میں  
 دو شخص ایک تو محبت رکھنے والا حد سے زیادہ تعریف کریگا  
 میری ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ہے مجھ میں اور دوسرا دشمن کہ  
 باعث ہوگی اس کو دشمنی میری اس پر کہ بہتان کرے گا مجھ پر  
 نقل کی ہے یہ احمد نے = باب مناقب عمر = حدیث۔ وَعَنْ  
 عَقْبَةَ بْنِ عَاهِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ وَ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْنًا بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عَمَّا بِنُ الْحَطَّاءِ  
 رواه الترمذی = ترجمہ اور روایت ہے عقبہ بن عامر سے  
 کہ کہا رسول خدا نے اگر ہوتا بالفرض والتقدير میرے بعد کوئی  
 پیغمبر تو البتہ ہوتا عمر ابن خطاب روایت کی ہے۔ حدیث ترمذی  
 نے۔ اور اس عبارت کو محال میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ مبالغہ  
 اور گویا یہ اس سبب سے ہیں۔ کہ عمرؓ کو الہام ہوتا ہے اور اللہ  
 کرتا ہے فرشتہ ان کے دل میں۔ حق کو۔ مشکوٰۃ۔ باب مناقب  
 صحابہ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
 لَا تَمَسُّ النَّارُ مَسِيلًا رَأَيْتُ أَوْ رَأَيْتُ صَاحِبًا رَأَيْتُ رَأَيْتُ رَأَيْتُ رَأَيْتُ رَأَيْتُ  
 اور روایت ہے جابرؓ سے اس نے نقل کی نبی سے کہ فرمایا آنحضرتؐ  
 نے نہ لگے گی آگ اس مسلمان کو کہ دیکھا ہے مجھ کو یا دیکھا ہے اس



کہ دیکھا ہے اس نے مجھ کو نقل کی ہے یہ حدیث ترمذی نے اس سے  
 مراد صحابہ رضی اور اولیا کرام ہیں۔ اور رسول اللہ کا دیکھنا مراد ہے  
 ظاہر ہو یا باطن ظاہر میں اصحاب کرام مراد ہیں۔ او یا باطنی دیکھنے  
 میں اولیا کرام مراد ہیں۔ حدیث من نظر الی فقیر او لیسمع  
 کلامہ بخشیرۃ اللہ تعالیٰ مع الانبیاء و المرسلین ط۔ ترجمہ  
 جس شخص نے فقیروں کا چہرہ دیکھا یا ان کی زبان سے توحید خداستی  
 حشر کے میدان میں وہ انبیاء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ مشکوات شریف  
 وَعَنْ ابْنِ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَحَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ أَنْ لَا يَدْعُو  
 عَلَيْكُمْ نَبِيَّكُمْ فَتَهْلِكُوا جَمِيعًا وَأَنْ لَا يُظَهِّرَ أَهْلُ الْبَاطِلِ  
 عَلَى أَهْلِ الْحَقِّ وَأَنْ لَا تَجْتَمِعُوا عَلَى ضَلَالَةٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
 ترجمہ یہ اور روایت ہے ابی مالک الاشعری رضی سے کہا فرمایا رسول  
 اللہ نے کہ بے شک اللہ کریم نے پناہ دی اور بچایا تم کو تین چیزوں  
 سے۔ ایک یہ کہ نہ بد دعا کرے تم پر نہی تمہارا کہ ہلاک ہو جاؤ تم  
 جیسے بعضے پیغمبروں نے کی دوسری یہ کہ غالب ہوں اہل باطل اہل  
 حق پر۔ تیسری یہ کہ امت میری ساری جمع نہ ہو گمراہی پر نقل کی یہ  
 حدیث ابو داؤد نے مشکوٰۃ کتاب رفاقہ وَعَنْ أُمِّئَةَ  
 ابْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ أَنَّكَ كَأَنْ يَشْفِقَ بِصَعَابَتِكَ الْمُسَاجِرِينَ رَوَاهُ فِي  
 شرح سننہ۔ ترجمہ اور روایت ہے امیہ بیٹے خالد بیٹے عبد اللہ بیٹے  
 اسید کے سے کہ نقل کی نبی سے یہ کہ تھے حضرت طلب فتح کی کرتے



ساتھ برکت و عافیت ہا جرین کے نقل کی ہے یہ حدیث لغوی نے شرح سنت میں (یعنی فقیروں اپنے کے ساتھ احسان کرنے کے ان سے یا مراد ضعیفوں سے مظلوم ہیں اگرچہ غنی ہوں۔ ان کی مدد کرو حاصل یہ کہ طلب کرو رضا میری بیچ رضا ان کی کے یعنی برکت وجود ان کے کے اور احسان ان کا وجود ان کا ہے اس لئے ان میں اقطاب بھی ہوتے ہیں اقطاب جمع قطب کی ہے اور اوتاد بھی اور بسبب ان کے انتظام بلاد و عباد کا۔ کہا ابن ملک نے کہ ڈھونڈو تم مجھ کو بیچ محافظت ان کی کے اور خوش کرنے دلوں ان کے کے اس لئے کہ تحقیق کہ میں ان کے ساتھ ہوں تن سے بعضے اوقات میں اور جان و دل سے جمیع اوقات میں۔ پس جس نے اکرام کیا ان کا اکرام کیا میرا۔ اور جس نے ان کو ایذا دی۔ اس نے مجھ کو ایذا دی۔ اور مؤید ہے اس کو حدیث قدسی *مَنْ عَادَنِي وَلِيَا فَقَدْ بَارَدَنِي*۔ بالحراب۔ فرمایا اللہ کریم نے یعنی جس نے دشمنی کی میرے ولی سے پس تحقیق نکلا مجھ سے لڑائی کے لئے اور ملا علی قاری نے اس جملے کا یہ مطلب لکھا ہے کہ طلب فتح کی کرتے تھے بواسطہ فقرا ہا جرین کے اور برکت دعا ان کی کے اور بعد اس کے ابن ملک سے یہ نقل کی ہے کہ طلب فتح کی کرتے تھے۔ رسول اللہؐ بواسطہ فقرا ہا جرین کے اس طرح کے فرماتے۔ *اللَّهُمَّ انصُرْنَا عَلَى الْأَعْدَاءِ بَعِيدِكِ الْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ* یعنی یا اللہ مدد کر ہماری دشمنوں پر بواسطہ اپنے بندوں فقرا ہا جرین اپنے کے اور حضرت شیخ نے بھی یہ معنی نقل کیا ہے اور بعد ازاں یہ لکھا ہے کہ اس میں نہایت



بررگی ہے فقرا کی کہ حضرت سید عالم محمد نے ان کے لئے ثابت کی  
 اور مخصوص اور مشرف کیا ان کو ساتھ اس کے ببرکت ان کی کے طلب  
 فتح کی کرتے تھے۔ اور ضعیفوں سے بھی مراد اولیا کرام ہیں۔ کہ  
 تلاش دنیا سے ہاتھ اٹھایا اور اپنے مولیٰ کے عشق میں مستغرق ہوئے  
 مشکوٰۃ باب فی المعجزات۔ وعن علی ابن طالب قال کنت  
 مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکة فخر جنانا فی بعض نواحيها  
 فما استقباله جبل ولا شجر الا وهو ليقول السلام عليك  
 يا رسول الله رواه الترمذي ترجمہ۔ اور روایت ہے علی رضی  
 سے کہ کہا تھا میں ساتھ نبیؐ کے مکہ میں پس نکلے ہم پیرج بعضے گردنواح  
 مکہ کے۔ پس نہ سامنے آیا حضرتؐ کے کوئی پہاڑ یعنی پتھر اور نہ کوئی  
 درخت مگر وہ کہتا تھا کہ السلام علیکم یا رسول اللہ نقل کی ہے  
 یہ ترمذی نے ظاہر ہے یہ کہ علی رضی سنتے تھے اس کو پس حدیث معجز  
 ہے نبی کے لئے اور کرامت ہے ولی کے لئے مشکوٰۃ کتاب روایا  
 وعن انس رضی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المرؤة  
 الصالحة جزء من ستة واثم بعين جزء من النبوة  
 متفق علیہ۔ ترجمہ اور روایت ہے انس رضی سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا  
 محمدؐ نے کہ اچھی خواب ایک ٹکڑا ہے چھیالیس ٹکڑوں نبوت کے سے  
 نقل کی ہے یہ بخاری اور مسلم نے کتاب روایا وعن ابی ہریرة ان  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رانی فی المنام فقد  
 رانی فان الشیطن لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ۔ اور  
 روایت ہے ابو ہریرہ سے یہ کہ نبیؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے دیکھا مجھ کو







اس کا یہ ہے کہ روایا ایک جز ہے۔ ایزائے علم نبوت سے اور علم نبوت باقی ہے اگرچہ نبوت باقی نہیں ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ ہمیشہ حیات کاملہ میں ہیں۔

مشکوٰۃ کتاب الادب فی المصافحہ حدیث۔ وَعَنْ عَائِشَةَ تَأْتَتْ قَدِمَ نَزِيدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَأَقَامَ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرًا يَأْتِي جَرًّا تَوَجَّهَ بِاللَّهِ مَا دَرَأَيْتُكَ عَمْرًا يَا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَأَعْتَقَهُ وَقَبْلَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ترجمہ اور روایت ہے عائشہ رضی سے کہ کہا آئے زید بن حارث مدینے میں اور رسول اللہ ﷺ تھے میرے گھر میں پس آئے زید حضرت کے پاس اور کھٹا کھٹا یا دروازہ۔ پس کھڑے ہوئے اور چلے طرف اس کے رسول اللہ ﷺ تنگے بدن کھینچتے ہوئے کپڑا اپنا یعنی چادر قسم سے خدا کی نہیں دیکھا میں نے آپ کو تنگا پہلے اس سے اور نہ پیچھے اس کے۔ پس گلے سے لگایا زید کو اور بوسہ لیا ان کا نقل کی ہے یہ ترمذی نے یعنی جب سلام کرو تو مصافحہ بھی کرو و بنا کہ سلام تمام و کامل ہو۔ یعنی سوائے تہنید کے کچھ اور کپڑا بدن مبارک پر نہ تھا۔ یعنی وقت استقبال کسی کے ساتھ اسی طرح کی شوق سے تنگے بدن جاتے نہیں دیکھے یہ حدیث اور ایسی ہی حدیث جعفر بن ابی طالب رضی کی دلیل ہے اوپر جائز ہوتے معانقہ اور بوسہ لینے کے۔ اور مختار بھی ہے کہ معانقہ اور بوسہ لینا وقت آنے کے سفر سے جائز ہے۔ بلا کراہیت۔ اور چنانچہ منقول ہے کہ ابو بکر رضی مصافحہ کرتے اپنی خلافت



میں ان بوڑھیوں سے کہ دودھ ان کا پیا تھا۔ اور اس طرح اگر مرد بوڑھا کہ  
 امن میں ہو شہوت سے اس کو مصافحہ کرنا عورت جو ان سے جائز و درست  
 ہے۔ اور مصافحہ ساتھ مرد توش شکل کے درست نہیں شہوت کی نگاہ  
 سے جس کو دیکھنا حرام ہے۔ چھوٹا بھی حرام ہے بلکہ حرمت چھوٹے کی سخت تر  
 ہے نظر سے کذا فی مطالب المؤمنین اور صلوة مسعودی میں لکھا  
 ہے کہ جب سلام علیکم کرے اور ہاتھ دے یعنی مصافحہ کے لئے  
 کیونکہ ہاتھ دینا سنت ہے۔ لیکن ہتھیلی ہتھیلی پر رکھے اگر  
 خوف فتنے کا نہ ہو معانقہ مشروع ہے۔ خصوصاً وقت آنے  
 سفر سے کہ حدیث جعفر <sup>رضی اللہ عنہ</sup> ابی طالب میں آیا ہے۔ اور امام  
 ابی حنیفہ اور محمد <sup>رضی اللہ عنہ</sup> سے منقول ہے کہ اہ بیت معانقہ اور  
 چومنا ہاتھ اور منہ اور آنکھوں کا اور کہتے ہیں کہ معانقہ سے  
 نہیں آئے ہیں۔ چنانچہ فصل اول میں بیچ حدیث انس کے وہ  
 تھے مذکور ہے اور معانقہ جو روایت کیا گیا ہے پہلے منع تھا۔  
 اور شیخ ابو منصور ماتریدی سے بیچ تطبیق حدیث کے نقل کیا گیا  
 ہے معانقہ کہ جو بروجہ شہوت کے ہو مکروہ ہے۔ اور جو بروجہ  
 بر وکرامت کے ہو مشروع ہے اور لکھا ہے علماء نے کہ اختلاف اس  
 جگہ ہے کہ تنگ ہو۔ اور ساتھ قمیض اور جبہ کے معانقہ مکروہ نہیں  
 بالاجماع و هو الصبیح کذا فی الکافی اور بوسہ دینا اوپر ہاتھ عالم  
 متورع کے جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ مستحب ہے۔ اور بعد مصافحہ  
 کے جو اپنا ہاتھ چومتے ہیں کچھ نہیں اور یہ فعل جاہلوں کا ہے۔  
 اور مکروہ ہے۔ اور زمین کو بوسہ کرنا آگے امیر اور علما اور



مشائخ کے حرام ہے۔ اور کرنے والا اور راضی ہونے والا اس پر  
دونوں گناہگار ہیں۔ کذا فی الکافی۔ اور فقیہ ابو جعفر نے کہا کہ  
جو کوئی زمین بوسہ کرے آگے سلطان و امیر کے یا سجدہ کرے اگر بوجہ  
توبہ کے ہے۔ کافر نہ ہوگا۔ لیکن گنہگار اور مرتکب کبیرہ کے ہوگا۔ اگر  
نیت عبادت کے ہو کافر ہوگا اور اگر اوپر ہاتھ عالم یا سلطان کے  
بوسہ سے سبب علم و عدالت کے اور اعزاز دین کے کچھ مضائقہ نہیں  
ہے۔ اور اگر واسطے غرض دنیاوی کے کرے۔ تو اشد مکروہ ہے۔ اور  
اگر کوئی عالم یا زاهد سے اس کے پاؤں چومے تو منع کرے اس کو۔ اور  
بیچ بوسہ دینے اطفال کے رخصت ہے اگرچہ غیر کالٹر کا ہو۔ بلکہ  
بوسہ دینا اوپر دہان طفل کے سنت ہے اور کہا ہے علما نے کہ  
بوسہ پانچ طرح پر ہے۔ ایک بوسہ مرد کا وہ بوسہ والدین کا ہے  
لڑکے کے رخصت پر۔ دوسرا بوسہ رحمت کا وہ بوسہ اولاد کا ہے  
والدین کے سر پر۔ تیسرا بوسہ شہوت کا ہے۔ اور وہ بوسہ خاوند کا بیوی  
سے ہے چوتھا بوسہ تعیبت کا ہے وہ بوسہ مسلمانوں کا آپس میں ہے  
پانچواں بوسہ دنیا بھین کا بھائی کی پیشانی پر اور کہا تو دیکھنے کے بوسہ  
لینا ساتھ شہوت کے حرام ہے بالاتفاق سوائے اپنی اہلیہ کے مشکوٰۃ  
کتاب الاداب۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ  
فَإِذَا عَالِشَةً ابْنَتَهُ مُتَطَهَّرَةً قَدْ أَمَّا بِهَا حَسْبِي فَأَتَاهَا  
أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتِ يَا بِنْتَهُ وَقِيلَ خَدَّهَا مَا وَاهِ أَبُو  
دَاوُدَ تَرْجَمَهُ اور روایت ہے براء رضی سے کہ کہا گیا میں ساتھ ابو بکر رضی



کے بیچ ابتدا آنے ان کی کے مدینے میں پس ناگہاں دیکھا میں نے کہ  
عاشہ رضی بیٹی ابو بکر رضی کی بیٹی ہوئی میں اس حال میں کہ تحقیق ان کو  
پہنچی تھی تب پس آیا ان کے پاس ابو بکر رضی اور کہا کہ کسی ہے تو اسے  
بیٹی میری اور بوسہ دیا ان کے رخسار پر نقل کی یہ ابو داؤد نے یعنی  
ازراہ شفق اور محبت کے یا بر عایت سنت کے فقط

## باب زیارت القبور

مشکوٰۃ کتاب الطہارت فصل اول - حدیث - عن ابی مالک  
الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطہور  
شطر الایمان والحمد للہ یتملأ المیزان و سبحان اللہ  
والحمد للہ تملأن او تملأ ما بین السموات والارض  
والصلوٰۃ نور والصدقۃ برہان وابصر مضیاء والقرآن  
مجد لك - ترجمہ روایت ہے ابی مالک اشعری سے کہا مالک اشعری  
نے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ پاک رہنا وضو کے ساتھ اوصا ایمان ہے۔ اور  
الحمد للہ کہنا بھردیتا ہے ترازو کو۔ یعنی ترازو کے عمل کو اور  
سبحان اللہ اور الحمد للہ بھردیتا ہے ہر ایک کلمہ اس چیز کو کہ درمیان  
آسمان اور زمین کے ہے اور نماز نور ہے۔ اور صدقہ دینا  
دلیل ہے۔ رضا مندی اللہ کی۔ اور صبر کرنا روشنی ہے۔ اور  
قرآن دلیل ہے۔ تیرے لئے قرب خدا میں۔ مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ



ابوبکرؓ فصل الثانی = عَنِ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَنْ صَلَّى صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحَطَّتْ  
 عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ وَرَفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ رَوَاهُ  
 النَّسَائِيُّ = ترجمہ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے  
 کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ جو کوئی بھیجے مجھ پر درود شریف ایک بار  
 رحمت بھیجے گا اللہ تعالیٰ۔ اس پر دس بار اور بخشے جاویں گے  
 دس گناہ اور بلند کئے جاویں گے اس کے لئے دس درجے روایت  
 کیا ہے اس حدیث کو امام النسائی نے = دس رحمتیں حکم اس  
 آیت شریف کی ہوتی ہیں۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ  
 أَمْثَالِهَا۔ ترجمہ جو کوئی کرتا ہے ایک نیکی پس اس کے لئے ہیں  
 دس حصے۔ انتہائی حسنت سے پرخ قرب حق کے درجے بلند کئے  
 جائیں گے سبحان اللہ درود خوانوں کا کتنا بڑا اعلیٰ رتبہ ہے  
 کہ قیامت کے دن وہ حضورؐ کے مقرب ہوں گے۔ صوفیائے  
 کرام اس رتبے کے مستحق ہیں۔ کیوں کہ یہ لوگ کثرت سے درود  
 شریف پڑھتے ہیں۔ اور ہر ایک آدمی مرد یا عورت مومن ہوں  
 یا مومنات طریقہ صوفیاء کرام رکھیں۔ اگر نہ رکھ سکیں تو بھی نماز  
 پنج گانہ کے بعد وظیفہ درود شریف جہاں تک ہو سکے کثرت سے  
 رکھیں تاکہ درجہ مقرب ہونے کے مستحق ہو جائیں۔ درود شریف  
 ہر مرض کی دوا ہے۔ اور ہر مشکل کی کنجی ہے جب کوئی بزرگ یا عالم  
 طالب کو کوئی وظیفہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ضرورتاً کبید فرماتے ہیں۔ کہ  
 وظیفہ پڑھنے کے وقت اول و آخر میں پانچ یا گیارہ مرتبہ درود



پڑھیں باجارت مشائخ کامل = حدیث باب الصلوٰۃ علی النبی و عن  
 اٰی ہرثیۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من  
 احد یسلم علیّ الا رآ اللہ علیّ راوحی حتی اسد علیہ  
 السلام رواہ ابو داؤد والبیہقی فی الدعوات الکبیر  
 ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہا ابو ہریرہؓ نے کہ فرمایا رسول  
 اللہؐ نے نہیں کوئی آدمی کہ سلام بھیجے مجھ پر مگر کہ بھیجتا ہے اللہ  
 تعالیٰ مجھ پر روح میری یہاں تک کہ جواب دیتا ہوں میں اس پر  
 سلام کا روایت کی یہ حدیث ابو داؤد اور بیہقی نے صحیح دعوات  
 کبیر میں . مشکوٰۃ جبکہ سلام بھیجتے ہیں مجھ پر قلیل ہو یا  
 کثیر اور مخصوص ہے اس کے لئے جو ہزار شریف سے دور  
 ہے ۔ یعنی جو وہاں جا کر بھیجتا ہے ۔ تو آنحضرتؐ بلا واسطہ  
 سُنّتے ہیں ۔ فرشتوں کے پہنچانے کی احتیاج نہیں اور اس میں  
 اشارہ ہے حضرتؐ کی حیات دائمی کی طرف ۔ اور خوش ہونے  
 ان کے کے بسبب پہنچنے سلام امت کے ۔ اور اشارہ ہے  
 طرف قبول سلام کے اور کبھی فرشتے اٹھائے جاتے ہیں ۔ طرف  
 حضرتؐ کے اور آگے آئے گا ۔ کہ حضرتؐ سلام کا جواب بھی اس  
 کو دیتے ہیں جو آپ پر سلام بھیجتا ہے اور ایک روایت میں  
 آیا ہے کہ فرشتے اس کا نام لیتے ہیں ۔ کہ یا رسول اللہؐ کہ  
 فلاں بن فلاں یقرک السلام یعنی وہ سلام عرض کرتا ہے  
 عقیدہ اہل سنت والجماعت کا یہ ہے کہ آنحضرتؐ عالم برزخ  
 میں زندہ ہیں ۔ لیکن اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا



ہے۔ کہ حضرت زندہ نہیں ہیں۔ وقت سلام کرنے کسی کے رُوح بدن کی طرف لوٹائی جاتی ہے۔ جو اب اعتراض کا یہ ہے کہ مراد رُوح بھیجنے سے نہیں ہے۔ کہ رُوح بدن مبارک میں نہیں ہے۔ اب بھیجتے ہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ رُوح مبارک جو مشاہدہ رب العزۃ میں مستغرق ہے۔ اُس کو اسی حالت سے افاقہ دیکر اس عالم کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ صلوات والسلام سُنیں۔ پس اس توجہ اور آگاہ کرنے رُوح کو لوں کہا کہ بھیجتا ہے اللہ رُوح مجھ پر انبیاء علیہم السلام۔

قبروں میں زندہ ہیں۔ اب آگے کلام اس میں رہا۔ کہ یہ فضیلت خاص زیارت کرنے والوں کے لئے ہے یا عام ہے؟ ظاہر یہ ہے کہ عام ہے خواہ دور سے سلام بھیجے یا روضہ مبارک پر جا کر مگر یہ کہ سلام زیارت کرنے والوں کا بے واسطہ ملائکہ کے سنتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تیسری فصل میں ظاہر ہوتا ہے۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قُبُورًا عَيْدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ رَأَاةَ النَّسَائِي وَعَنْهُ قَالَ۔ ترجمہ اور روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا ابو ہریرہ نے کہ سنا میں نے رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے کہ نہ ٹھہراؤ تم گھروں کو مانند قبروں کے اور نہ ٹھہراؤ قبر میری کو عید اور درود بھیجو مجھ پر پس تحقیق درود تمہارا پہنچتا ہے مجھ کو جہاں ہو تم روایت کی یہ حدیث نسائی نے مثل



مردوں کے ان میں پڑے سوئے رہو۔ اور کچھ عبادت اور نماز ان میں نہ کرو۔ بلکہ جیسی مسجدوں میں عبادت کر کے انوار حاصل کرتے ہو اس میں سے گھروں میں بھی کچھ عبادت کرتے رہو تاکہ انوار اور برکات اس کے گھر والوں کو پہنچیں۔ اور فرائض مسجد میں ادا کرو اور تو اقل گھروں میں ادا کرنے افضل ہیں۔ مساجد میں ادا کرنے سے یا مراد یہ ہے کہ گھروں میں مردے دفن نہ کرو۔ اور حضرت کا دفن ہونا گھر میں خصائص سے ہے۔ اور کو نہ چاہئے ممکن ہے کہ معنی یہ ہوں۔ کہ قبروں کو نہ ٹھہراؤ جگہ سکونت اپنی کے یعنی جیسے اس وقت میں خادموں نے اختیار کیا ہے۔ تاکہ دل کی ترمی اور رحمت نہ جاتی رہے۔ بلکہ زیارت کر کے اپنے گھروں میں پھر آیا کرو۔ یا اپنے گھروں میں یا اپنے حجرہ میں رہیں۔ یعنی میری قبر کو مثل عید گاہ کے نہ کرو۔ کہ جمع ہوں اس پر نہ نیت اور سرود اور لہو و لعب کے ساتھ کہ غفلت کا موجب ہے۔ جیسا کہ یہود اور نصاریٰ انبیاء علیہ السلام کی قبروں پر کرتے ہیں۔ یا جیسے بعض نادان مسلمان قبروں پر میلوں کے موقع پر جا کر خرافات کرتے ہیں۔ کہ ان کا ذکر کرنا بہت بُرا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ میری زیارت کو مثل عید کے نہ کرو کہ برس میں ایک بار یا دو بار ہی حاضر ہوا کرو۔ پس اس صورت میں رغبت دلائی اوپر کثرت زیارت اپنی کے۔ اور حاضر ہونے کے اس درگاہ پشت پناہ میں۔ سرناقنا اللہ آمین۔ اس میں حیث ما گنتہ میں بعض مشتاقوں نے ترقی فرمائی۔ اس بات کی طرف پس اگرچہ بسبب ضرورت کے دور ہوں۔ لیکن چاہئے کہ توجہ اور حضور



قلبی سے غافل نہ ہوں۔ اور لازم ہے کہ عرسوں میں ذکر اذکار نہ ہو و تقویٰ جاری رکھیں اور بہ وسید، بزرگان دین کے اپنے گناہوں کی خداوند کریم سے مغفرت حاصل کریں۔ پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ مشکوٰۃ باب زیارة القبور فصل اول۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ تَرْيَا مَرَاةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لِحْوِمِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلْثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَأَ لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ اللَّيْزِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَأَشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَ

لَا تَشْرَبُوا مَشِيكًا إِلَّا مَا مَسَّكُمْ تَرْجَمَهُ اور روایت ہے بریدہ سے کہ کہا بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منع کیا تھا میں نے تم کو زیارت کرنے قبروں کی سے۔ پس زیارت کرو ان کی اور منع کیا تھا میں نے تم کو کھانے گوشت قربانی کے سے بعد تین دن کے۔ پس رکھو جب کہ خواہش ہو واسطے تمہارے۔ اور منع کیا تھا میں نے تم کو نمید سے گریج مشک کے پس پیوسب باستوں میں اور نہ پیونشہ دینے والی چیز نقل کیا ہے اس حدیث کو مسلم نے۔ یعنی ابتدا اسلام میں حضرت ۴ نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا۔ اس لئے کہ زمانہ جاہلیت کا قریب گذرا تھا مبادا ایسی باتیں قبروں پر نہ کریں کہ باعث کفر کی ہوں۔ جب دیکھا کہ اسلام دلوں میں مضبوط ہو گیا تو اجازت دی۔ پس زیارت قبروں کی مستحب ہے۔ سب علما کے نزدیک اس لئے کہ اس سے دل نرم ہوتا ہے۔ اور موت یاد آتی ہے اور دنیا فانی



ہے۔ اور بہت سے فائدے ہیں۔ اور عمدہ فائدہ یہ ہے کہ مردوں کے لئے دعا اور استغفار ہوتی ہے۔ اور یہ سنت ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ یقیع میں تشریف لے جاتے تھے اور سلام بھیجتے تھے وہاں کے مردوں پر۔ اور استغفار کرتے تھے ان کے لئے۔ اور علمائے اختلاف کیا ہے۔ اس میں کہ آیا عورتوں کے حق میں نہی باقی ہے یا ان کو بھی زیارت کرنا درست ہے صحیح یہ ہے کہ عورتیں سوائے حضرتؐ کی مزار کے حتی المقدور اور قبروں کی زیارت نہ کریں۔ اور کہا نوویؒ نے زیارت کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو فقط واسطے یاد کرنے موت اور آخرت کے ہے۔ پس اس کے لئے کافی ہے عورت باپردہ ہو۔ دیکھنا قبروں کا بغیر پہچاننے مردوں ان کے دوسرے واسطے دعا وغیرہ کے پس وہ مستنون ہے۔ ہر مسلمان کے لئے۔ تیسری برکت حاصل کرنے کے لئے ہے۔ پس وہ زیارت اچھے لوگوں کی قبروں کی ہے اس لئے کہ ان کے لئے برزخ میں تو نَصْرَات اور برکات ہیں۔ چوتھی واسطے ادا حق دوست قرابتی کے ہے جیسے کہ حدیث ابی نعیم میں آیا ہے۔ کہ جو کوئی زیارت کرے مائی باپ کی یا ایک کی دن جمعہ کے تو ہوتے ہیں۔ مانند حج کے پانچویں ہربانی اور نصیحت کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ آیا ہے حدیث میں کہ جو کوئی گذرتا ہے اوپر قبر مومن بھائی اپنے کے اور سلام کرتا ہے اس پر۔ اور وہ پہچانتا ہے اس کو اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ اور پڑھانا قرآن مجید کا قبر کے پاس مکروہ نہیں۔ اور مستحب ہے کہ وقت



زیارت کے پڑھے۔ سورۃ احلاص سات بار اور بخشے ثواب اُس کا  
 میت کو اور زیارت کرنا جمعہ کو افضل ہے۔ اور دنوں سے خصوصاً  
 اور روز میں چنانچہ حرمین شریفین میں یہ معمول ہے کہ روز اول  
 جمعہ میں معلیٰ اور یقیع میں زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ اور مکروہ ہے  
 روزناقیروں بغیر ضرورت کے یعنی ابتداء السلام میں لوگ محتاج  
 تھے قدرت قربانی کی ہر کوئی نہ رکھتا تھا۔ اس لئے حضرت نے قربانی  
 کرنے والوں کو فرمادیا تھا۔ کہ تین دن سے زیادہ نہ رکھا کریں گوشت  
 قربانی کا بلکہ محتاجوں کو للہ دیا کریں۔ پھر جب فراخی کی اللہ کریم نے  
 لوگوں پر اور اقبیح ان کو نہ رہی۔ اجازت دی حضرت نے کہ جتنے  
 دنوں تک چاہو رکھو۔ بنیہذا اُس کو کہتے ہیں کہ کھجور یا انگور کو پانی  
 میں بھگور کھتے ہیں۔ بعد ازاں پیتے ہیں۔ یہ حلال ہے جب تک  
 کہ نشہ کرنے والی نہ ہو۔ پس حضرت نے ابتداء اسلام میں  
 فرمایا تھا۔ کہ بنید مشک میں رکھا جایا کرے۔ اس لئے کہ جب تک  
 پتلی ہوتی ہیں۔ اس میں جلدی گرم ہو کر نشہ کرنے والی نہیں ہوتی  
 اور بانسوں میں رکھنے سے منع فرمایا۔ کہ لاکھی بانسوں وغیرہ میں  
 نہ رکھی جاوے۔ اس لئے کہ بانسوں میں جلدی متغیر ہو کر نشہ کرنے  
 والی ہو جاتی ہے۔ اور ان ایام میں شراب عنقریب ہی حرام ہوئی تھی  
 قول مشائخ قال حجۃ الاسلام محمد الغزالی من لیستمد فی  
 حیاتیہ لیستمد بعد فماتہ۔ کہ حجۃ الاسلام محمد امام غزالی  
 نے جس شخص بزرگ سے اس کی زندگی میں مدد طلب کی جاوے۔ اُس کی  
 دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی مدد طلب کی جاوے۔ اور



مدول سکتی ہے۔ مشکوٰۃ باب زیارت القبور فصل اول حدیث۔

وَمَنْ بَرَّيْدَةً قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَعْلَمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ اللَّهِ  
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ

لِلْآحِقُونَ لَسَّالُ اللَّهُ لَنَا وَلكُمْ الْعَافِيَةَ رواه مسلم۔  
ترجمہ اور روایت ہے بریدہ رضی سے کہا تھے رسول اللہ ﷺ

مسلمانوں کو جبکہ نکلے طرف قبروں کے کہیں سلام ہو تم پر اے  
گھر والوں قبروں کی جگہ کو حضرت نے گھر فرمایا ہے۔ اس  
لئے مردے ان میں مانند زندوں کے گھروں میں رہتے ہیں مومنوں

میں سے اور مسلمانوں میں سے اور تحقیق اگر چاہے اللہ تعالیٰ  
ساتھ تمہارے البتہ ملیں گے سوال کرتے ہیں ہم اللہ سے اپنے  
لئے اور تمہارے لئے عافیت کا روایت کی یہ مسلم نے پس معلوم

ہوا اس حدیث سے کہ مومنین اور مسلمین قبروں میں زندہ ہیں  
کہ رسول اللہ ﷺ نے مخاطب ہو کر ان کے ساتھ کلام کی۔ اگر

زندہ نہیں ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ کا کلام کرنا مردوں کے ساتھ عبث  
اور لغو ہے نعوذ باللہ منہا حضور نے کبھی بھی لغوی بات نہیں کہی

اس لئے کہ قبر ایک مکان ہے ان کے لئے راحت کا یا عذاب  
کا جو اس سے انکار کرے وہ مردود ہے۔ مشکوٰۃ باب زیارة القبور

فصل الثالث = حدیث شریف۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ  
أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِنِّي وَأَضَعُ ثَوْبِي وَ

أَقُولُ إِنَّمَا هُوَ رُوحِي وَأَبِي فَلَمَّا دَفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللَّهِ



مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مُشَدُّودٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِمَّنْ  
 رواہ احمد = ترجمہ اور روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ  
 سے کہا تھی میں داخل ہوتی اپنے گھر میں کہ اس میں مدفون تھے رسول اللہ  
 اور ابو بکر رضی اللہ عنہما بھی اس میں مدفون تھے تحقیق میں رکھتی یعنی اتار دیتی چادر  
 اپنی اور کہتی میں یعنی اپنے دل میں سوائے اس کے نہیں ہے تحقیق  
 مدفون ہیں۔ خاوند میرے یعنی حضرت رسول اللہ اور باپ میرے  
 یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہما دونوں اجنبی نہیں ہیں۔ پس جب کہ دفن کئے گئے حضرت  
 عمر رضی اللہ عنہما کے یعنی اس مکان میں پس قسم ہے اللہ کی نہیں داخل  
 ہوئی میں گھر میں۔ مگر میں باندھے ہوئے ہوتی اپنے پر کپڑا اپنے  
 واسطے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اجنبی تھے۔ روایت کی احمد نے  
 پس معلوم ہوا کہ جیسا زندوں سے ہوتی ہے اور مردوں سے جیسا نہیں  
 ہوتی۔ یہ حضرات با حیات کاملہ زندے ہیں۔ تو زندوں سے مراد حاصل  
 ہوتی ہے۔ مشکوٰۃ باب الفصل المیت و التکفین۔

حدیث عن ام عطیة قالت دخل علينا رسول الله صلى الله  
 عليه وسلم ونحن نفضل ائنته فقال اغسلتها ثلثا او خمسا  
 او اكثر من ذلك ان رايتنك ذك بيماء وسدي و  
 جعلن في الآخرة كافورا او شيئا من كؤبر فاذا افتتن  
 فاذا نمتي فلما فرغنا آذناة فالتقى إلينا حقواة فقال  
 اشعرننها اياة۔ ترجمہ روایت ہے ام عطیہ صحابیہ رضی  
 اللہ عنہا سے کہ کہا کہ آئے ہمارے پاس رسول اللہ اور ہم نہلا رہی تھیں  
 بیٹی ان کی کو پس فرمایا۔ رسول اللہ نے کہ نہلاؤ ان کو تین بار



یا پانچ بار یا زیادہ اس سے اگر دیکھو تم یہ مناسب ساتھ پانی اور  
 پتے بیر کے اور ڈالو آخر بار میں کافور یا کچھ کافور سے پھر خیر  
 کرو مجھ کو پس جیکہ فارغ ہوئے ہم نے خیر کی رسول اللہ ﷺ کو پس ڈالا  
 طرف ہمارے حضرت رسول اللہ ﷺ نے تہبند اپنا پھر فرمایا بدن سے  
 لگا دو تہ بند حضرت ﷺ نے صاحبزادی کے لئے عنایت کیا تاکہ  
 برکت اس کی ان کو پہنچے پس معلوم ہوا کہ مستحب ہے برکت دہیوند  
 لباس صاحبین اسے میت کے لئے جیسا کہ پہلے موت کے ہے  
 مشکوٰۃ باب الغسل فصل الثالث - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَعْدَ مَا أُدْخِلَ حَقْرَتَهُ  
 فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلَى مِرْكَبَتِهِ فَنَقَتْ فِيهِ مِنْ  
 تَرَابِقِهِ وَأَبْسَهُ قَمِيصَةً قَالَ كَانَ كَسَا حَبَابًا سَا قَمِيصًا مُتَفَقِّهًا  
 عَلَيْهِ :- ترجمہ اور روایت ہے حضرت جابر رضی سے کہ کہا جابر رضی  
 نے آئے رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن ابی کے پاس بعد اس کے رکھا گیا  
 تھا اپنی قبر میں پھر حکم فرمایا اس کے نکالنے کے لئے پس نکالا گیا  
 پھر رکھا اس کو حضور ﷺ نے اپنے گھٹنوں پر پس ڈالا منہ اس کے  
 میں آب دہن اپنا اور پہنایا اس کو اپنا کرتے کہا جابر رضی نے اور تھا  
 عبد اللہ بن ابی پہنایا تھا عباس رضی کو کھڑا نقل کی یہ بخاری اور مسلم  
 نے عبد اللہ بن ابی رئیس المناقبین تھا۔ اور نفاق ظاہر رکھا تھا حضرت عباس  
 کو کہ چچا حضرت ﷺ کے تھے بدر کے دن قیدی کر کے لائے تھے۔ اور وہ تگے  
 تھے۔ تو پیرا ہن کسی کا ان کو ٹھیک نہ آتا تھا۔ سبب دراز قد ہونے کے  
 عبد اللہ بن ابی کا یہ بھی دراز قد تھا۔ اپنا کرتا ان کو پہنایا پس حضرت



نے اپنا کرتا اس کو پہنایا۔ اُس کرتے کے بدلا اوتار نے کیلئے کہ منافق کا احسا  
ان پر نہ رہ جائے۔ اور اس میں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ قرآن مجید  
میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا  
وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهِ ترجمہ یعنی دعا نہ کر کسی پر منافقوں میں سے  
کہ مر گیا ہے مت کھڑا ہو اس کی قبر پر اور باوجود اس کے حضرت عبداللہ  
کی گور پر تشریف لے گئے۔ اور گرتے پہنایا اور لعاب دہن مبارک اس  
کے منہ میں ڈالا۔ جواب اس کا علماء نے یہ لکھا ہے کہ یہ واقعہ پہلے اترنے  
آیت کے تھا۔ اور حضرت کو غرض اُس سے بدلا اتارنا تھا۔ جیسا کہ اوپر مذکور  
ہوا اور تالیف اور خاطر داری اُس کے بیٹے کی کہ وہ مومن تھا۔ پاک  
تفاق سے اور دہن مبارک اور کرتا مبارک حضرت جبرائیل نے چھین  
لئے تھے۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان باب اثبات عذاب قبر۔ حدیث  
وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ  
اِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عِنْدَهُ اَحْبَابُهُ اِنَّهُ يَسْمَعُ قُرْعَ نِعَالِهِمْ  
اِذَا هُمْ مَلَكَانِ فَيَقْعِدُ اِنَّهُ فَيَقُولُ لَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي  
هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اللّٰهُ فَيَقُولُ  
فَيَقُولُ اَشْهَدُ اَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ لَهُ  
النَّظْرُ اِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبَدَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا  
مِنَ الْجَنَّةِ فَيَزُحُّهُمَا جَمِيعًا۔ ترجمہ روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہا  
فرمایا رسول اللہ نے تحقیق بندہ جس وقت رکھا جاتا ہے بیچ قبر کے  
اور پھرتے ہیں اس سے ہم اسی اس کے تحقیق وہ سنتا ہے آواز پاؤں  
اُن کے کے آتے ہیں اُس کے پاس دو فرشتے ہیں بٹھاتے ہیں اس کو پس



کہتے ہیں کیا کہتے ہو تم حتیٰ اس شخص کے کہ یعنی محمد الرسول اللہ کے پس مومن  
 کہتا ہے گواہی دیتا ہوں میں کہ اللہ کا بندہ ہے اور رسول اس کے پس  
 کہا جاتا ہے واسطے اس کے دیکھ طرف ٹھکانے اپنے کے دوزخ سے  
 تحقیق بدلی تجھ کو اللہ نے بدلے اس کے جگہ بہشت میں۔ پس دیکھتا ہے  
 ان دونوں کو سب کو تو جس جگہ میں روح نیا کا حاضر ہوتا ہے وہاں  
 نبی و جنات کی لگتی ہے۔ وہ مقام رحمت ہوتا ہے۔ اور مقام رحمت  
 میں دعاء مخلوق مستجاب ہوتی ہے۔ مشکوٰۃ باب الایمان باب اثبات  
 عذاب القبر۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانِ الْبَنِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ  
 بِأَخْيِكَ ثُمَّ سَلِّ إِلَيْهِ بِالتَّشْيِيبِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُشَالُ تَرَوْنَ  
 الْبُودَاؤُودَ = روایت ہے عثمان رضی سے کہہاتے تھے حضرت نبیؐ جس وقت  
 کہ فارغ ہوتے ہیں دفن کرنے میت کے سے تو ٹھہرے نزدیک اس کے پس  
 فرمایا استغفار کرو واسطے بھائی اپنے کے پھر مانگو واسطے اس کے ثابت  
 رکھتے کہ پس تحقیق وہ اس وقت سوال کیا جاتا ہے روایت کی یہ ابوداؤد  
 نے اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ دعاء استغفار مردے کو زندے  
 کی مفید ہے مذہب اہل سنت جماعت کا یہ ہے اور یہ دعائا بتی کی  
 مانگتے سوائے تلقین میت کے ہے کہ بعد دفن کے کرتے ہیں۔ اور وار  
 ہوئی تلقین بعد دفن کے ایک حدیث ابو امامہ رضی صحابی سے کہ ذکر کی  
 وہ حدیث سیوطی سے حدیث طبرانی سے ابن نجار نے اور ابن عساکر  
 نے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ نے کہ جب مرے کوئی تم سے اور مسیط  
 چکو۔ تو کھڑا ہووے ایک شخص سرہانے قبر کے اور کہے یا فلاں



فلاں اور میت سنتا ہے لیکن جواب نہیں دیتا۔ پھر کہے یا فلاں  
 بن فلاں جب وہ اس بار سنتا ہے تو اٹھ بیٹھتا ہے قبر میں پھر کہے  
 یا فلاں بن فلاں اس بار کہتا ہے میت ارشاد کر مجھ کو رحمت کرے  
 خدا تعالیٰ تجھ پر لیکن تم نہیں سنتے اس کو پھر کہے یا فلاں فلاں  
 اس کلمے کو کہ نکلا تو اس پر دنیا سے آشفد ان لا الہ الا اللہ واشہد  
 ان محمدًا عبداً ورسولہ ط راضی ہو تو کہ خدا تعالیٰ پروردگار تیرا  
 اور محمد پیغمبر تیرے اور اسلام دین تیرا اور قرآن امام تیرا جب یہ کہتا  
 ہے تو پکڑ لیتا ہے۔ ایک منکر نکیر میں سے ہاتھ دوسرے کا اور کہتا  
 ہے باہر نکل اس بندہ کے آگے سے ہم کیا کام رکھتے ہیں۔ اس سے کہ خدا  
 تعالیٰ نے تلقین کی یعنی سکھائی اس کو دلیل اس کی ایک شخص نے  
 عرض کیا یا رسول اللہ اگر نام میت کی ماں کا نہ جانیں ہم تو کیا کہیں  
 اور کس کی طرف نسبت کریں۔ فرمایا نسبت کر جو اکی طرف کہ ماں بہوں  
 کی ہے تمام ہوئی حدیث اور پڑھنا سورۃ بقرہ کا مفلحون تک  
 اور اٰمن الرسول تک بھی آیا ہے اور اگر ختم قرآن کرے افضل ہے  
 اور بعض علماء سے منقول ہے کہ مسند فقہ کا ذکر کرے یہ بھی فضیلت  
 رکھتا ہے۔ اور باعث اترنے رحمت کا ہوتا ہے۔ اور مقام رحمت میں  
 جانا لازم ہے اور مستحب ہے پس معلوم ہوا کہ قبر والوں سے جواب بھی ملتا  
 ہے اور مراد بھی مگر خلق الہی جس طرح اللہ کریم ہمارے دعاؤں کو سنتا ہے  
 اور قبول کرتا ہے اور عام لوگ خدا کی طرف سے جواب سن نہیں سکتے  
 اور خدام اور پوری کر دیتا ہے۔ اور جواب بھی دیتا ہے اور قبر والوں سے  
 بھی جواب ملتا ہے مگر زیارت کرنے والوں کو آواز سنائی نہیں دیتا کیونکہ



مرجانے کا احتمال ہے مگر سوائے عارف باللہ لوگوں کے۔ کیونکہ اولیاء اللہ کو سب مردے نظر آتے ہیں۔ اور کلام بھی کرتے ہیں۔ اور خداوند کریم سے باذن خدا بخشا بھی سکتے ہیں۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان باب اثبات غیب

حدیث۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الَّذِي تَحْتَكَ لَكَ الْعَرْشُ وَفَتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدْ ضَمَّ ضُمَّةً شَدَّ فُرْجَ عُنُقِهِ رَوَاهُ الْإِسْنَانِيُّ۔ ترجمہ اور روایت کی ہے ابن عمر

سے کہا فرمایا رسول اللہ نے یہ وہ شخص ہے یعنی سعد ہلا واسطے اس کے عرش اور کھولے گئے واسطے اس کے دروازے آسمانوں کے اور حاضر ہوئے جنازے اس کے پرستار فرشتے۔ تحقیق بھیجے گئے بھیجنا پھر کشادہ کی گئی قبر اور دور ہوئی سختی ان سے روایت کی یہ نسائی نے یہ درج ہے کرامت والوں کا پارہ ۲۰۔

سورة النمل = آیت شریف انک لا تسْمِعُ الْمُؤْتِقِ وَلَا تَسْمَعُ الْقَلَمُ الدُّعَاءَ إِذَا وَتَوْ مَدِيرِينَ ۵۔ ترجمہ تحقیق کہ تم بات نہیں سنا سکتے مردوں کو یعنی مردہ دل کافر تمہاری بات سن نہیں سکتے اور تم نہیں سنا سکتے بہروں کو پکار کر جب پھرتے ہیں پیٹھے پھیرے یعنی ان کے دلوں کے کان بہرے ہیں اور قرآن سننے سے انکار کرتے ہیں اور منہ پھیرتے ہیں۔ تو بہروں کے مشابہ ہیں نہ سننے میں خصوصاً وہ بہرہ جو پھیر جائے اور اپنے پکارنے والے کی طرف پیٹھے پھیرے اس صورت میں اس کو سنا تا بہت مشکل ہے۔ اور اشارہ کنا یہ بھی وہ نہیں دیکھتا۔ کہ اشارے سے بات سمجھیں۔ وَمَا آتَتْ بِغَدِيدِي



اَلْعَمٰی عَنِ ضَلٰلٰتِهِمْ اِنَّ تَسْمِعُ اِلَّا مَقٰیٰمًا مِّنْ یَّٰۤاٰیٰتِنَا فَهَمَّ  
 مَّسْلُومُوْنَ ۝ اور نہیں آپ اے ہمارے جیب راہ دکھانے والا  
 اندھوں کو اور ان کی گمراہی سے اس واسطے کہ ہدایت نہیں حاصل  
 ہوتی مگر چشم بصیرت کی بدولت اور وہ یہ آنکھ نہیں رکھتے۔ نہیں  
 سنا تا ہے تو گمراہ سے جو ایمان لائے ہماری باتوں کا۔ یعنی یا رسول  
 اللہ تمہاری بات نہیں سنتے مگر ایمان والے تو وہ حکم ماننے والے  
 اور تمہارا کہا یعنی جاننے والے ہیں۔ اور کافر لوگ آپ کی بات نہیں  
 سن سکتے اور نہیں سنا سکتے پکار اپنا قبول والوں کو جو کہ اہل یہود اور  
 نصاریٰ ہیں۔ کیوں کہ اللہ کریم نے ختم اللہ کر دیئے ہیں۔ یعنی ان کے  
 دلوں پر حیر لگا دی ہے کہ ہدایت اندر نہیں جاسکتی اور کفر باہر نہیں  
 نکل سکتا۔ پارہ ۲۸ سورہ الممتحنہ۔ آیت شریفہ۔ یٰۤاٰیٰتِہَا الَّذِیْنَ  
 اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْہِمْ قَدْ لَیْسُوْا مِنْ  
 الْاٰخِرٰتِ ۗ کَمَا لَیْسَ الْکٰفِرُوْنَ مِنَ الْاَقْبُوْسِ ۗ ترجمہ  
 اے لوگو ایمان والو دوستی نہ کرو ان لوگوں سے کہ غصہ کیا ہے ان پر اللہ  
 نے۔ تحقیق کہ وہ نا امید ہوئے ہیں۔ یعنی یہود ثواب آخرت سے اس  
 واسطے کہ انہوں نے جان لیا ہے۔ کہ رسول اللہ کی لغت چھپا  
 اور آپ کے ساتھ عناد اور عداوت رکھنے سے ان کو کسی طرح  
 آخری ثوابوں میں سے کچھ حصہ نہ ہوگا تو ضرور وہ نا امید ہیں جس  
 طرح نا امید ہوئے کافر قیروں کے لوگوں سے یعنی دنیا میں ان کے پھر آنے  
 سے یا یہود ثواب آخرت سے ایسے نا امید ہیں جیسے کافر مرے ہوئے  
 کہ انہوں نے اپنا حال صاف جان لیا اور اس جہان کی نعمتوں سے بالکل



امید قطع کی۔ پس معلوم ہوا کہ اہل کفار نے قبروں والوں کے عذاب و راحت سے انکار اور ناامیدی کی اور اہل ایمان والوں کو لازم نہیں ہے کہ قبروں والوں کی قبروں میں زندگی سے یا راحت و عذاب سے

یا سننے اور جواب سے ناامیدی کریں۔ پارہ ۳ سورۃ آل عمران  
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ  
عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۚ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ  
فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ  
خَلْقٍ حَتَّىٰ تَرْجَمَهُمُ الْأَرْضُ بِحَقِّ نَبِيِّهِمْ وَقَدْ كُفِرُوا

کئے گئے پیچ راہِ خدا کے وہ مردے ہیں۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے  
کہ رسول اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تمہارے بھائی مسلمان جو  
جنگِ احد میں شہید ہوئے حق تعالیٰ نے ان کی جانوں کو نیرنگ پرندوں  
میں جگہ دی کہ جنت کی ہوا میں پھریں۔ اور طوبیٰ کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں  
اور جنت کی نہروں کا پانی پیئیں اور سونے کی قندیلیں جو پایہ عرش  
میں لٹکی ہوئی استراحت کے وقت وہیں ان کی خواب گاہ ہے وہ کہتے

ہیں کہ اے اللہ یہ دولت جو ہم نے پائی ہمارے بھائیوں کو اس  
کی خبر کون پہنچائے تاکہ جہاد کی طرف ان کی رغبت زیادہ ہو۔ حق تعالیٰ  
نے ان کا حال بتانے کو یہ آیت اتاری۔ کہ جو لوگ یہاں آئے۔ پھر  
دنیا کی طرف رجوع کرنے سے وہ باز رہیں گے۔ پھر عرض کیا کہ خدایا  
یہ سعادت حال اور نعمت بے زوال جو تو نے مجھے عنایت فرمائی ہے  
میرے یاروں کو اس کی خبر کر دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اے  
لوگو شہیدوں کو مردہ نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ پاس رب اپنے



کے۔ کہ ہر سال جہاد کا ثواب انہیں پہنچتا ہے۔ انہیں زمین نہیں کھاتی اور مردوں کی طرح یا زائروں کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ زندوں کی طرح۔ روزی دی جاتی ہے بیویاں جنت سے خوش ہیں ساتھ اس چیز کے جو عطا کی انہیں خدا نے اپنے فضل سے کہ خوشنودی خدا ہے اور یہ بڑی دولت ہے اور تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ارواح قدسی کو انوار الوہیت کے ساتھ جب شوق پیدا ہوتا ہے۔ تو انکی ذاتوں کو معارف ربانی کی شفاعتوں سے منور کرتے ہیں **بِئْسَ مَا قَوْنُ اٰسٰی** کی طرف اشارہ ہے پھر اس سے منبع نور اور مصدر رحمت کو دیکھتے ہیں۔ **فِرْحٰتِیْنَ** اس سے عبارت ہے اور فی الواقع مقام وصال پر پہنچنے سے زیادہ خوشی اور جمال وجہ کریم کے نظارہ سے بڑھ کر کسی چیز میں نہیں ہو سکتی۔ اور مسرور ہونے ہیں۔ ساتھ خوشخبری کے یا خوشی کرتے ہیں ان لوگوں کے جو ہنوز نہیں ملے ہیں ساتھ ان کے پیچھے سے۔ اور بزرگی میں ان کے شریک ہونے کے پس معلوم ہوا کہ جہاد سے مراد جہادِ ظاہری اور جہادِ باطنی ہیں کیوں کہ نبیؐ نے فرمایا ہے۔ **رَاجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ اِلَّا صَغْرًا اِلَى الْجِهَادِ اِلَّا الْكِبْرَ**۔ یعنی رجوع کیا ہم نے جہاد چھوٹے سے طرف جہاد بڑے کے کیونکہ پہلا کافر ابلیس ہے۔ اس لئے ابلیس لعین کے ساتھ جہادِ ظاہری ہے۔ اور اولیاء و علماء و صلحا کا جہاد ابلیس کے ساتھ ہوتا ہے پارہ ۲ سورہ بقرہ۔ آیت شریفہ۔ **وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْثٰنًاۙ نُّکُلٌۙ اَحْیَآءٌۙ وَّ اِلٰیٰکُنْ لَا تَشْعُرُوْنَ** ۵۔ ترجمہ اور نہ کہو اس آدمی کو کہ جو قتل کیا جاوے راہِ خدا میں کہ وہ مردے میں



بعض صحابہؓ جنگ بدر کے بعد شہیدوں کا ذکر کرتے تھے وہ حیرت سے کہتے تھے۔ کہ بیچارے فلاں مسلمان نے جنگ بدر کے جان شیریں دی اور زندگی کی نعمت اور دنیا کی نعمتوں کی لذت سے محروم ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ ان لوگوں کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں ہماری جناب میں اور لیکن تم نہیں جانتے ہو۔ اس زندگی کی کیفیت اس واسطے کہ عقل سے اس زندگی کی کیفیت دریافت کرنا ممکن نہیں پس معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے اللہ کریم کے عشق میں اپنی جانوں کو شہید کر دیا وہ مردے نہیں ہیں بلکہ زندہ ہیں خدا کے سامنے لیکن تم اس زندگی کی سمجھ نہیں رکھتے ہو۔ اور اس میں صرف شہادت کا ذکر ہے۔ اور ہتھیار کا ذکر نہیں ہے۔ تو اس شہادت میں زاہد و عابد و اولیا و علما سب شامل ہیں۔ اور جنکی زندگی کی اللہ کریم شہادت دیتا ہے۔ وہ تحقیق زندے ہیں۔ اور زندوں سے سوال و جواب ہو سکتا ہے۔ اور مراد لے سکتے ہیں۔ اور باقی اولیاء اللہ اور ان کے مزارات شعائر اللہ ہیں۔ اور شعائر اللہ یعنی اللہ کے دین کی نشانیوں کی تعظیم کرنے کا قرآنی حکم ہے۔ وَمَنْ يَعْظُرْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ۔ اس تعظیم میں کوئی قید نہیں ہر ملکہ ہر رسمے جس ملک میں اور جس زمانہ میں جو بھی جائز تعظیم مروج ہے وہ کرنا جائز ہے ان کی قبروں پر پھول ڈالنا چادریں چڑھانا چیراغاں کرنا سب میں ان کی تعظیم ہے لہذا جائز ہے۔ فقط



# بیان تبرکات

آیت :- وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ - ترجمہ : اور کہا واسطے ان کے پیغمبر ان کے کہ نے تحقیق سلطنتِ طاووتہ کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوتِ سکینہ اور وہ ایک صندوق تھا کہ سب انبیاء علیہم السلام کی تصویریں اس میں بنی ہوئی تھیں۔ یہ سچ اس کے تسکین ہے رب تمہارے کے پاس سے یعنی ایسی چیز اس میں ہے جس سے تمہارے دلوں کو تسکین ہو۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ سکینہ ایک جانور تھا بلی کے برابر اس کی دو آنکھیں ایسی روشن تھیں جیسی دو مشعلیں کہ کسی کو اسے دیکھنے کی قوت نہ تھی۔ اور حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ اس جانور کا منہ آدمی کے منہ سے مشابہ تھا۔ اور دو بازو رکھتا تھا۔ لڑائی کے وقت اس صندوق سے نکلتا اور اندھی کی طرح دشمنوں پر جا کر انہیں پرانڈہ کر دیتا اسی واسطے نبی اسرائیل ہمیشہ اس صندوق لشکر کی صف کے آگے رکھتے تھے۔ اور اس صندوق میں باقی چیز ہے اس میں سے جو کچھ چھوڑا ہے۔ آل موسیٰ اور آل ہارون علیہم السلام نے شخص کی آل گفت میں اس شخص کی ذات کو کہتے ہیں جیسے کہا اللہ تعالیٰ نے إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ یعنی نفسِ ابراہیم و نفسِ عمران۔ اور حدیث میں آیا ہے۔



اَوْصِيَتْ مِنْ مَّا سَأَلَ مِنْ هٰذَا اِمْرًا اِلٰهًا اَوْ وَاوَدَا اِيْمَانًا اِلٰهًا وَاوَدَا  
 سے داؤد علیہ السلام کی ذات مراد ہے۔ اور موسیٰ و ہارونؑ کی چیزوں  
 میں سے جو کچھ اس صندوق میں رہ گیا تھا۔ وہ حضرت موسیٰؑ کی  
 تعلیم تھے۔ اور حضرت ہارونؑ کا عمامہ اور تریح بین کا ٹکڑا جو نبی  
 میں ان پر اترا تھا۔ اور ریزہ الواح اور حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی  
 اور اس صندوق کو عمالقہ نبی اسرائیل سے اپنی ولایت میں لے گئے  
 تھے جس موضع میں رکھتے وہاں کے لوگوں پر ایک نہ ایک آفت آتی  
 آخر ایک گھم کے قریب دفن کر دیا۔ حق تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اسے  
 اشمویل پیغمبر کے پاس اٹھا لائے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔  
 اِطْحَابِيْنَ كَيْ فَرَسْتِ اس تابوت کو اور تمہارے پاس لائیں گے تحقیق کہ  
 وہ صندوق تمہارے پاس پہنچے میں البتہ دلیل ہے واسطے تمہارے  
 اس امر پر کہ سلطنت طاوت کے باب میں پیغمبر کی بات معجزہ ہے اور  
 ان چیزوں میں برکت اور کرامت ہے قوم نبی اسرائیل کے لئے یعنی  
 جملہ مومنین کے لئے ایمان والو۔ اور جن تبرکات سے لینا اور فتح  
 حاصل کرنا دشمنوں پر جائز تھا ساتھ حکم اللہ کے اب بھی ان تبرکات  
 یعنی انبیاء اور اولیاء اور صالحین کے تبرکات سے برکت لینا اور  
 فتح حاصل کرنا جائز ہے پارہ ۱۳ سورۃ یوسف اِذْ هَبُوْا لِقَمِيْصِيْ  
 هٰذَا فَاَلْقُوْاهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِيْ جَاعِتٍ لِّصِيْرًا ح۔ ترجمہ  
 کہا حضرت یوسفؑ نے لے جاؤ میرا یہ پیرا ہن اور وہ حضرت  
 ابراہیم خلیلؑ کا پیرا ہن تھا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے  
 بازو پر سے کھول کر کتوئیں میں یوسفؑ کو پہنا دیا تھا۔ یوسفؑ



پر وحی آئی کہ اسے کنعان میں بھیج دے۔ تو انہوں نے بھائیوں سے  
 کہا کہ اسے لے جاؤ۔ پھر ڈال دو اسے منہ پر میرے باپ کے پھر آنے  
 انکی بیٹائی۔ اور انکی آنکھیں جیسی تھیں ویسی ہی روشن ہو جائیں۔ پس  
 معلوم ہوا کہ خدا کے دوستوں کے لباس میں کبھی اپنی ذات کی طرف سے  
 اتنی برکت ڈالی ہے۔ جس سے ظاہری اور باطنی فیض حاصل  
 ہو سکتے ہیں۔ دنیا میں ان کی برکت سے مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں  
 اور آخرت میں بھی مغفرت اور راحت ہو سکتی ہے اللہ کریم نے اپنے  
 دوستوں کی اتنی بڑی شان بنائی ہے۔ اور حضرت موسیٰ نے حضرت  
 آدم کے عصا مبارک سے اس کی برکت کے ساتھ اور حکم خدا کے  
 فرعون پر فتح پائی۔ اور حضرت رسول مقبولؐ کے جبہ مبارک کی  
 برکت سے اولیں قرنی رح صاحب نے کسی کروڑوں کی تعداد میں  
 رسول اللہؐ کی گنہگار امت کو اللہ کریم سے بخشوا یا۔ اور حضرت  
 حضرت سلطان محمود غزنوی نے حضرت ابو الحسن خرقانی رح کے جبہ  
 مبارک کی برکت سے سومنات پر فتح پائی۔ حکم اللہ اور حکم رسول  
 اللہ کے ساتھ ہر ایک مشائخ اور اولیاء کے تبرکات سے اسی  
 طرح دینی و دنیاوی فیض حاصل ہوتے ہیں اور سلطان سکندر نے  
 بھی ایک اولیاء اللہ کی چادر کی قدر کی تھی اس چادر کی قدر کی وجہ  
 سے اللہ کریم نے تمام ملک کی بادشاہی اسے دی پر معلوم ہوا کہ  
 خدا کی دوستی خدا کے دوستوں سے ملتی ہے۔ جب خدا کے دوستوں  
 کے لباس میں اتنی برکت ہے تو ان کے سینے سے ایک اللہ اور اس  
 کا رسولؐ خیر دار ہیں۔ ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ کا سینہ انوار الہی



کا مقرر ہے۔ کیوں کہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کا یہی فرمان ہے  
 کہ اولیاء اللہ کی دوستی دوستی خدا اور رسول اللہ ﷺ کی ہے اور اولیاء  
 اللہ کے ساتھ دشمنی خدا کے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دشمنی ہے

شعر مولانا روم صاحب

حب درویشاں کلید جنت است

دشمن ایشاں سزائے لعنت است

حدیث قدسی من عادلی ولیاً فقد اذنتہ بالخرب <sup>نقطہ</sup>

## بیان تعارف ولیا اللہ

آیت شریف = اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ  
 تنزیل العزیز التَّحِیدُ ۵۔ ترجمہ بے شک البتہ تم رسولوں  
 میں سے نہیں خدا نے خلق کی طرف بھیجا ہے اور جو تھے سیدھی راہ پر  
 کہ توحید ہے یا تم بھیجے گئے ہو طریقہ استقامت کے ساتھ کہ وہ راہ  
 مقصود کو پہنچا دینے والی ہے بھیجا قرآن کو بھیجنا خدائے قوی نے  
 اپنے ملک میں یعنی قرآن اتارا ہوا ہے خدائے غالب ہر بان کا  
 ہر بان کا خلق پر۔ اور اے محمد تم رسولوں میں سے ہو۔ اور اتارا  
 ہے خدا غالب ہر بان اور بڑی حکمت والے نے اپنے حبیب کو  
 مقام خلق میں یعنی مقام ناسوت میں دوسرا معنی یہ ہے کہ خداوند  
 نے اپنے نور سے نور ظہور کر کے مقام خلق میں جملہ مخلوقات پر اپنی



ذات کی طرف سے اور سیرا بر الہی کے واقف کرنے کے واسطے اور ذات  
واحد کے ساتھ ملانے کے واسطے حضور کو فقر کا لباس پہنا کر توحید ربانی  
کا حکمران اور نائب بنا کر بھیجا ہے اور تحقیق جناب حضور نے لاکھوں کی تعداد  
مخلوقات خدا کو فقر کا لباس پہنا کر اور اسرار ربوبیت سے واقف کر کر  
اور واصل خدا بنا دیئے ہیں اور جو شخص رسول اللہ کا دوست ہو گیا  
وہ خدا کا دوست ہو گیا۔ اور جس کو رسول اللہ ملے۔ اس کو خاص خدا  
کا تجلہ ملا۔ اور فقیران فنا فی اللہ بقا باللہ سراسر خدا ہیں کیوں کہ  
حدیث شریف میں حضور نے فرمایا ہے اَلْفَقْرُ فِخْرٌ مِّنِي وَالْفَقْرُ مَنِّي  
فقر میرا فخر ہے اور فقر میرے سے ہے اِذَا تَعَرَّأْتُ فَقْرًا وَفُهِوْتُ لِلَّهِ  
جب فقر کا سلسلہ کمالیت کو پہنچ جاتا ہے تو واصل خدا ہو جاتا ہے۔  
ہر ایک ایماندار کو لازم ہے کہ فقر اختیار کرے تاکہ منزل مقصود پر  
پہنچ جائے۔ اور فقیران خدا کو علم ظاہری اور باطنی ہوتا ہے۔ آیت شریف  
اِنَّ اَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمِ فِي شُغْلٍ فَاكْهُون ۝ ترجمہ  
تحقیق رہنے والے بہشت کے آج کے دن بیچ ایک کام کے جوش  
ہیں۔ یا سماع یا زیارت ایک دوسرے کی یا خدا کے جہان ہونا۔ یا  
شغل ہوں گے وہ لوگ نعمت حاصل کرتے ہیں۔ اور یہ حال نسبت  
دوزخیوں کے بڑی نعمت ہے۔ مگر طالبان حق کی نسبت نہایت  
کم دکھائی دیتا ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہ آیت لوگوں نے شیخ شبلی صاحب  
کے سامنے پڑھی۔ پس اس نے نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا۔ اور جب ہوش  
میں آیا کہا کہ بیچارے اگر جانیں کہ کس سے غافل ہو کر کس چیز میں  
مشغول ہیں۔ وہ بھی ہلاکت میں پڑے ہیں۔ اور کشف الاسرار میں



شیخ الاسلام انصاری سے منقول ہے کہ نعمت بہشت کے ساتھ مشغول ہونا عام مومنوں کا حصہ ہے لیکن مقربان حضرت مطہر شہود اور ملائکہ نور وجود سے ایک لحظہ بھی نعیم بہشت کی طرف نہ مشغول ہوں گے اور طالبان خدا فقیران فنا فی اللہ ماسویٰ سے بیزار ہیں۔ ان کے سامنے جنت دوزخ زمین و آسمان یعنی کل موجودات میں سے ہر ایک چیز موجود ہے مگر عاشق و شیدا نے حق سبحانہ کی ذات پر ہیں۔ سوائے ذاتی تجلے کے کسی چیز کے موجودات میں طلبگار نہیں ہیں تو ہر شخص کو لازم ہے کہ اولیاء اللہ سے دوستی خدا حاصل کریں۔ آیت شریف لَیَّا کُلُّا مِن شَیْءٍ وَّمَا عَمِلْتُمْ اَبْدَیْہِمَا اَفَلَا لَیْشکُرُوْنَ ۝ ترجمہ تاکہ کھاویں میوؤں اس کے سے۔ اور نہیں کیا اس کو ہاتھ ان کے نے آیا پس نہیں شکر کرتے۔ یعنی کہ کیا شکر نہیں کرتے ہیں ان نعمتوں کے مقابلہ میں اور منعم کی عبادت نہیں بجالاتے ہو۔ اور صاحب بحر الحقائق فرماتے ہیں کہ معنی اس آیت کا زبان اہل اشارت پر ہے کہ دل کی زمین کو زندہ کر دیا عنایت کی مینہ سے اور نکالا ہم نے اس سے دانے طاعت کے اور رُو جیں اس سے غذا پاتی ہیں۔ اور بنائے ہم نے باغ ذکر کے خرموں اور شوق کے انگوروں سے اور حکمت کے چشے اس میں جاری کرو یہ ہیں تاکہ مکاشفات غیبیات اور مشاہدات کے پھول سے تمتع حاصل کریں۔ آیت شریفی - کُلُوْا وَشَرَبُوْا وَاَلْعَسْرُوْا اِنَّہٗ لَا یحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ط :- ترجمہ کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو بیشک اللہ نہیں کرتا محبت مسرفوں کے ساتھ۔ بغیر توبہ کرنے کے اور مسرف وہ لوگ ہیں۔ جو کہ حد شریعت سے گزر جاویں اور



خدا اور رسول اللہ ﷺ کے نافرمان بن جاویں اور دوسرا مسرف وہ لوگ ہیں  
 کہ اپنے مال و جائداد پر مومنوں کو ایذا پہنچائیں۔ اور مال و جائداد کو  
 غیر راستہ پر خرچ کریں۔ اور تیسرا مسرف وہ لوگ ہیں۔ کہ نعمتیں خدا  
 کی کھاتے ہیں۔ اور پیتے ہیں۔ ان نعمتوں کے ساتھ بدن میں طاقت  
 آتی ہے۔ اور بدنی طاقت کو گناہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔  
 چوتھا مسرف وہ لوگ ہیں کہ اپنے عقل و فکر کو تلاش دنیا میں خرچ کرنے  
 ہیں اور حکم خدا بجا نہیں لاتے۔ پانچواں مسرف وہ لوگ ہیں۔ کہ اپنے نفس  
 کو زندہ کیا معصیت کے ساتھ۔ اور دل کو مردہ کر دیا غفلت کے ساتھ۔  
 اور چھٹا مسرف وہ لوگ ہیں کہ اپنی عبادت کو تلاش جنت میں خرچ کریں۔  
 اور اپنے مولیٰ کے عشق سے غافل رہیں۔ ساتواں مسرف وہ لوگ ہیں  
 کہ اپنی عبادت پر فخر کرتے ہیں اور اپنے علم حاصل کئے ہوئے سے معرفت  
 حاصل نہ کریں۔ اور بغیر عشق خدا اور رسول اللہ ﷺ کے اور معرفت خدا  
 اور تجلہ خدا سے اور محبت رسول اللہ ﷺ سے اور عشق پیران طریقت سے  
 باقی سب کچھ اسراف ہے اور عشق محبت معرفت مشاہدات و تجلیات  
 خدا فقیران فنا فی اللہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ ہر ایک ایمان دار کو لازم  
 ہے کہ بزرگان خدا کو وسیلہ بنا کر دوستی خدا اور رسول اللہ ﷺ کی حاصل کریں۔  
 بغیر وسیلہ بزرگان سے یہ تجلیات حاصل نہیں ہو سکتے فقرا اللہ کا تجلہ  
 ہے جس کو ذکر اللہ مالا اس کو خدا کا تجلہ ملا اور جو کچھ بھی ہے ذکر اللہ  
 سے حاصل ہوتا ہے اور ذکر اللہ میں ہے۔ آیت شریفہ۔ سابع الدرجات  
 ذوالعرش۔ ترجمہ بلند کرتا ہوں درجے انسان کے اپنی ذات کی  
 طرف سے خلافت عطا فرما کر۔ اور حقائق شناخت اور معرفت کے



سبب سے ذوالعرش کہ میں مالک عرش ہوں۔ اور ہر ایک کو لازم ہے  
 کہ خلافت خدا حاصل کرے۔ خلافت خدا خاص دوستی خداوند کریم ہے اور  
 دوستی خداوند کریم کی دوستی رسول اللہ سے حاصل ہوتی ہے اور دوستی رسول  
 اللہ کی اولیاء اللہ لوگوں سے حاصل ہوتی ہے اور دوستی اولیاء اللہ کے  
 ساتھ درجات و مراتب اعلیٰ مل سکتے ہیں اور ملتے ہیں اور دنیا کی دوستی  
 حمار اور ذلیل ہے اور بغیر فکر و ذکر توحید شریف طریقت حقیقت محبت  
 و مشاہدات ذات باری تعالیٰ کے بقایا چیزوں پر دل لگانا انسانوں کا  
 کام نہیں ہے۔ اور نہ دوستی میں صادق ہو گا۔ اور ہر ایک ایمان دار  
 کو لازم ہے۔ کہ دنیا فانی میں درجات اور مراتب حاصل کرے۔ اور درجات  
 و مراتب پر تب ہی پہنچ سکتا ہے کہ پہلے شریعت کے اندر قدم رکھے۔ بعد پیران  
 طریقت سے طریقت حاصل کرے۔ اور طریقت کے اندر حقیقت کو پہنچنے  
 اور حقیقت سے معرفت حاصل کر کے عارف باللہ بنے۔ حدیث صحت خراف  
 باللہ لا ینحی علیہ شیء جو عارف باللہ ہوں گے اس پر کوئی چیز محضی  
 نہیں رہ سکتی۔ اور حقیقت سے فنا فی الشیخ ہو جاتا ہے اور فنا فی الشیخ سے  
 فنا فی الرسول اللہ اور فنا فی الرسول اللہ سے فنا فی اللہ و بقایا اللہ ہو جاتا  
 ہے۔ اس کو درجات و مراتب کہتے ہیں۔ انبیاء اولیاء کا یہ راستہ ہے  
 رفیع الدرجات کا یہ مقصد ہے آیت شریفہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ  
 مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ تَرْجَمَةٌ حَقِيقٌ كَزُرِّ قَطْفٍ پہلے ان سے جنوں میں  
 سے اور آدمیوں سے۔ اِنْفِصَالٌ كَانُوا سَرِیْنًا ط  
 تحقیق وہ تھے زبیاں پانے والے۔ کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ جب حق تعالیٰ  
 کسی بندے کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دوست بنک اور اچھا



ہمنشیں عطا فرماتا ہے۔ کہ عبادت میں اس کا معین اور مددگار رہے  
جب بندہ کے ساتھ برائی کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے رفیق بد اور مصاحب  
فاسق فاجر کے ساتھ مبتلا کرتا ہے کہ اسے حق کی مخالفت میں ترغیب  
اور تحریم کرتا ہے جس طرح شیطانوں کو ان کا ہمنشیں کر دیا ہے اور  
عذاب کے مستحق ہو گئے۔ تحقیق خدا کے نافرمان نقصان پانے والے ہیں  
ہر ایمان دار کو لازم ہے کہ محبت خدا کے لئے اور حقائق شناخت کے  
لئے ہمنشیں اولیاء اللہ حاصل کرے تاکہ ان کی عبادت میں معین اور  
مددگار رہے۔ کیوں کہ اللہ کریم نے فرمایا ہے۔ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ  
مَنْ اَنْابَ اِلَيَّْ۔ تا بعد اری کرو ان لوگوں کی جو تمہیں میری ذات  
کی طرف رجوع کریں۔ اور حقیقت کے راستے پر لاویں۔ آیت شریفہ  
وَ مَنْ لَا يَجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُجْتَبِئٍ فِي لَادَرْتِ وَ لَيْسَ  
لَهُ مِنْ دُونِهِ اَوْلِيَاءٌ اَوْ لِيْكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ہ  
ترجمہ اور جو کوئی نہ مانے پکارنے والے اللہ کے کو پس نہیں عجز  
کرنے والا بیچ زمین کے اور نہیں واسطے اس کے سوائے خدا کے اس  
کے دوست یہ لوگ ہیں بیچ گمراہی کے ظاہر اور جو کوئی قبول نہ کریگا  
داعی اللہ خدا کی طرف بلانے والے کو یعنی محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نائب حضور علیہ السلام کے جسکو اولیاء اللہ  
کہتے ہیں یعنی جو خدا کی طرف بلانے والے کو قبول نہ کرے گا اس پر  
عذاب نازل ہوگا اور نہ ہی ہیں واسطے اس کے من دونہ اولیاء  
دوست سوائے خدا کے دوست اور مددگار اور وہ گروہ نہ قبول  
کرنے والا فی ضلالٍ مبین ہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔



آیت شریف = وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَعْرِضٌ لَأُتَوَّنَّ رَبِّكُمْ هَذَا جَزَاءُ مَنْ هُوَ شَاكِرٌ  
 سے صاف کی گئی اور واسطے اس کے ہے ہر طرح کے میوے اور بخشش  
 پروردگار ان کے سے یعنی خداوند کریم ان کے گناہ چھپائے گا  
 نہ ان پر عذاب کرے گا۔ ارباب اشارت نے کہا ہے کہ جس طرح  
 چار نہریں زمین بہشت میں درخت طوطی کے نیچے جاری ہیں۔ چار  
 نہریں زمین دل عارف باللہ میں جاری ہیں۔ گمشدہ طیبہ  
 اصلہا ثابت و فراہما فی السماء کی جاری ہیں۔ قلب کے  
 منبع سے انابت کے پانی کی نہر اور سینہ کے منبع صفت کے دودھ  
 کی نہر۔ اور سر کے خنجانے سے شراب محبت کی نہر اور روح کے بحر سے  
 عسل محبت کی نہر۔ بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ پانی اشارہ طرف حیات  
 دل کی ہے اور دودھ طرف قطرت اصلی کے موصفت بدعت سے متغیر  
 ہو۔ اور شراب جوشش محبت الہی ہے اور عسل مصفے کے قرب کی محبت  
 و حلاوت اور ثمرات عبارات ہے مکاشفات سے اور تیسرا معنی یہ  
 ہے کہ ہر ایماندار کے وجود کے اندر شریعت کی نہر جاری ہے  
 اور قلب کے اندر طریقت کی نہر جاری ہے اور روح کے اندر  
 حقیقت کی نہر جاری ہے اور سر کے اندر معرفت کی نہر جاری  
 ہے چوتھا معنی یہ ہے کہ زبان عارف باللہ کے ذکر کی نہر جاری ہے  
 اور دل عارف باللہ کے عشق کی نہر جاری ہے اور روح عارف  
 باللہ کا عرش معلیٰ پر عبودیت کی نہر جاری ہے۔ اور سینے کے اندر  
 سر اسرار الہی کی نہر جاری ہے اور پانچواں معنی یہ ہے کہ عارف



باللہ کے وجود میں چار نہریں۔ توحید کی جاری ہیں۔ اول توحید قوی ہے  
 کہ زبان عارف باللہ پر ہمیشہ ذکر خدا جاری رہتا ہے اور اگر کلام کرتا  
 ہے تو خدا اور تجلیات خدا کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور دوسری توحید  
 فعلی ہے جو کام کرتا ہے اہام خدا اور تجلیات خدا کے ساتھ  
 کرتے ہیں اور ہر ایک عبادت کے اندر انوار خدا داد ہوتے  
 ہیں۔ اور تیسری توحید یہ ہے کہ عارف باللہ کے وجود  
 کے اندر توحید حصولی کی نہر جاری ہے۔ توحید حصولی وہ  
 ہے۔ کہ ہمیشہ مجلسِ محمدی میں حاضر رہتا ہے اور چوتھی  
 توحید حصولی ہے۔ کہ ہمیشہ عارف باللہ کے وجود  
 میں نور کبریٰ کی طرف جاری ہوتی ہے اور عشقِ خدا  
 میں محو ہو جاتا ہے اور تجلیات خدا کے ساتھ  
 مخلوقات خدا کو خدا کے ساتھ واصل کر دیتے ہیں  
 اور نور کے تجلی کے ساتھ دنیا پر فیقر سان ہوتا ہے  
 اور منافقوں اور کافروں کو معجزات کے ساتھ اور  
 کرامات کے ساتھ صاحبِ ایمان بنا دیتا ہے اور  
 اگر چاہیں تو خدا سے منظور کراتے ہیں اور قلب  
 روح سرخفی اخفی ہمیشہ تجلیات خدا میں ہوتے  
 ہیں۔

ہر شخص کو لازم ہے اور فرض ہے کہ عارف باللہ لوگوں  
 سے معرفتِ خدا حاصل کریں۔ آیت شریف -  
 یُخْرِجُ مِنْهَا اللَّهُ لُؤْلُؤًا لَمْرَجًا۔ ترجمہ نکلتے ہیں



ان دونوں دریاؤں میں سے موقی اور مونگی۔ اور  
 دوسرا معنی یہ ہے کہ دو دریاؤں سے زمین و آسمان  
 کے دریا مراد ہیں کہ ہر سال ملتے ہیں۔ اور ابر پر  
 ہے کہ آسمان کے دریا کو اترنے سے اور زمین  
 کے دریا کو چڑھنے سے روکتا ہے اور دریائے  
 فلک سے قطرے دریائے زمین میں گر کر وہاں  
 صدف میں آتے ہیں۔ اور ان سے موقی بنتے  
 ہیں۔ صاحب کشف الاسرار اسکا طرح شرح کرتا  
 ہے کہ خوف ورجا دو دریا مسلمانوں کے ہیں  
 اور ان سے زہد اور ورع کا موقی نکالتا ہے  
 اور انس و فقر دو جد کے جواہر پیدا ہوتے  
 ہیں۔ اور بحر انس اور ہیبت انبیاء اور  
 صدیقیوں کے واسطے ہے۔ اور ان سے گوہر فناہ  
 ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس آیت شریف کی  
 تشریح کی جاتی ہے کہ گوگو سے مراد  
 شریعت روشن ہے۔ کیوں کہ شریعت پر حکم  
 چلنے والا۔ نائب رسول اللہ ہوتا ہے  
 اور جملہ مسلمانوں پر شریعت کا حکم ان ہوتا  
 ہے۔ اور شریعت حکم خدا اور حکم رسول اللہ  
 ہے۔ اور مرجان شریعت کے اندر طریقت ہے  
 اور طریقت سے حقیقت شریعت حاصل ہوتی ہے



اور حقیقت سے معرفت خدا اور رسول اللہ حاصل  
 ہوتی ہے۔ اور تیسرا معنی یہ ہے۔ کہ لوگوں  
 سے مراد دو دریا ہیں کہ ایک دریا شریعت  
 حقیقت طریقت معرفت ملاکر مقام محمدی ہے  
 اور مقام محمدی عرش معلیٰ سے لے کر قیام  
 و قوسین تک ہے۔ جس میں جمال رسول اللہ  
 ہے اور دوسرا دریا محویت مشاہدہ فنا فی اللہ  
 بقا باللہ ہے اور تیسرا دریا ہے جس سے  
 گل جہان روشن ہے اور یہ لوگوں و المہرجان  
 بزرگوں کے درباروں سے ملتے ہیں۔  
 آیت شریف فَاخَذَا اللهُ نَكَالَ الْاِحْيَاةِ وَالْاَوْثَانِ  
 ترجمہ پس پکڑا اس کو اللہ نے عذاب آخرت  
 کے میں اور دنیا کے میں۔ اور عذاب دنیا  
 میں کہ غرق ہونا ہے۔ یا دو کلموں کے  
 نکال میں اسے ماخوذ کیا کلمہ اول یہ ہے  
 کہ اِذَا سَأَلَكَ الْعِبَادُ عَنِ الْاَعْلٰی  
 مَا عَلِمْتَ لَكِنَّهُنَّ اِلَّا غِیْرُیْ اور درمیان ان  
 دو کلموں کے چالیس برس کی مدت ہے اور  
 شیخ رکن دین نے فرمایا ہے۔ کہ ایک  
 وقت محمد کو خوشی ہوئی۔ تو میں منصور  
 علاج کی زیارت کو گیا۔ مراقبہ کیا۔ پس



روح اس کی میں نے علیین سے اعلیٰ مقام پر  
 پائی پس میں نے مناجات کی کہ خدایا یہ  
 کیا حال ہے کہ فرعون نے ربکم الاعلیٰ  
 کہا اور منصور نے انا الحق ان دونوں نے  
 ایک ہی دعویٰ کیا ہے۔ روح حسین کے علیین میں ہے  
 اور فرعون کی جان سجین میں ہے۔ پس مجھ کو زندا  
 پہنچی کہ فرعون خود بینی میں پڑا اور بالکل اپنے ہی کو  
 دیکھا۔ مجھ کو گم کر دیا۔ اور حسین علاج نے مجھ کو  
 دیکھا۔ اور اپنے کو گم کر دیا۔ پس ان دونوں کے دعوے  
 میں بڑا فرق ہے اور منصور علاج کی منزل فنا فی اللہ تھی  
 اور فنا فی اللہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو گم کر دیں  
 اور صرف ذات کا تجلہ ان کے سینے میں رہ جائے۔ آپ فنا  
 ذات ظاہر ہوا۔ یہ عاشقان خدا ہیں اور فنا وہ منزل ہے  
 کہ جس وقت اس پر تجلہ ذات کبریا آجائے تو خود اپنے آپ  
 کو پہچان سکے۔ حدیث شریف۔ اِذَا لَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ حَسْبُ  
 وَتُفْقَرُ كَالسَّلْسَلَةِ بِرَبِّهَا حَتَّى يَجْلُوَ تُوذَاتِي نُوْرَ كَيْ سَامِعِيْ  
 اِنِّيْ لَبَاءٌ كُوْفَا كُوْدِيْ تَابِيْ۔

حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبلہ تابعین قدوة العارفين  
 حضرت اولیس قرنی رحمتہ اللہ علیہ احسان و عطف میں  
 تابعین سے بہتر ہیں۔ جس کی حضور رحمتہ اللعالمین تعریف کریں  
 بھلا مجھ سے اس کی صفت کیا ادا ہو سکتی ہے۔ کبھی کبھی



حضورِ مین کی طرف مُنہ کرتے اور فرماتے کہ نسیمِ رحمتِ مین کی  
 طرف سے پاتا ہوں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت  
 کے روز ستر ہزار فرشتے اولیس کی شکل میں پیدا کرے گا۔ تاکہ  
 اولیس میدانِ قیامت میں اُن کے درمیان میں آوے اور بہشت  
 میں داخل ہو۔ تاکہ کوئی مخلوق اس بات سے واقف نہ ہو  
 ان کے درمیان اولیس کون ہے۔ کیوں کہ میرے دوست  
 میرے قبا کے نیچے ہیں سوائے میرے ان کو کوئی نہیں جانتا۔  
 حدیث میں ہے۔ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ تَحْتَ قَبَائِلِ لَآ يَعْرِفُوْنَہُمْ  
 غیری۔ کہ کل قیامت کے دن خواجہ انبیاء بہشت میں اپنے  
 مکان سے باہر نکلیں گے۔ اور فرمائیں گے کہ اولیس سے کہ  
 میں اُسے دیکھوں؟ آواز آئیگی۔ اپنے رب سے کہ رنج نہ کر کیونکہ  
 تو نے اُسے دنیا میں نہیں دیکھا۔ اس لئے یہاں بھی نہ دیکھے گا۔  
 مگر حضورؐ دل سے دیکھے گا۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت  
 میں ایک ایسا مرد ہے۔ کہ قبیلہٴ ریبیعہ اور مضر کی بکریوں کے  
 بالوں کی برابر لوگوں کی شفاعت قیامت کے دن کرے گا۔ اور  
 صحابہؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ایسا شخص کون ہوگا آپ  
 نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے ہوگا۔ انہوں نے جواب دیا  
 کہ ہم سب خدا کے بندے ہیں۔ لیکن اس کا نام کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اولیس  
 قرنی صحابہؓ نے پوچھا کہ وہ کہاں ہوگا۔ آپ نے فرمایا قرن میں۔ صحابہؓ  
 نے پوچھا۔ اس نے آپ کو دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ دیدہ ظاہر سے تو نہیں  
 دیکھا۔ البتہ دیدہ دل سے دیکھا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ایسا عاشق



آپ کی خدمت میں کیا نہیں آسکتا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں دو وجہ سے وہ نہیں آیا ایک تو جذبہ حال کی وجہ سے دوسرا تعظیم شریعت شریعت کے لحاظ سے کیوں کہ اس کی ماں ضعیف و نابینا ہے۔ اولیں شریعتی کو تباہ اور ماں کا نفقہ اس سے حاصل کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا ہم اسے دیکھ سکیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ صدیقؓ نہ دیکھ سکے گا۔ لیکن فاروقؓ و مرتضیٰؓ اس کو دیکھ لیں گے (نشانی یہ ہے) اس کے بال بکثرت ہیں۔ اور ہاتھ کے دائیں پہلو سبیلی پر مقدار درہم سفید داغ ہے۔ مگر وہ برص کا داغ نہیں ہے۔ تم جب اسے پاؤ۔ تو میرا سلام کہو۔ اور اس سے کہو۔ کہ میری امت کے لئے دعا کرے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ کے بزرگ دوست مخفی و پوشیدہ ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ ہم انہیں کہاں پائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ یمن میں شتریان ہے۔ اس کا نام اولیںؓ ہے۔ تم اس کے قدم قدم چلو۔

نقل ہے کہ جب حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پانے لگے صحابہ نے عرض کیا۔ آپؐ کا لباس مبارک کس کو دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اولیںؓ قرنی کو حضورؐ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کو تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ نے خطبے کے درمیان فرمایا۔ کہ اے اہل نجد کھڑے ہو جاؤ۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ تمہارے درمیان کوئی قرن کارہنے والا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمرؓ نے اولیںؓ قرنی کے متعلق پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے۔ لیکن ایک وحشی ہے۔ جو لوگوں سے دور ہے اونٹ چراتا ہے۔ پس فاروقؓ اور علیؓ اس وادی کو گئے اور



ان کو نماز میں مشغول پایا۔ اور حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا  
ہوا تھا۔ کہ جب تک وہ نماز پڑھے وہ اونٹوں کو چرامیں۔ جب آپ  
نے آدمی کی جنبش پائی۔ تو نماز کو کوتاہ کر دیا اور سلام کیا۔ حضرت  
فاروق نے جواب دیتے ہوئے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ انہوں نے جواب  
دیا۔ غلام۔ حضرت فاروق نے فرمایا کہ ہم سب آنحضرت صلعم کے  
کے غلام ہیں۔ تمہارا خاص نام پوچھتا ہوں۔ جواب دیا۔ اولیس  
پھر فرمایا۔ کہ دایاں ہاتھ دکھاؤ۔ آپ نے دکھایا۔ جو نشان حضور  
صلعم نے بتایا تھا۔ وہ دیکھ کر کہا۔ کہ حضور صلعم نے آپ کو سلام  
کہا ہے۔ اور اپنا لباس تمہارے لئے بھیجا ہے اور حضور نے وصیت  
فرمائی ہے۔ کہ میری امت کے لئے دعا کرو۔ اولیس نے جواب دیا۔ کہ  
دعا کرنے کے لئے تم مجھ سے بہتر ہو۔ کیوں کہ تم سے زیادہ عزت  
کوئی نہیں۔ جناب فاروق نے جواب دیا کہ میں یہ کام کرتا  
ہوں۔ تم رسول اللہ کی وصیت بجا لاؤ۔ اولیس نے کہا۔ کہ اے  
عمر غم غم غم غم کرو۔ کہ شاید وہ شخص سوائے میرے کوئی اور ہو۔ حضرت  
فاروق نے کہا۔ رسول اللہ نے تمہارا نشان دیا ہے پھر اولیس نے  
کہا۔ کہ اچھا حضور کا لباس مجھے دو۔ تاکہ دعا کروں۔ فاروق اعظم  
نے لباس انہیں دیدیا۔ انہوں نے لے لیا۔ اور کہا کہ ذرا صبر فرمائیے  
پھر حضرت اولیس ان سے کچھ دور چلے گئے اور چہرہ کو زمین پر رکھ  
دیا۔ اور کہا۔ اے خدا میں اس وقت تک اس لباس کو نہ پہنوں گا  
جب تک کہ تمام امت محمدیہ کو نہ بخش دے گا۔ کیوں کہ پیغمبر نے اس  
کو میرے حوالے کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاروق نے



و مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب نے اپنا کام کر لیا ہے۔ اب تیرا کام باقی رہ گیا ہے اور انہی  
 خدا کی طرف سے کہ میں نے چند آدمیوں کو تیری خاطر بخش دیا۔ اولیس نے  
 کہا۔ جب تک سب کو نہ بخشے گا نہ پہنچوں گا۔ پھر آواز آئی کہ چند ہزار  
 میں نے بخش دیئے۔ اولیس نے کہا میں سب کو چاہتا ہوں۔ اولیس اس طرح  
 کہتا تھا۔ اور اسی طرح خدا سنتا تھا۔ اس حالت میں فاروق رضی اللہ عنہ  
 مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے گئے جب اس نے ان کو دیکھا۔ تو کہا کہ کیوں  
 آئے ہو۔ میں اس وقت تک لباس نہ پہتا جب تک کہ تمام امت محمدیہ  
 کو نہ بخشوا لیتا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اولیس رضی اللہ عنہ کی گودری کو  
 دیکھا۔ تو اس گودری کے نیچے اٹھارہ ہزار عالم کے سر دیکھے حضرت  
 فاروق رضی اللہ عنہ کا دل اپنے سے اور خلافت سے پھر گیا۔ کون سے جو مجھ  
 سے خلافت کو ایک روٹی کے عوض خریدے۔ اولیس نے کہا وہ  
 خریدے گا جو عقلمند نہ ہوگا۔ پھینک دو تاکہ جو کوئی چاہے اٹھالے  
 خرید و فروخت کا اس میں کیا کام۔ پھر اولیس نے لباس پہن لیا۔ اور  
 کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس لباس کی طفیل قبیلہ بنی ربیعہ و مضر  
 کی بکریوں کے بالوں کے برابر امت محمدیہ کو میرے لئے بخش دیا ہے  
 جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت فاروق نے کہا اولیس تو نے  
 کیوں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہ کی۔ اولیس نے کہا۔ کہ تم نے دیکھا  
 ہے آپ نے جواب دیا ہاں۔ اولیس نے کہا کہ شاید تم نے اس کا  
 جیہ مبارک دیکھا ہے تو بتاؤ کہ آپ کے ابرو ملے ہوئے  
 تھے یا نہ تعجب ہے کہ حضرت فاروق و مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تو معلوم نہ  
 تھا۔ پھر اولیس نے کہا تم محمد کے دوست ہو۔ انہوں نے



اب دیا۔ ہاں۔ اولیس نے کہا اگر تم دوستی میں درست ہوتے تو اس  
 دن جبکہ آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے تو تم نے کیوں موافقت کے  
 طریقے پر اپنے دانت نہ توڑے۔ کیوں کہ یہ شرط موافقت ہے۔ پھر آپ  
 نے تمام دانت دکھائے جو سب ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور کہا کہ میں  
 نے بلا آپ کو دیکھے ہوئے غیبت کی حالت میں اپنے دانتوں  
 کو آپ کی موافقت میں توڑ ڈالا جبکہ میں ایک دانت توڑتا تھا۔  
 تو میرے دل کو قرار نہ آتا تھا حتیٰ کہ ایک ایک کر کے میں نے اپنے  
 سب دانتوں کو توڑ ڈالا۔ یہ سن کر حضرت فاروق رضی و مرتضیٰ رضی  
 پر رقت چھا گئی۔ اور سمجھا کہ منصب ادب دوسری شے ہے حالاں کہ  
 رسول اللہ ص کو نہیں دیکھا ہے۔ کہا ادب یہاں تک ہے اور آداب  
 نہیں سے سیکھنا چاہئے۔ پھر حضرت فاروق رضی نے کہا۔ کہ میرے لئے  
 دعا کرو۔ اولیس نے کہا ایمان میں رعایت نہیں۔ میں نے دعا کی ہے  
 اور ہر نماز میں شہد کے وقت ہر مسلمان کے لئے دعا گورہتا ہوں فاروق  
 نے کہا۔ کہ مجھے وصیت کرو۔ اولیس نے کہا۔ اے عمر خدا پہنچاتا ہے۔  
 حضرت فاروق نے جواب دیا کہ ہاں پہنچاتا ہوں۔ کہا اگر اس کے سوا  
 کسی اور کو نہ جانے تو تیرے لئے بہتر ہے اولیس نے کہا خدا تعالیٰ  
 تجھے جانتا ہے۔ فاروق رضی نے کہا۔ ہاں جانتا ہے۔ کہا اگر سوائے اس  
 کے کوئی دوسرا تجھ کو نہ جانے۔ تو تیرے لئے بہتر ہے۔ جب فاروق  
 و مرتضیٰ رضی واپس ہو گئے تو اولیس کی جگہ اور حرمت ظاہر ہو گئی اور  
 ان کے درمیان عہد نہ رہا۔ تو وہاں سے بھاگے اور کوفہ آگئے  
 اور پھر کسی نے نہیں دیکھا۔ لیکن ہرم بن جبان رح فرماتے ہیں کہ جب



میں نے اولیں کی شفاعت کا درجہ سنا۔ تو مجھے اُن کے دیکھنے کا شوق  
 غالب ہوا۔ کوفہ آیا۔ اور اُن کو تلاش کیا۔ اور دریائے فرات کے کنارے  
 پر دیکھا۔ کہ وضو کرتے تھے اور کپڑے دھوتے تھے۔ ان کو میں نے پہچان  
 لیا۔ اور سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ اور میری طرف دیکھا۔ میں نے چاہا  
 کہ ان کا ہاتھ پکڑوں۔ لیکن انہوں نے ہاتھ نہ دیا۔ میں نے کہا کہ  
 اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت کرے۔ اور تجھے ان کے حال کی ضعفی کی وجہ  
 وجہ سے رونا آگیا۔ اولیں نے رو کر کہا کہ اے ہرم بن جیمان اللہ کریم  
 تمہیں زندگی دے۔ تم یہاں کس طرح آئے۔ کہا۔ کہ میرا اور میرے  
 باپ کا نام تم نے کس طرح جان لیا۔ حالانکہ تو نے مجھے کبھی نہیں دیکھا  
 حضرت اولیں نے جواب دیا مجھے اس نے خبر دی کہ جس کے علم  
 سے باہر کوئی شے نہیں۔ اور میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا  
 کیونکہ منوں کی روحیں ایک دوسرے کی آشنا ہوتی ہیں۔ میں نے کہا  
 کہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی روایت مجھے بیان کرو جو اب دیا کہ میں نے  
 نہیں دیکھا۔ نہ ان کی باتیں دوسرے سے سنی ہیں۔ اور میں نہیں چاہتا  
 کہ محدث و فقی و واعظ ہوں مجھ سے میں نے کہا کہ کوئی آیت  
 تلاوت کیجئے۔ کہ میں سنوں۔ جواب دیا۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ  
 الرَّجِيْمِ۔ اور نزار زار رو رہے پھر کہا اللہ تعالیٰ اس طرح ارشاد  
 فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْحَقِّ وَالْاَيْسِ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ  
 وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعِبٰدِنَا  
 وَمَا خَلَقْنَا هُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّا كَثْرًا هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ  
 بیان حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:۔ نقل ہے



حسن بصری بچہ تھا۔ ایک روز اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جناب سرور  
 کائنات صلعم کے کوزہ سے پانی پی لیا۔ حضور نے دریافت فرمایا  
 کہ یہ پانی کس نے پیا ہے۔ اُمّ سلمہ نے جواب دیا حسن بصری نے  
 پیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حسن قدر اس نے پانی پیا ہے اسی قدر  
 اس میں علم سرایت کرے گا۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ  
 ایک روز حضور اُمّ سلمہ کے گھر تشریف لائے۔ حسن کو گود میں اٹھا  
 لیا۔ اور آپ نے اس کے لئے دعا کی جو کچھ حسن بصری کے نصیب  
 ہوا۔ سب حضور کی دعا کا نتیجہ تھا۔ نقل ہے ایک دفعہ مجلس قائم  
 کی ہوئی تھی۔ کہ حجاج ننگی تلواروں کے ساتھ لشکر لئے ہوئے  
 آیا۔ ایک بزرگ جو کہ حاضر مجلس تھے انہوں نے  
 کہا کہ آج حسن کا امتحان کرتے ہیں حجاج بیٹھ گیا۔ آپ  
 نے ذرا بھر بھی توجہ نہ کی۔ پھر اس بزرگ نے  
 کہا۔ حسن ہی ہے جب مجلس ختم ہوگئی۔ حجاج نے آپ  
 کے قریب ہو کر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ انظر  
 الی الرجل یعنی مرد کامل کی طرف دیکھو۔ اگر کسی  
 مرد کو دیکھنا چاہتے ہو۔ تو حسن کو دیکھو۔ لوگوں  
 نے حجاج کو خواب میں میدان قیامت میں دیکھا  
 اس سے کہا گیا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا جو مواحد  
 طلب کرتے ہیں۔ یہ بات اس نے حالت نزع میں کہی  
 تھی۔ کہ اے خداوند کریم تو غفار ہے تو خود اس مشقت  
 تنگ حوصلہ کو دیکھا کہ میں غفار ہوں۔ سب لوگ



ایک دل اور ایک زبان ہیں کہ کل تو مجھے چھوڑ گیا  
 اور نہ بخشنے گا مجھے ان کے مقابلے میں بخشہ سے  
 اور ان کو دکھلا دے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں  
 نقل ہے کہ ایک دن حسن بصری گورستان سے  
 گزرے اور چند لوگ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے  
 فرمایا۔ اس قبرستان میں ایسے ایسے مردان خدا ہیں۔  
 کہ ان کی ہمت کا سر اٹھ بہشتوں میں بھی نہیں سماتا  
 اور ان کی مٹی میں اس قدر حیرت ملی ہوئی ہے  
 اگر اس حیرت کا ذرا آسمان والوں کے سامنے پیش کریں  
 تو سب عجم سے گر جائیں۔ نقل ہے کہ آپ دعا کرتے تھے  
 کہ جیب عجمی دامن اٹھا لیتے کہ میں قبولیت کو دیکھ رہا ہوں  
 ایک بزرگ کہتے ہیں۔ کہ میں آپ کے ساتھ حج کو گیا  
 مجھے پیاس لگی۔ تو میں کنوئیں کے کنارے پر پہنچا  
 ڈول اور رسی کونہ پایا۔ آپ نے فرمایا جب میں نماز  
 پڑھوں گا۔ تو تم پانی پی لیتا۔ پس وہ نماز میں مشغول ہوئے  
 اور میں کنوئیں کے کنارے پر گیا۔ پانی کنوئیں کے  
 کناروں تک آیا ہوا تھا۔ ہم نے پیا۔ اور ایک دوست  
 نے کوزہ بھرا تو پانی کنوئیں کا نیچے چلا گیا۔ آپ جیب  
 فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے خدا پر یقین  
 نہ کیا۔ اس لئے پانی نیچے چلا گیا۔ ابو عمرو قرآن پڑھایا  
 کرتے تھے۔ ایک لڑکا خوبصورت قرآن پڑھنے کے



لئے آیا۔ ابو عمرو نے اُس کی طرف بصری نظروں سے دیکھا  
 الف۔ الحمد سے لے کر والناس تک سب بھول  
 گیا۔ بعد اُس کو آگ لگ گئی۔ اور وہ بے قرار  
 ہو گیا۔ اور وہ حسن بصری کے پاس گیا۔ اور اپنا  
 حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اب حج کا وقت ہے  
 حاج کر جب فارغ ہوئے تو مسجد حنیف میں دو بزرگ  
 دیکھے گا۔ ان کا وقت تباہ نہ کرنا۔ یہاں تک کہ  
 ایک پُرمیبت بزرگ کو دیکھا کہ لوگ اس کے  
 گرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب کچھ وقت گزر گیا۔ ایک پیر  
 مرد داخل ہو گیا۔ اور اس نے سفید کپڑے پہننے  
 ہوئے تھے۔ لوگوں کے سامنے گئے اور سلام کیا  
 اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔ جب نماز کا وقت  
 ہو گیا۔ تو سب لوگ چلے گئے۔ وہ بزرگ خالی رہ گئے  
 ابو عمرو کہتے ہیں کہ میں ان کے سامنے گیا۔ اور سلام  
 کیا۔ اور اپنا حال بیان کیا۔ وہ غمناک ہوئے اور آنکھیں  
 اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ ابھی انہوں نے اپنا سر  
 نیچے نہیں کیا تھا کہ سب قرآن مجید مجھ پر کشادہ  
 ہو گیا۔ ابو عمرو کہتے ہیں کہ میں خوشی سے ان کے قدموں  
 پر گر پڑا۔ انہوں نے کہا کہ میرا نشان تجھے کو کس نے دیا  
 میں نے کہا حسن بصری نے انہوں نے کہا۔ کہ حسن نے  
 ہمیں رسوا کیا اب ہم بھلی اسے رسوا کریں گے۔



پھر کہا کہ تو نے اس بزرگ کو دیکھا ہے جو نماز پیشی کے  
 بعد آیا۔ وہ سب سے پہلے چلا گیا۔ اور ہم سب نے اس  
 کی تعظیم کی میں نے کہا۔ ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے۔  
 انہوں نے کہا وہ حسن بصری تھے۔ ہر روز نماز پیشی کے  
 بعد بصرہ سے اس جگہ وہ آتے ہیں۔ مجھ سے باتیں کرتے  
 ہیں اور نماز عصر بصرہ میں پڑھتے ہیں۔ کہا جو شخص  
 حسن بصری جیسا امام رکھتا ہے۔ وہ مجھ سے دعا کیوں  
 چاہتا ہے۔ نقل ہے۔ کہ آپ کا ہمسایہ شمعون آتش  
 پرست تھا۔ وہ بیمار ہو گیا ایک شخص آپ کے  
 پاس آیا۔ کہا کہ ہمسایہ کا خیر لاؤ۔ آپ اس کے  
 سر ہانے گئے اور اس کو دیکھا۔ اور وہ آگ کے  
 دھوئیں سے سیاہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا سے  
 ڈر کہ تو نے آگ اور دھوئیں میں عمر گزارا۔ اب سلام  
 قبول کرتا کہ تجھ پر خدا کی رحمت ہو۔ شمعون نے  
 کہا مجھے تین چیزیں اسلام سے باز رکھتی ہیں۔ ایک  
 یہ کہ تم رات و دن دنیا کو لڑاتے ہو۔ اور  
 پھر دنیا طلب کرتے ہو۔ دوسری یہ کہتے تو کہ میت  
 برحق ہے۔ لیکن موت کا سامان کچھ کام کرتے ہو۔ جو  
 اس کی رضا کے خلاف ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ  
 آشناؤں کا نشان ہے اور تو نے اپنی عمر آتش  
 پرستی میں صرف کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت



کے بجائے تو نے آگ کو اپنا خدا سمجھ کر صد سال تم  
 نے آتش پرستی کی۔ اور میں جس نے کہ بالکل آگ کو نہیں  
 بوجھا ہے یہ دونوں کو جلا دیگی۔ اور تیرے حق کا خیال  
 نہ کرے گی۔ اگر میرا خدا چاہے تو آگ کو یہ حوصلہ نہ  
 ہو۔ کہ میرے بدن کا ایک بال بھی جلائے۔ اب آ  
 تاکہ دونوں اپنے ہاتھ آگ میں ڈالیں تاکہ تجھے آگ  
 کی کمزوری اور حق تعالیٰ کی قدرت معلوم ہو۔ یہ کہا۔  
 اور ہاتھ آگ میں ڈالا۔ اور کچھ دیر ہاتھ آگ میں رکھا  
 ایک ذرا متغیر نہ ہوا۔ شمعوں نے جب یہ دیکھا۔ تو  
 اس کی حالت متغیر ہو گئی۔ اور آپ کی خدمت میں  
 عرض کیا۔ مجھے آتش پرستی کرتے ہوئے ستر سال گزر  
 گئے ہیں۔ اب چند سانس باقی رہ گئے ہیں۔ اب کیا  
 تدبیر کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیری تدبیر یہ  
 ہے کہ مسلمان ہو جائے۔ شمعوں نے کہا کہ اگر آپ  
 ایک خطا لکھ دیں کہ حق تعالیٰ مجھے عذاب نہ دے  
 تو ایمان لاتا ہوں۔ آپ نے خط لکھ دیا۔ شمعوں  
 نے کہا شمعوں نے کہا قلم دیجئے کہ بصرہ کے معتبر آدمی  
 اس پر گواہی کر دیں۔ جب گواہی ہو گئی تو آپ نے  
 وہ خط اس کو دیدیا۔ شمعوں ہائے ہائے کر کے  
 رویا۔ اور اسلام قبول کیا۔ اور آپ کو وصیت کی مجھے قبر  
 میں لٹانا۔ اور اس خط کو میرے ہاتھ میں رکھنا۔



کیوں کہ کل تیامت کو بھی میرے لئے ایک جنت ہوگی۔ پھر  
 وہ کلمہ پڑھ کر مر گیا۔ پھر آپ نے اس کی وصیت کو پورا  
 کیا۔ اور اس کو دفن کیا۔ آپ اُس رات اندیشے سے  
 نہ سوئے اور تمام رات نماز میں مشغول رہے۔ اور آپ  
 اپنے آپ کو کہتے تھے۔ کہ یہ غلطی تھی جو میں نے کی  
 میں تو خود غرق ہوں دوسرے غرق ہونے والے کا ہاتھ  
 کس طرح تھام سکتا ہوں۔ میری تو اپنی ملکیت قبضے میں  
 نہیں۔ میں نے خدا کی ملکیت پر کیوں جہر کر دی۔ اس فکر  
 میں سو گئے اور شمعوں کو دیکھا۔ کہ شمع کی طرح ایک تاج  
 سر پر رکھا ہوا ہے اور ایک عمدہ لباس پہنا ہوا خندہ  
 پیشانی سے بہشت میں ٹہلتا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ اے شمعوں  
 کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کیا پوچھتے ہو۔ جیسا دیکھ رہے  
 ہو مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر میں جگہ دی۔ اور اپنے  
 فضل و کرم سے اپنا دیدار نصیب کیا۔ اور آپ بھی اپنی  
 زبان کے بوجھ سے رہا ہو گئے ہیں یہ خط لے جائیے  
 مجھے اب اس کی حاجت نہیں۔ آپ جب خواب سے  
 بیدار ہوئے۔ تو اس خط کو اپنے ہاتھ میں دیکھا۔ کہا  
 اے خداوند تیرا کام کسی اصلیت پر موقوف نہیں بلکہ  
 تیرا فضل ضرورت ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

وبعد فقد حضر

في يوم الاثنين

عشر ربيع الثاني

سنة ۱۳۸۵

هـ

ع

ب



# قارئین کرام سے التماس

معزز قارئین کرام سے التماس ہے کہ

وقت کی کمی بنا پر کتاب کے صفحات

میں سہوً ایک غلطی ہو گئی ہے جو دورہ

کی جاسکی۔ اس غلطی کا مضمون کے تسلسل

میں کوئی خلا نہیں ہے۔

نیازمند

ناشر



## قصہ حضرت مالک و پینار رحمۃ اللہ علیہما

دو تیر آپ کو دینار اس وجہ سے کہا تھا کہ مالک رحمۃ اللہ کشتی میں تھے جب دریا کے درمیان پہنچے۔ ملاحوں نے کشتی کا کرایہ طلب کیا۔ کہ مالک رحمۃ اللہ نے ابا میر سے پانس مہنی ہے۔ انہوں نے اس قدر مارا کہ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ انہوں نے پھر کرایہ طلب کیا اور پھر دوسری بار مارا اور کہا کہ تمہارے پاؤں پکڑ کر تجھے دریا میں پھینکتے ہیں۔ اتنے میں دریا کی ٹھیلیاں نکل آئیں اور ہر ایک کے منہ میں ایک ایک دینار تھا۔ مالک نے ہاتھ لمبا کیا۔ اور ایک دینار پھلی سے لے لیا۔ اور ان کو دیدیا۔ جب انہوں نے یہ معاملہ دیکھا تو آپ کے پاؤں پر گر پڑے۔ لیکن آپ نے پاؤں کشتی سے نکل کر دریا میں ڈال دیئے اور پانی پر چلنے لگے۔ اور نظروں سے غائب ہو گئے۔ اس وجہ سے آپ کا نام مالک و نیز ہوا۔ نقر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بہت سارے جہاد کی آرزو میں رہا۔ جب اتفاق ہوا کہ میں جہاد پر شامل ہوں۔ تو مجھے تپ آگیا۔ جس کی وجہ سے میں جہاد میں شامل نہیں ہو سکتا تھا۔ میں اسی تم میں سو گیا اور اپنے آپ سے کہتا تھا۔ اے جسم اگر خدا کے نزدیک تیرا کچھ قدر منزلت ہوتی۔ تو یہ تپ نہ آتا۔ نام خواب میں کیا دیکھا۔ کہ ہاتھ نے آواز دی۔ اگر تو آج جاگ میں شامل ہوتا۔ تو تجھ کو سور کا گوشت کھاتے اور جب سور کا گوشت کھاتا۔ تو کافر ہو جاتا۔ نقل ہے۔ کہ آپ کا مناظرہ ایک دہریہ کے ساتھ ہوا۔ ملاح نے طول پکڑا اور ہر ایک یہ کہتا تھا۔ کہ میں حق پر ہوں آخر الامر یہ سچے پایا۔ کہ ان دونوں کے ہاتھ آپس میں بان بھک آگ میں ڈال دیئے جاویں۔ جسکو آگ جلا دے گی۔ وہ جھوٹ ہوگا۔ غرض کہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور دونوں میں سے ایک بڑی بھلا۔ اور آگ بھاگ گئی۔ لوگوں نے کہا دونوں حق پر ہیں۔ آپ دل تنگ ہو کر گھبرا گئے۔ اور چہرہ خاک پر رکھا۔ اور دعا کی کہ ستر سال تک قدم ایمان میں رکھا۔ تو ایک



کے برابر ہوگا۔ ہاتف نے آواز دی کہ تو نے نہیں سمجھا کہ تیرے ہاتھ نے دہریہ  
کے ہاتھ کی حمایت کی۔ اگر دہریہ تنہا اپنا ہاتھ آگ میں ڈالتا تو سزا پاتا۔ نقل ہے۔  
کہ ایک بار آپ نے ایک مکان کرائے پر لیا۔ اور آپ کے ہمسائے میں ایک یہودی  
رہتا تھا۔ آپ کے گھر کا محراب یہودی کے مکان کے دروازے پر تھا۔ اس نے  
وہاں پانچا بنایا تھا۔ اور پلیدی آپ کے گھر میں پھینکتا تھا۔ اور محراب کو بھی  
پلیدی کرتا تھا۔ اور ایک مدت تک اس نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ نے کسی سے ذکر  
نہ کیا۔ ایک دن وہ یہودی آپ کے پاس آیا اور کہا کہ اسے مالک تجھے میرے اس  
پانچا سے تکلیف تو نہیں۔ آپ نے فرمایا ہے تو سہی۔ لیکن میں نے ایک تفرار اور  
ایک جھاڑو بنالیا ہے۔ اس سے عاف کر لیتا ہوں۔ اور وصولیتا ہوں۔ اس نے کہا  
یہ تکلیف آپ کس لئے برواشت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حق تداوی کا ایسا حکم  
ہے۔ **وَلَا تَطْمِئِنُّ الْعَيْنُ الْغَاضِبَةُ** یہودی نے کہا کیسے پسندیدہ ہے کہ خدا کا دوست  
دشمن کا رنج اٹھائے۔ اور سرگز فریاد نہ کرے۔ اور اس حالت تک صبر کرے۔  
یہ کہا اور یہودی اسی وقت مسلمان ہو گیا۔



## قصہ جناب حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

حبیب عجمی حرکات دریافت میں مشغول رہتے تھے۔ ابتدا میں مالدار تھے۔ اور اہل بصرہ کو سود پر روپیہ دیتے تھے۔ اور ہر روز اپنے کاروبار کے تقاضے کے لئے جایا کرتے تھے۔ اور جن سے کچھ لینا ہوتا تھا۔ جب تک ان سے نہ لیتے وہاں سے نہ ٹٹتے۔ اور اپنے آنے کا اور تکلیف کا عوض مانگتے اور اس سے اپنا گزارہ کرتے۔ ایک دن آپ مال لینے کے لئے کسی شخص کے گھر گئے لیکن مدیون گھر میں موجود نہ تھا۔ اس کی عورت نے کہا میرا خاوند نیر حاضر ہے اور میرے پاس کوئی شے نہیں۔ ایک بکری ذبح کی تھی۔ لیکن اب سوائے گردن کے کچھ نہیں رہا۔ اگر آپ پسند کریں۔ تو آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ آپ نے کہا وہ وہیدو۔ اور بکری کی گردن لے کر واپس چلے آئے اور اپنی عورت سے کہا کہ یہ سود میں آئی ہے۔ اس کو دیگ میں ڈال کر پکاؤ۔ بیوی نے کہا گھر میں روٹی اور لکڑی بھی نہیں۔ آپ نے کہا۔ جاتا ہوں۔ اور روٹی اور لکڑیاں بھی سود میں لاتا ہوں۔ آپ گئے اور اسی طرح سود میں لے آئے۔ بیوی نے منڈیا چڑھا دی۔ جب پک گئی تو آپ نے چاہا کہ اسے برتن میں ڈالا جائے۔ ایک قیر نے دروازہ پر صدائی۔ اور کچھ مانگا۔ آپ نے جواب دیا کہ جاتے کوئی چیز نہیں پہنچتی۔ تو اس قدر جوہم تھے دیں۔ تو اس سے امیر نہ ہوگا۔ اور ہم غریب ہو جاویں گے۔ قیر نا امید ہو کر واپس چلا گیا۔ آپ کی عورت نے جب گوشت منڈیا میں ڈالا تو وہ سب خون ہو گیا تھا۔ اس نے شوہر کو آواز دی۔ اور دیکھ نیری شومی سے کیا فائدہ ہو گیا اور دیکھا۔ تو آپ کے دل میں آگ لگ گئی۔ پھر آپ نے اپنی بیوی سے کہا میں سب برائیوں سے توبہ کرتا ہوں۔ دوسرے روز آپ گھر سے



باہر تشریف لائے۔ تاکہ قرضداروں کے پاس جا کر روپیہ واپس لادیں اور پھر  
 سوڈ پر نہ ڈیویں۔ جمعہ کا دن تھا۔ رٹ کے آپس میں کھیل رہے تھے۔ جب  
 انہوں نے آپ کو دیکھا تو دوسرے سے کہا حبیب سوڈ خوار آیا۔ ذرا دور  
 بیٹ جاؤ۔ تاکہ اس کے پاؤں کی گرد ہم تک نہ پہنچے۔ اور ہم بھی اسی کی طرح  
 بدلتی نہ ہو جاویں۔ آپ نے جب یہ سنا تو آپ کا دل بھرا آیا اور حضرت حسن بصریؒ  
 کی مجلس کی طرف چلے۔ حسن بصریؒ نے چند کلمات ایسے کہے کہ آپ کا دل  
 غارت ہو گیا۔ اور آپ نے توبہ کرنی اور جب آپ حسن بصریؒ کی مجلس سے  
 واپس ہوئے تو آپ نے ایک قرضدار کو دیکھا۔ کہ وہ آپ کو دیکھ کر  
 بھاگ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ مت بھاگ۔ اب مجھ کو مجھ سے بھاگنا  
 چاہیے۔ وہ راستہ جو آپ کے گھر کو آتا تھا۔ دوڑ کے اس جگہ کھیل رہے  
 تھے۔ اور ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ ذور بیٹ جاؤ۔ کہ حبیب تائب  
 آیا۔ تاکہ ہمارے گرد اس پر نہ پڑے اور ہم خدا کے نزدیک گنہگار ہو جائیں۔ آپ  
 نے کہا اسے خدایا۔ تیری بجز قدرت ہے۔ کہ ایک ہی دن میں کہ میں نے  
 تیرے ساتھ صلح کی۔ تو نے اس کا اثر دوستوں کے دل تک پہنچا دیا اور میرا  
 نام نیکی کے ساتھ مشہور کر دیا۔ پھر آپ نے ایک دن منادی کر دی کہ جس  
 شخص نے حبیب کا کچھ دینا ہے۔ وہ آئے اور اپنی تحریر واپس لے جائے  
 سب لوگ جمع ہو گئے۔ اور جوں جوں گری رکھا ہوا تھا۔ وہ سب واپس کر دیا۔ یہاں  
 تک ہوا کہ آپ کے پاس کچھ باقی نہ رہا۔ ایک شخص آیا۔ اس نے دعویٰ کیا تو اپنا  
 پیرا ہن اس کو دے دیا۔ دوسرا آیا اس نے بھی دعویٰ کیا۔ تو آپ نے  
 اپنی بیوی کی چادر اسے دیدی اور دونوں میاں بیوی برہنہ رہ گئے۔



آپ نے دریائے فرات کے کنارے پر ایک عبادت خانہ بنایا اور وہاں  
 عبادت حق میں مشغول ہو گئے۔ دن کو جناب حسن بھری کی خدمت میں حاضر  
 ہو کر علم سیکھتے تھے۔ اور رات کو عبادت میں مشغول رہتے تھے آپ  
 کو لوگ بھی اس لئے کہتے تھے کہ آپ قرآن شریف نہ پڑھ سکتے تھے۔  
 تو آپ کی بیوی کے پاس کچھ نہ رہا۔ بیوی نے کہا اب کھانے پکڑے کی  
 ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا میں مزدوری کرتا ہوں۔ آپ گئے  
 تمام دن عبادت میں مشغول رہے۔ جب رات کو گھر آئے تو بیوی نے  
 کہا آپ کچھ نہیں لائے۔ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کی میں نے مزدوری  
 کی تھی۔ وہ نہایت کریم ہے۔ اور ایسے کریم سے مجھے مزدوری مانگتے  
 ہوئے شرم آتی ہے۔ وقت پر وہ خود ہی دیکھا۔ اور وہ کہتا ہے  
 کہ میں ہر ایک کو دس روز میں مزدوری دیتا ہوں۔ پس آپ ہر روز  
 عبادت خانے میں چلے جاتے اور عبادت میں مشغول رہتے۔  
 حتیٰ کہ دس دن ختم ہو گئے۔ دسویں روز آپ نے فکر کیا کہ  
 میں آج رات گھر میں کیا لے جاؤں اور اسی خیال میں مستغرق ہو گئے۔  
 حق تعالیٰ نے ایک مزدور کو ایک بوری آٹے کے ساتھ آپ کے گھر  
 میں بھیجا اور ایک دوسرے مزدور کو مذکورہ بوری دے کر بھیجا۔  
 اور تیسرے مزدور کو شہد گھی دے کر بھیجا اور ایک جوان  
 ان تینوں کے ہمراہ ایک تھیلی تین صد درہم کی لے کر آپ کے  
 مکان پر آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا اور تمام چیزیں آپ کی اہلیہ  
 کے حوالے کر دیں۔ اور کہا کہ یہ تمام اشیاء اس نے بھیجی ہیں۔



حضرت حبیب رات کو جس کا کام کرتے ہیں۔ انہیں کہئے گا۔ کہ کام میں ترقی کریں۔ تاکہ مزدوری میں بھی ترقی کر دی جائے۔ یہ کہہ کر وہ جوان چلا گیا۔ جب رات ہوئی تو آپ شرمسار ہو کر گھر کے دروازہ پر آئے۔ گھر سے طعام کی خوشبو آرہی تھی۔ جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو آپ کی اہلیہ آپ کے سامنے آئی۔ اور نہایت نرمی سے پوچھا۔ کہ آپ کس کی مزدوری کرتے ہیں۔ وہ نہایت سخی دل معلوم ہوتا ہے۔ اس نے آج یہ سب اشیاء بھیجی ہیں۔ اور ایسا کہا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے۔ میں نے صرف دس دن مزدوری کی ہے۔ اور اس نے یہ مہربانی فرمائی۔ اگر اس سے زیادہ محنت کروں گا۔ تو نہ معلوم وہ میرے ساتھ کیا کرے گا۔ تو پھر آپ دنیا سے بے پرواہ ہو گئے۔ اور خدا کی عبادت کو سب سے مقدم خیال کرنے لگے۔ یہاں تک کہ مستجاب دعوات بزرگوں میں سے ہو گئے۔ اور اس زمانے کے بہت سے لوگوں نے آپ کی دعا سے فائدہ اٹھایا۔

ایک دن ایک عورت روتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی۔ کہ میرا رٹکا کہیں گم ہو گیا ہے۔ اور اس کے غم نے مجھے نڈھال کر دیا۔ خدا کے لئے میری امداد کیجئے۔ تاکہ آپ کی دعا کی برکت سے میرا رٹکا مجھے مل جائے۔ آپ نے فرمایا تیرے پاس کچھ چاندی ہے۔ اس نے کہا ہاں! دو درہم ہیں۔



آپ نے اس سے لے لئے۔ اور دو درویشوں کو دیدیئے  
 اور دعا کی اور کہا جا تیرا بیٹا آچکا ہے۔  
 ابھی وہ عورت گھرتک نہ پہنچی تھی۔ کہ اس نے اپنے بیٹے کو  
 دیکھا۔ اور شور مچا دیا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔

پھر اپنے رٹکے سے پوچھا کہ تیری کیا حالت ہے؟  
 اس نے کہا کہ میں کہ مان میں تھا۔ میرے استاد نے مجھے گوشت  
 لینے کے لئے بازار بھیجا۔ گوشت میں نے خرید کیا تھا۔ اور گھر کو  
 جا رہا تھا۔ کہ ہوا آئی اور مجھے اٹھالے لگی۔ اور میں نے ایک آواز  
 سنی کہ اے ہوا اس کو اس کے گھر پہنچا دے۔  
 حضرت حبیب کی برکت سے اور ان کی دعا کی برکت سے  
 اور دو درہم صدقے کی برکت سے۔ اگر کوئی پوچھے کہ ہوا  
 اس کو کس طرح لے آئی۔

اسے کہو جیسے تحت سلیمانؑ کی ایک مہینے کی راہ ہوتی تھی۔  
 تو ایک روز میں لے آئی تھی۔ یا جیسا تحت بقیس کو طرفتہ العین  
 حضرت سلیمانؑ تک پہنچا دیا تھا۔ نقل ہے کہ آپ کو لوگوں نے  
 ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ شعبہ میں دیکھا اور عرفات کے دن  
 عرفات میں۔



## قصہ حضرت رابعہ بھری رحمۃ اللہ علیہا

حضرت رابعہ بھری نے حج کا ارادہ کیا۔ اور جنگل کو تشریف لے گئی۔ آپ کے پاس ایک لاغر کمزور سا گدھا تھا۔ آپ نے اپنا تمام اسباب اس پر بار کر دیا۔

وہ گدھا جنگل میں مر گیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کا اسباب اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ کہ تم سب جاؤ میں تمہارے بھروسے پر گھر سے باہر نہیں نکلی تافلہ چلا گیا۔ اور آپ تنہا رہ گئیں۔ تو آپ نے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا۔

کہ اے اللہ! کیا بادشاہ ایک عزیز کمزور عورت کے

ساتھ یہی طرز عمل مرعی رکھتے ہیں۔

مجھے تو نے اپنے گھر بلایا اور راستہ میں میرے گھر

کو مار ڈالا۔ اور مجھ کو جنگل میں تنہا رہنے دیا۔





بھی آپ کی دعا ختم نہ ہوتی تھی کہ گدھا زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہو۔ آپ نے اپنا تمام  
 اسباب اس پر لاد لیا اور مجھے معظّمہ کی جانب تشریف لے گئے۔ رات ہی۔ نہ بیان کیا  
 ہے۔ کہ میں نے اس گدھے کو ایک عرصے کے بعد چلتا دیکھا جب آپ تو معظّمہ کے  
 قریب پہنچیں تو جھنگل ہی میں مٹھرائیں۔ اور دعا کی کہ حق تعالیٰ میں نہایت متفکر ہوں  
 کہ میں کیسی جگہ جا رہی ہوں۔ کہ میری مہتی صرف مٹی کے ایک ڈھیلے سے اور خانہ کعبہ  
 پیغمبر کا ایک مکان ہے میری خواہش تو تجھے حاصل کرنے کی ہے حق تعالیٰ نے بلا واسطہ  
 آپ کے دل میں یہ ڈالا۔ کہ اے راجہ کیا تو چاہتے ہو کہ اے رہ ہزار محنتوں  
 کا خون تیرے ہی ذمہ ڈالا جائے کیا تمہیں منلو نہیں ہے کہ موسیٰ نے دیدار کی  
 خواہش کی اور میری مٹی کے ذرا لے بھی لیا۔ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا نقل ہے۔ کہ  
 جب آپ دوسری دفعہ حج کو تشریف لے گئے تو جھنگل میں کعبہ کو اپنے استقبال  
 کے لئے آئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا مجھے تو صاحب خانہ چاہیے۔ خانہ کو میں کیا کروں گی  
 جو شخص میری طرف ایک بالشت آئے گا۔ تو میں اس کی طرف ایک گز بڑھوں گی۔ میں  
 کعبہ کو دیکھ کر کیا کروں گی جو کعبے کے حوالے سے کسی خوش ہوں نقل ہے کہ ایک رات  
 حسن لہری نے فرمایا۔ میں ایک رات دن راجہ کے پاس رہا۔ طریقت حقیقت  
 کی باتیں کرتا تھا۔ تو ذمے دل میں خیال آیا کہ میں مرد ہوں۔ نہ اس کے پاس  
 میں خیال گزرا۔ کہ میں عورت ہوں۔ آخر جب میں اٹھا تو میں نے اپنے آپ کو  
 منفلس دیکھا اور اس کو مخلص پایا نقل ہے ایک رات حسن لہری چند دوستوں  
 کے ہمراہ آپ کے پاس آئے آپ کے پاس چراغ نہ تھا اور ان کو چراغ کی ضرورت  
 تھی۔ آپ نے اپنی انگلی کے سرے پر پھونک مارا۔ تو صبح تک انہی سے  
 چراغ جلایا۔ اگر کوئی کہے یہ کیسے ہوا ہم دس سے کہتے  
 ہیں۔ کہ جو نبی کریم کی متابعت کرتا ہے اس کا حقہ کرامت میں ہوتا ہے



اگر نبی کو مجروح ہوتا ہے تو ولی کو کرامت عطا ہوتی ہے لیکن پیغمبر کی برکت سے جو شخص حرام کا ایک دانہ دشمن کو لٹا دیتا ہے اسے علم نبوت کا ایک درجہ ملتا ہے۔ اور فرمایا کہ سچا خواب نبوت کے چالیس درجوں میں سے ایک درجہ ہے۔ نقل ہے۔ کہ ایک وقت آپ بیمار ہو گئیں لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی بیماری کا کیا سبب ہے آپ نے جواب دیا۔ صبح کے وقت ہمارے دل میں بہشت کی طرف رغبت پیدا ہوئی تھی۔ تو دوست نے ہم پر عتاب کیا۔ اور یہ بیماری اسی عتاب کی وجہ سے ہے۔

### قصہ بایزید بسطانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک بار خلوت میں آپ کی زبان سے جاری ہوا۔ کہ سُبْحَانَیْ وَمَا  
 اَضْلَمُ شَاقِیْ۔ جب آپ اپنے آپ میں آئے تو مریدوں نے کہا کہ آپ  
 نے ایسے الفاظ کہے تھے۔ آپ نے فرمایا خدا عزوجل تمہارا دشمن ہو جائے۔ اگر  
 ایک بار اسنو۔ تو مجھے گھرے گھرے کر دو۔ پھر ہر ایک کو ایک ایک  
 پھری دے دی تاکہ اگر دوستی وقت آپ یہی لفظ کہیں۔ تو وہ آپ کو قتل  
 کر دیں۔ پھر دوسری بار آپ پر وہی حالت جاری ہوئی۔ مریدوں نے آپ کے ما  
 ڈلنے کو ارادہ کیا تو تمام گھر کو آپ سے بھر سوا پیا چنانچہ گھر کے  
 سبب روں کو گشتہ آپ سے بھرتے ہوئے تھے۔ آپ کے مرید پھر پارہا کرتے  
 تو ایسا عظیم ہوتا تھا جیسے کوئی پانی پڑھ رہا ہوتا ہے۔ سبب ایک ساعت گئی تو وہ  
 چھوٹی ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ آپ اس صوت پر ظاہر ہوئے کہ وہاں کھینچ  
 بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ بایزید تو یہ ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔ وہ بایزید نہیں



ہیں اگر کوئی کہے۔ یہ کیے ہو سکتا ہے تو میں اسے کہوں گا۔ جیسا کہ آدم  
 اس قدر بلند قدر تھے کہ آپ کا سر آسمان پر لگتا تھا۔ جبرائیل نے اپنا پیرا  
 کے سر پر لی تو آپ کا قد چھوٹا ہو گیا۔ جب یہ ہو سکتا ہے کہ بڑی  
 صوت چھوٹی ہو جاتے تو یہ بھی ممکن ہے۔ نقل ہے کہ ایک وقت آپ کے  
 ہاتھ میں ایک سرخ سیب تھا آپ نے اس کی جانب دیکھا اور فرمایا کہ ایک  
 لطیف سیب ہے۔ اسی وقت عنیب سے ندا آئی کہ اسے بائزید ہمارا نام سیب  
 پر لیتا ہے؛ تجھے شرم نہیں آتی چالیس روز تک خدا کا نام آپ کے دل  
 سے فراموش رہا۔ فرمایا کہ میں نے تم کھائی کہ جب تک زندہ رہوں  
 بسطام کا میوہ نہ کھاؤنگا۔ نقل ہے کہ البو تراب کا ایک مرید تھا نہایت  
 گرم رو اور صاحب وجد تھا۔ البو تراب ہمیشہ اس کو کہتے کہ جیسے تم ہو  
 تم کو بائزید کو دیکھنا چاہئے۔ ایک دن مرید نے کہا کہ جو شخص ہر روز  
 بائزید کے خدا کو سو بار دیکھتا ہے تو وہ بائزید کو کیا کرے۔  
 البو تراب نے کہا کہ جب تو خدا کو دیکھتا ہے تو بلند اپنی حالت کے  
 دیکھتا ہے اور جب بائزید کے سامنے دیکھے گا تو بقدر بائزید کی حالت  
 کے دیکھے گا۔ اور ان آنکھوں میں فرق ہے اور کہا یہ بات نہیں  
 حضرت صدیق پر ہر ایک بار تجلی ہوگا اور تمام مخلوق پر بھی ایک  
 بار۔ یہ بات مرید کے دل کو لگی اور اس نے کہا میں نے سنے تھے یہ آپ کے عیب  
 میں کئے اور آپ تو دیکھا کہ چھ آج ہے ہیں۔ ایک ہاتھ پانی کا  
 ٹمکھا ہے اور ایک میں اور چھپے دم دو ذلسٹام میں آئے حضرت بائزید  
 گھر میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ پانی لینے گئے۔ پرانی پوستین جب  
 آپ کی آنکھ کی موری پر پڑی اور مرید کی آنکھ پر پڑی تو اسی



وقت لرزنے لگا اور گر پڑا۔ اور جا بزیری۔ یہ دیکھ کر ابو تراب نے کہا  
 کہ اے شیخ ایک ہی نظر اور موت آپ نے فرمایا۔ اے ابو تراب اس  
 جہان کی فطرت میں ایسی حالت پیدا ہو گئی تھی۔ کہ اس کے ظاہر کرنے  
 کا موقع نہ تھا۔ میرے مشاہدہ میں ایک باریگی کشف ہو گیا اس میں  
 برداشت کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے مر گیا۔ زمان مصر کی بھی یہ حالت تھی  
 حضرت یوسفؑ کے جہاں کی طاقت نہ تھی اور بے خبری میں سب نے  
 اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالا۔ نقل ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کہ قیامت بہت  
 جلد واقع ہوتی تاکہ میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے پر لگاتا۔ کیونکہ  
 جب دوزخ مجھے دیکھے تو پست ہو جائے اور خلق کی راحت  
 کا سبب بنتا۔ عاصمؓ نے مریدوں سے کہا۔ کہ جو شخص تم میں  
 سے اہل دوزخ کا شیخ ہوگا۔ وہ مرید میرا نہیں۔ لوگوں نے عاصمؓ  
 عاصمؓ کی یہ بات حضرت یازید سے کہی۔ آپ نے فرمایا۔ میں کہتا ہوں  
 کہ میرا مرید وہ ہے جو دوزخ کے کنارے پر پھڑکے اور جس کی کو دوزخ  
 میں لے جاویں اس کا ہاتھ پکڑے۔ اور بہشت میں بھیج دے اور اس  
 کی جگہ خود دوزخ میں چلا جائے گا۔ لوگوں نے کہا۔ یہ فضل و کرم جو  
 آپ پر حق تعالیٰ نے کیا ہے پھر کیوں لوگوں کو حق تعالیٰ کی طرف  
 نہیں بلاتے۔ آپ نے فرمایا جس کی نے اس کو رو کر دیا۔ یازید  
 اس کو کیسے مقبول بنے گا۔ نقل ہے کہ ایک وفد مسلمانوں کا  
 لشکر روم میں بچے مزدور ہو گیا اور قریب تھا کہ لشکر اسلامی  
 کو شکست ہو جائے۔ آپ نے ایک آواز سنی۔ کہ اے یازید  
 مرد کرو۔ اسی وقت حیران کی جانب سے ایک آگ پیدا ہوئی



اور اس سے لشکر کفّار میں ایک ہر اس پیدا ہو گیا اور مسلمانوں نے فتح پائی۔ نقل ہے آپ نے فرمایا: جب میں پہلی بار حج کو گیا۔ تو خشکعبہ کو دیکھا۔ اور جب دوسری بار گیا۔ تو صاحب خانہ یعنی حق تعالیٰ کو دیکھا۔ اور تیسری بار تو خانہ کو ہی دیکھا اور نہ صاحب خانہ کو یعنی میں حق میں اس حد تک گم ہو گیا تھا کہ میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا اور یہ دیکھتا تھا تو حق تعالیٰ ہی کو دیکھتا تھا تو اس بات پر دلیل یہ ہے کہ ایک شخص آپ کے دروازے پر آیا۔ اور آواز دی آپ نے پوچھا۔ کس کو طلب کرتا ہے۔ اس نے کہا بائزید کو۔ آپ نے جواب دیا میں بچہ ہاں بائزید کو تیس سال تلاش کر رہا ہوں لیکن مجھے ابھی تک نہیں ملا۔ لوگوں نے یہ بات حضرت ذولنون مصری سے کہی۔ انہوں نے فرمایا: کہ حق تعالیٰ تیرے بھائی بائزید کو بخشے وہ اس جماعت میں داخل ہے۔ جو حق تعالیٰ میں گم ہو گئے۔

## حکایت حضرت خواجہ محمد قاسم قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت موہڑوی نے عرصہ شش سال خدائے کریم کی یگانگی عبادت کی۔ بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔ کہ جس نے شیرداز بھنیس کو ایک ہی مکان میں رکھا کہ وہ کہیں نکل کر پرا یا گھاس نہ کھائے۔ کہ میری پرہیزگاری میں فرق نہ آجائے۔ اس بھنیس کا دودھ چائے میں ڈال کر پیا کرتے تھے اور منہ انہیں اور عشر کے درمیان ایک نزار رکعت نفل پڑھا کرتے



تھے۔ حضور نے اپنی زندگی میں عرصہ پچاس سال پہلے اپنا عرس مقرر کر دیا تھا۔ مقررہ تاریخ پر ہی حضرت نے دنیا روفانی سے کوچ کیا تھا۔ نقل ہے۔ کہ حضرت موہڑوی نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ہم نے خداوند کریم سے تین باتیں منظور کرائی ہیں۔ کہ ایک میری اولاد کائنات پشت بلا منت صاحب کرامت رہے گی۔ دوسری اور تیسری پشت تک میرے خلفاء کی اولادیں بلا منت صاحب کرامت رہیں گی۔ تیسری۔ کہ جو شخص میرے دربار میں یا میری اولاد کے دربار میں یا خلفاء کے دربار میں بالخصوص قلب حاضر ہو تو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔ اگر خدا چاہے۔ نقل ہے کہ شیخ نور الدین قنادری کا ایک مرید حضرت موہڑوی کے دربار میں حاضر ہوا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ بتاؤ کہ آپ کو اپنے پیر کے ارشادات سے کچھ معلوم ہوا ہے تو اس مرید نے جواب دیا کہ ہاں ہے۔ کہ میں قیامت میں گناہگار مریدی کبھی شفاعت نہ کروں گا۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم نے خدا کے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ کہ امت محمد الرسول اللہ کو کبھی دوزخ میں نہ جانیں دیں گے۔ شعر مولانا روم صاحب حب درویشاں کلید جنت است دشمن الیثاں کذا لعنت است نقل ہے۔ کہ ایک وقت کافی تعداد میں بزرگ لوگ جمع تھے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ عرصہ بارہ سال گزر چکے ہیں کہ بغیر ذن خدا کے دنیا میں کوئی کلام نہیں کہی بلا منت سات سوا ولے بنے۔ نقل ہے۔ کہ یامستان کا ایک چور آیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ حضرت صاحب بڑھے ہیں اور صاحب بزرگ دربار میں موجود نہیں ہیں۔ اور حضرت صاحب کے پاس بہت بڑا خزانہ ہے تو چور نے چوری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت جی کے دربار میں حاضر ہوا۔ حضرت



صاحب نے بڑی عزت کے ساتھ اسے کرسی پر بٹھایا۔ تو عشار کے  
دقت چور نے اپنا لباس اتارا۔ اور ڈاکوں والا لباس پہنا چوسی  
کا ارادہ کر کے پانی کے چشمے کے قریب بیٹھ گیا تو حضرت صاحب  
نے چائے پلانے والے خلیفہ کو آواز دی حضور نے فرمایا۔ کہ ایک نادان آدھی  
پانی کے چشمے پر بیٹھا ہے اور ہاتھ پاس آئے گا ارادہ کرتا ہے چند آدمی  
بمراہ لے جا کر اسے بازوؤں سے پکڑ کر ہٹا پاس لاویں۔ تو خلیفہ  
صاحبان نے اس چور کو بازو سے پکڑ کر حضرت صاحب کی خدمت  
میں پیش کیا تو چور کی بدنی طاقت سب ذائل ہو گئی تھی۔ حضرت صاحب  
نے سب کنجیاں چور کے ہاتھ میں دے دیں کہ لو اسے فرزند جتنا  
خزانہ ہے۔ سب لے جاؤ اور میسر مکانوں کی دیواریں نہ ٹوڑنا  
کیوں کہ میں بوڑھا ہوں مجھ میں مکان تعمیر کرنے کی قوت نہیں ہے چور نے کہا  
کہ میں لاکھ لاکھ بار تیرا بانی ہو جاؤں آپ کی ہستی پر۔ اور کہا کہ مجھے دنیاوی  
خزانے کی اب ضرورت نہیں ہے مجھے وہ خزانہ عنایت فرما دیں جو آپ کے قلبا متعلق ہیں  
ہے۔ اور چور نے کہا کہ جناب محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی نے ایک  
چور کو قلع بنا دیا تھا۔ آپ مرد کامل ہیں اس لئے مجھے مرد کامل بنا دیں  
تو حضرت صاحب دریلے معرفت میں موجزن ہوئے اس چور کے سر پر دستار  
بندھی کر کے نگاہ رحمت سے اسے قلع زمان بنا دیا۔ نقل ہے کہ ایک  
میا نے جس کا نام محمد جی تھا۔ اس نے قتل کیا تو حضرت صاحب کے پاس  
آیا۔ عن کیا۔ یا حضرت ہم نے کیا قتل ہے۔ اور انگریز مجھے سزا موت  
دی ہے۔ خدا کے نام محمد کو بچا۔ حضور نے فرمایا کہ جاندر میں کام کر۔  
انین مہینے کے بعد حضرت صاحب نے خلافت دے کر اسے بھیجا۔ کہ اسی مسئلے



کے قریب بیٹھ کر لنگر جاری کر۔ اور نام محمد شاہ رکھ۔ اسی تھانے  
 کے قریب کہ جن سے تیرے خلاف وارنٹ جاری ہیں۔ اور شادی  
 نہ کریں۔ تو خلیفہ صاحب نے حسب حکم اپنی نوکری بچالائی اور عرصہ بارہ سال  
 تک لنگر جاری رکھا اور حکومت علاقوں میں اس کی تماشی کرتی تھی  
 بارہ سال کے بعد ایک لونڈی عورت آئی تو محمد شاہ نے اس کے ساتھ  
 نکاح کیا نکاح کرنے کے بعد دو دنوں حضرت صاحب موہڑوی کے دربار  
 میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحب نے ناراضگی کی اور کہا کہ تم نے میرے  
 حکم کی نافرمانی کی ہے۔ تو جب دربار عالیہ سے رخصت ہو کر واپس  
 ہوئے تو محمد حبی گرفتار ہوا اور اس پر پھانسی کا حکم ہوا محمد حبی کے اقربا  
 حضرت صاحب کے پاس پہنچ گئے اور فریاد کرنی آغاز کی تو حضرت صاحب  
 خاموش ہے بعد ہو صاحب کراہ صاحبان بھی دربار میں حاضر ہوئے۔ اور  
 فرلنے لگے کہ اے قبلہ آپ چروں اور قاتلوں کو کیوں نشان دیتے ہو  
 اور وہ دربار کی بدنامی کرتے ہیں حضرت صاحب دریا سے رحمت کے تلاطم میں  
 محسوس ہوئے اور فرمایا کہ اس تاریخ پر کے جو سزاوار اور قاتلی  
 ہیں اللہ کے حکم سے سب بری۔ تو جس تاریخ پر کہ محمد حبی کو سزائے  
 موت کا حکم تھا۔ تو سب قاتلی بری ہو گئے۔ اور گورنر نے ملزموں سے  
 پوچھا کہ آپ کس شخص کے مرید ہیں۔ کہ جس نے ہماری  
 سلطنت میں تمام ملزموں کو بری کرا دیا۔ وہ سب انکار  
 ہو گئے۔ تو محمد حبی نے کہا کہ میں دربار موہڑوی شریف کا  
 خادم ہوں۔ اور یہ جاسے پیر کی کرامت ہے۔ گورنر نے رنج  
 سے کہا۔ کہ دربار موہڑوی شریف میں خداوند کریم کا ایک بہت بڑا دوست



جس نے مردوں کو زندہ کیا اور ہزاروں کی تعداد میں مخلوق کو فیض پہنچایا اس کے  
 میرا ارادہ ہے کہ ایسے شخص کا دیدار کروں۔ حضور موہڑوی نے ایک دن پہلے خلفاء  
 کو حکم دیا کہ ایک مکان خوب صاف کرو کہ ایک مہمان لاہور سے آتا ہے۔ تو  
 وہ مہمان دو سکر دن حضور کے پاس خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ  
 گورنر انگریز تھا۔ وہ بچہ اپنے عیال کے مسلمان ہوا۔ اور حج و گورنروں  
 نے بیت حبل کی اور صاحب ایمان ہو گئے اور محمد جی کو دوبارہ خلافت  
 دے کر صبا کرامت بنا دیا تھا۔ نقل ہے کہ حضرت صاحب ایک  
 روز اپنے خلفاء کو تعلیم نورانی سے لے رہے تھے اور اپنے خلفاء کے لئے  
 انوار خدا ظاہر کیا تھا۔ اور تمام خلفاء کو مجلس محسبی میں داخل کیا  
 تھا کہ ایک شخص جس کا نام سردار خان تھا۔ تو اس نے حضرت صاحب  
 کو نورانی تعلیم دیتے ہوئے آواز دی کہ اے حضرت صاحب کاغذ دو  
 تو حضرت صاحب نے بیخودی کی حالت میں اسے کہا کہ جاؤ پاگل و فح  
 ہو جاؤ۔ تو اسی وقت پاگل ہو کر ایک گھنٹے کے بعد پہاڑی پر سے گر  
 کر مر گیا۔ تو تین چار یوم کے بعد حضور نے فرمایا کہ ہمارا پیارا خلیفہ  
 اور سخی خلیفہ جو کہ سخاوت میں مشہور تھا کہ اس نے اپنا گوشت پندوں  
 کو کھلایا۔ اس کی لاش کو اٹھا کر لاؤ۔ خلفائے نعش کو اٹھا کر بیا  
 حاضر کیا۔ حضور نے بڑی تعظیم کے ساتھ اس کا کفن و جنازہ کیا۔ حضرت  
 صاحب نے کہا کہ اس کو دو درجے ملے۔ خلافت بھی اور شہادت بھی۔ نقل  
 ہے کہ ایک بوڑھی حضرت صاحب کی خدمت میں پیش ہوئی اور عرض کی کہ  
 اے حضرت محبوب خدا ہادی دو جہان میرا ایک فرزند بنام کالا خان  
 عرصہ دراز سے گم شدہ ہے۔ یا حضرت دعا کریں۔ تاکہ اپنی آنکھوں کے



سامنے حضور کے دربار میں اپنے فرزند کو دیکھوں اور دیکھتے ہی مرجاؤں  
 پھر میرا دنیا میں کوئی افسوس نہیں۔ حضور نے فرمایا یہ بات مت کہو کہ میں  
 مرجاؤں کیوں کہ خدا ہے نیاز ہے۔ ہر قسم کے سوالات قبول کر لیتا ہے بڑھی  
 نے وہی پہلے الفاظ دہرائے۔ تو پھر بوڑھی نے کہا کہ مجھے مرنے کا کوئی  
 غم نہیں لیکن فرزند سے ملاقات نصیب ہو جائے دو سکھ دن بوڑھی  
 کا فرزند دربار میں حاضر ہو کر اپنی والدہ سے ملاقات کی حضرت نے دریافت  
 کیا اس بڑے سے کہ کہاں تھے۔ کالا خان نے کہا کہ پنجاب میں ایک  
 سیٹھ کے پاس ملازم تھا۔ کہیں سودا کے لئے گیا ہوا تھا اچانک گرد  
 غبار آئی اور مجھے ہوانے اٹھا اٹھا کر زمین پر مارا۔ اور واپس جانے  
 کا راستہ بھولا دیا۔ اور ہوانے دوڑا دوڑا کر اسٹیشن پر پہنچا یا  
 اور میرے کان میں آواز آئی کہ تمہیں موٹر شریف بلاتے ہیں  
 اب میں یہاں حاضر ہوا ہوں حضرت صاحب نے فرمایا کہ اسے بڑھیا ہے  
 تمہارا فرزند ہے تو بوڑھی نے رو کر کہا کہ یہی فرزند ہے بعد وقت عصر کے بوڑھی  
 ماٹی ایک مکان پر چڑھی اور وہاں سے گر کر مر گئی۔ **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ**  
**لِسَانِ الْقُرْسِيِّ الرَّحْمَنِ**۔ از جانب شیخ غلام محی الدین غزنوی  
 نقل کرتے ہیں کہ ہم غزنی سے تجارت کے لئے علاقہ پنجاب میں آئے تو حضرت  
 صاحب موٹر وی کی تعریف سن کر حضرت موٹر وی کے عوثیہ دربار میں  
 حاضر ہوئے اور محمد البرہیم صاحب کو اور مجھے حضرت صاحب  
 نے طرفیت میں داخل کیا۔ اور تجارت کو چھوڑ کر حضرت صاحب موٹر وی  
 کی خدمت میں عرصہ بارہ سال خدمت کرتے رہے اور دنیا کی کوئی چیز  
 پسند نہیں کی۔ اور اپنے شیخ کا حکم بجالایا کہ جس نے لا تعداد مخلوق



کو واصل خدا بنایا تھا۔ پھر خلیفہ محمد ابراہیم صاحب بیمار ہوئے اور ایک  
 ہسپتال میں داخل کیا جتا کہ چند دنوں کے بعد انہوں نے موت کا پیالہ پی لیا  
 تھا۔ مگر صاحب زادی نے دربار عالیہ میں حضرت صاحب سے بہت شور کیا تھا۔ تو  
 حضرت صاحب ہاروی دو جہان نے اپنا دربار بندھ کیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے  
 دربار میں دعائی کہ دو روز بوقت صبح خلیفہ محمد ابراہیم صاحب کے بدن  
 میں روح داخل ہوئی۔ اور دوبارہ زندہ ہوا۔ تو اس وقت لوگوں کی بہت  
 ہجوم ہوئی اور وقت ظہر کے دربار عالیہ سے حضرت صاحب نے ایک خلیفہ بھیجا  
 کہ مت گھبرا میں ابراہیم غزنوی کو ہم نے خدا سے واپس طلب کیا۔ اور  
 خداوند کریم نے میری دعا کو قبول کیا۔ کہ جس کی وجہ سے دوبارہ زندگی  
 حاصل ہوئی۔ اور ہم دونوں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور  
 تعظیم و تکریم سجالاتے۔ اور عرصہ آٹھ سال ابراہیم غزنوی زندہ رہا  
 پھر اس نے اسی تاریخ اور اسی وقت اسی بیماری سے اس جہان  
 فانی سے رحلت فرمائی۔ نقل ہے۔ کہ جب وہ زندہ تھا تو ہم دونوں  
 علاقہ میرپور میں مخلوق کی راہنمائی کے لئے گئے تھے وہاں جہلم کے قریب کے  
 لوگوں نے ہماری دعوت کی تو دعوت کے لئے دریا کو عبور کر کے جانا  
 تھا۔ کہ وہاں کے لوگوں نے ہسکا لئے لکڑیوں کا ایک جالہ بنایا۔ تو  
 بس وقت ہم بعد خلفاء سامان کے جالے پر بیٹھے۔ تو دریا کے  
 درمیان میں سینچتے ہی جالہ پانی کے زور سے لٹ گیا۔ تو دریا کے  
 سطح پر فوراً ایک کبل بچھا کر تمام خلفاء کو اس پر بٹھایا۔ اور وہ یا  
 کو عبور کیا۔ یہ سب کرامت حضرت یعنی موسیٰ رحمتہ اللہ کی  
 ہے۔ نقل ہے۔ کہ ہم دونوں ایک گاؤں میں آئے۔ تو گاؤں والوں نے



شور و غوغا کیا۔ کہ لے خدا کے بندو ہماری فریاد کو خدا کے  
 دربار تک پہنچاؤ۔ کہ ہم پانی کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہیں۔ اور  
 یہ ایک کنواں ہے۔ کہ عرصہ بارہ سال سے خشک ہے۔ آپ اللہ  
 کی بارگاہ میں دعا کریں۔ کہ کنوئیں سے پانی نکل جائے۔ تو ہم نے  
 اللہ تبارک و تعالیٰ کے دربار میں اپنے ہاتھ اٹھائے۔ کہ لے اللہ  
 کہ حضرت سوہرادی کی برکت سے اس کنوئیں میں پانی جاری کر۔ تو اللہ  
 کریم نے اس کنوئیں میں پانی جاری کیا۔ کنوئیں سے پانی جاری ہونے  
 ہی لوگوں نے اس کرامت کو دیکھ کر طریقہ نقشبند کو قبول کیا۔ نقل ہے  
 کہ ایک ٹھیکہ دار آیا۔ عرض کی یا حضرت ہم نے ہزاروں کئی تعداد  
 میں شہیروں کا ٹھیکہ لیا ہے۔ جو کہ تمام شہیر ایک خشک نالے  
 میں پڑے ہوئے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا کریں۔ کہ  
 بارش ہوتا کہ یہ شہیر منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ ورنہ ہم تباہ  
 ہو جاویں گے۔ تو ہم نے خداوند کریم کے در میں دعا کی۔ کہ جاؤ  
 برکت اپنے شیخ بارش آگے اور آپ اپنی لکڑیوں کے پاس حاضر رہیں  
 اسی وقت بارش آئی لیکن اسی جگہ بارش ہوئی۔ اور ایک فرلانگ تک  
 بھی گاؤں میں بارش نہیں ہوئی۔ یعنی بارش اسی خشک نالے میں ہوئی۔  
 تو سب لکڑیاں منزل مقصود تک پہنچ گئیں۔ نقل ہے کہ ایک صوبیدار  
 نے جبگل سے پانچھدرخت کاٹے۔ اور حکمت نے اس پر خوب مقدمہ  
 جمایا۔ تو پانچھدر روپے اور تین سال سزا کا حکم فرمایا۔ تو دربار میں  
 اگر عرض کی یا حضرت آپ خدا کے دربار میں دعا کریں۔ تاکہ میں اس  
 طوفان سے بچ جاؤں۔ دعا کی اللہ تعالیٰ نے در میں۔ کہ جاؤ خدا کریم



بہت شہنشاہ پیر کی برکت سے نہ سزا اور نہ جرمانہ ہوگا۔ بیچ کے پاس  
 حاضر ہو جاؤ۔ اور کہو کہ ہمارے مقدرے کی تفتیش کریں، تو بیچ نے وہی  
 سزا اور وہی جرمانہ مقرر کیا۔ یونہی کہ ایک زہریلے جانور مثل  
 مکرئی کے نے اس بیچ کی پیشانی پر ڈھنگ مارا تو بیچ بہ ہوش ہو گیا  
 جب ہوش میں آیا تو صوبیدار کو بری کر دیا۔ نقل ہے کہ میں علاقہ  
 میرپور میں تبلیغ کے لئے دورہ کر رہا تھا۔ تو میرے لئے ایک بوڑھی  
 عورت نے جہاں کہ میں مقیم تھا اس جگہ سے لے کر تقریباً چار فرلانگ  
 راستہ اپنے سر کے سٹال سے صاف کیا تو میں نے لوگوں سے پوچھا  
 کہ یہ راستہ کس نے صاف کیا تو لوگوں نے کہا کہ ایک بوڑھی مائی  
 نے اپنے سر کے سٹال سے صاف کیا ہے تو میں بوڑھی کو بلایا  
 اور دریافت کیا بوڑھی نے فریاد کی کہ یا حضرت ہمارا ایک بیٹا کہ جس کا نام کبر  
 ہے عرصہ بارہ سال سے گم ہے۔ تو ہم میاں بیوی دونوں بوڑھے  
 ہیں۔ وہی ایک فرزند تھا۔ تو ہم نے ہاتھ اٹھائے اللہ کریم کے دربار  
 میں اسے خداوند تعالیٰ ہمارے شہنشاہ پیر کی برکت سے بوڑھی مائی  
 کا فرزند واپس کر۔ اور ملاقات کرا۔ تو کچھ وقت دعا میں مصروف  
 رہا تو بے اختیار زبان سے نکل گیا کہ جاؤ مائی آپ کا فرزند تیرہ دن  
 کے اندر پہنچ جائے گا۔ تو تیرہ دن کے بعد بوڑھی مائی کا فرزند اپنے ہاتھ  
 کے پاس پہنچ گیا۔ اور ہماری مجلس میں حاضر ہوا۔ تو ہم نے دریافت  
 کیا کہ آپ نے اتنی عمر کہاں گزاری تو اس نے جواب دیا کہ میں  
 تہنی کے علاقہ میں ادنٹ چراتا تھا۔ تو مجھ کو سزا آیا۔ اور کچھ  
 دیر کے لئے آرام کیا اور ایک شخص نے خواب میں میرا ہاتھ پکڑا



اور کہا کہ تمہارے والدین بوڑھے ہیں۔ تو جلدی جا کر ان کی خدمت  
 کر۔ تو جس وقت خواب سے بیدار ہوا تو اونٹوں کو وہیں چھوڑ کر یہاں  
 گھر کی طرف چلا آیا حدیث قدسی مشکوٰۃ شریف :- كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي  
 سَمِعَ بِهِ وَلَبَّيْكَ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدْرَأُ الَّذِي يُبْطِشُ بِهَا لِسَانَهُ  
 الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِهِ :- اسی حالت کی حکایت ہے کہ اس عبادت میں سنا  
 اقرار ہے کہ جب النان فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ تو خدائی طاقت سے  
 دیکھتا سنتا ہے اور چھوٹا اور بولتا ہے۔ حدیث میں ہے۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ  
 حَرَامٌ لِلَّهِ وَحَرَامٌ عَلَى حَرَمِ اللَّهِ أَنْ يَلْجُ فِيهِ غَيْرَ اللَّهِ :-  
 ترجمہ۔ دل مؤمن کا حرام گناہ کبریا ہے اور حرام ہے اس میں سوائے  
 اللہ کے اور کچھ پانا۔ حدیث صحاح میں ہے۔ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا  
 خَلَوْتَ فَاتَّكُرْ ذِكْرَ اللَّهِ وَتَرَفَى اللَّهُ شِبَعَةَ سَبْعُونَ أَلْفَ  
 مَلَأَ وَيَقُولُونَ وَصَلْنَا إِلَيْهِ فَيُكْفَعُ :- یعنی حضرت نے  
 فرمایا اے ابو ذرین جب کہ تو خلوت میں ہو۔ تو خداوند کریم کی  
 یاد کثرت سے کر۔ اور زیارت کر کئی بھائی کی۔ واسطے اللہ کے۔  
 کہ جو شخص زیارت کرتا ہے۔ واسطے خدا کے تو شمولیت کرتے ہیں۔ اس  
 کی ستر ہزار فرشتے ساتھ رحمت کے نازل ہو کر اس پر کہتے ہیں۔ یا الہی  
 ہم اس بندے کی طرف پہنچے۔ تیرے واسطے رحمت تیری کے پس تو  
 اس کو دعائے دعا لے۔ حدیث۔ الشَّيْخُ مِنْ قَوْمِهِ كَاللَّبِّيِّ عَلَى أُمَّتِهِ  
 یعنی شیخ اپنے مریدوں میں الیا ہے۔ جیسا نبی اپنی امت میں ہے  
 حدیث۔ اَطْلُبِ الرَّفِيقَ شَمَّ الطَّرِيقِ :- یعنی پہلے رفیق بناؤ  
 پھر راستہ پڑھو۔ پھر فرمایا کہ یہ راہ پر خطر ہے۔ پیر کے سوا شیطان



نقصان کے راستہ میں ڈالے گا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔ مَنْ  
 لَيْسَ لَهُ شَيْخٌ كَشَيْخِهِ الشَّيْطَانُ ط یعنی جس کا کوئی پیر نہیں۔ تو  
 پیر اس کا شیطان ہے۔ چنانچہ حدیث مشادق میں ہے۔ کہ اس میں  
 رسول اللہ مہر پر واعظ فرماتے تھے کہ اس میں آپ کو مکاشفہ  
 ہوا منہ مبارک پاؤں کی طرف کیا اور فرمایا۔ سَلَوْنِي أَخْبِرْكُمْ  
 مَا دُمْتُمْ فِي مَقَامِي۔ یعنی تم مجھ سے پوچھو جو چاہو۔ میں تم  
 کو اس کی خبر دوں گا۔ جب تک میں اس مقام پر ہوں۔ حدیث  
 شریف۔ حَيَاتٌ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ۔ یعنی مومن زندہ ہیں دو جہان  
 میں۔ حدیث۔ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوتُوْنَ اِلَّا اَنْتَقِلُوْنَ مِنْ  
 دَارِ الْاٰخِرَةِ اِلَىٰ دَارِ الْاُولٰٓئِیۡنَ۔ یعنی حضرت نے فرمایا کہ اولیاء خدا نہیں  
 مرنے۔ لیکن نقل کرتے ہیں۔ جیسا ایک خانہ سے اٹھ کر دوسرے  
 خانہ میں چلے جاویں اور بھی جیسا اولیاء اللہ کو حیات میں طاقت  
 ہے اس سے دو چند زیادہ طاقت خدا تعالیٰ ان کو بعد میں دیتا  
 ہے کیوں کہ جو خدا کی محبت میں وہ شہید ہے۔ چنانچہ حدیث  
 صحیح میں ہے۔ مَنْ مَاتَ مِنَ الْعَشِقِ فَقَدْ مَاتَ شَهِيدًا  
 یعنی جو شخص اللہ کے عشق میں مرتے تو مقرر وہ شہید مرا پھر شہید  
 کے واسطے جناب باری تعالیٰ نے اپنے قرآن کریم میں فرمایا ہے وَكَآ  
 تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ الْاِحْسَانُ۔ حدیث شریف میں آیا  
 ہے۔ مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا هَلَىٰ اَعْمَالِهِمْ حَسِيْرٌ فِيْ زَمْرٍ اَلَا هُمْ  
 وَحُوْسِبٌ بِجِیَابِهِمْ، وَ اِنَّ لَكَ لَیَجْسَلُ بِاَعْمَالِهِمْ  
 یعنی حضرت نے فرمایا۔ جو کوئی محبت رکھتا ہے کسی قوم کے اعمالوں



کی تو وہ حشر میں اٹھایا جائیگا اسی گروہ میں سے اور جب  
 ان کا ہوگا ان کے ساتھ۔ اگرچہ اس نے عمل بھی نہیں کئے ان کے  
 سبحان اللہ اولیاء اللہ کی محبت کیا عمدہ چیز خدا کو عزیز ہے  
 یا الہی ہم اور ہمسک ہر مسلمان بھائیوں کو اپنی اور اپنے دوستوں  
 کی دوستی مطافرا اور اپنے حبیب کا تصدق غائتہ کے وقت  
 بھی اپنی محبت کا جام پلانے اور عمل نہ کرنے کا یہ معنی نہیں  
 کہ عمل چھوڑ دے مگر اپنے عمل میں کوشش کرے اگرچہ ان کے اعمال  
 کمالیت کو پہنچنے پورے ہیں مگر مہمت نہ مارے۔ یا خداوندیہ  
 میری آرزو۔ نزع کے دم میں بھی تیرا عشق ہو۔

سوال :- فرمایا اللہ کریم نے قرآن مجید میں آیت شریفہ۔ یَخِضُّ مَلٰٓئِکَہٗ  
 لِّسَآءِہٖ وَّلِیْعٰتِہٖ مِّنْ لِّسَآءِہٖ وَّلِیْعٰتِہٖ مِّنْ لِّسَآءِہٖ وَّلِیْعٰتِہٖ مِّنْ لِّسَآءِہٖ  
 جن پر میری ذات کی رست نامندی آجائے۔ اور عذاب دیتا ہوں۔ یعنی  
 نارحیم میں داخل کر دیتا ہوں۔ ان لوگوں کو جو میکہ ذاتی حکم  
 سے نا فرمان ہیں اور ان کو سزا دینے پر میری رفا ہوتی ہے کہ ان  
 کو سزا دوں۔ آیت شریفہ۔ وَلَا تَنْزِرُوا نِسْرَکَآءِہٖ  
 اَخْرَاجَہٗ۔ ترجمہ :- ایک آدمی دوسرے آدمی کا بوجھ نہیں  
 اٹھا سکتا۔ آیت شریفہ۔ مَنۡ یُّہٰدِکَ اللّٰہُ فَلَا مُصَلِّلَہٗ وَمَنۡ  
 لَّیْضِلِلَہٗ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ۔ ترجمہ :- فرمایا اللہ کریم نے کہ جس  
 کو میں ہادی کروں اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جس کو میں  
 گمراہ کروں اس کو کوئی ہادی نہیں بنا سکتا۔ آیت شریفہ  
 لَا تَبْدِیْکَ بِکَلِمَۃِ اللّٰہِ ط ترجمہ :- فرمایا اللہ کریم نے میری



کلامات کو کوئی تغیر و تبدل نہیں کر سکتا۔ حدیث قدسی لا تَحْتَرِكُ  
 لَفْظًا وَلَا آيَاتِنَا اللَّهُ تَرَجِمَهُ۔ فرمایا اللہ کریم نے آیت  
 شریفہ۔ فِي لَجْرٍ مِّنْ لَّسَانٍ مَّا تَذَكَّرْتُمْ تَشَاوَرْتُمْ تَرْجَمْتُمْ؛ جس  
 کو ذلت دیتا ہوں میری ذات کی رضامندی۔ اور جس کو عزت  
 دیتا ہوں میری ذات کی رضامندی۔ سوال: جب خداوند قدوس  
 نے سب کام عزت اور ذلت۔ غفلت اور ہدایت و نیست نابود  
 عاب و کتبنا عذاب و راحت اپنے ہاتھوں میں رکھے ہیں۔ تو  
 پھر انبیاء اور اولیاء کے مبعوث ہونے یعنی بھیجے کی کیا  
 ضرورت تھی۔ کیوں کہ مذکورہ بالا آیاتوں سے ثبوت ہے۔ جب  
 آیت اول کا بیان خداوند کریم نے مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے  
 کوئی عذاب اور مغفرت نہ رکھی تھی۔ عذاب و راحت مخلوق کا  
 کے پیدا ہونے کے سبب سے ہے اور مخلوق کے سبب سے ہے۔  
 کیوں کہ ابلیس نے کئی ہزار سال خداوند کریم کی عبادت کی  
 تو آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو مستحق  
 لعنت ہوا۔ اور کفر کا خطاب اس پر عائد ہوا اور اِذَا لَقِيَكَ  
 الْدَّيْنُ: کافر رہ گیا۔ معلوم کرنا چاہیے کہ خداوند کریم نے آدم  
 کی خلافت کے سبب مستحق لعنت بنا دیا۔ کیا ابلیس عتاب کا مستحق  
 ہے یا کہ نہیں۔ حکم خدا قرآنی دلیل سے مستحق عذاب ہے۔ تو  
 خداوند کریم کے نزدیک آدم صغی اللہ کا درجہ بلند ہے یا کہ  
 ابلیس کا۔ تصدیق کیا جاتا ہے کہ آدم کے وجود میں سجدہ ذات  
 کبریا ہے۔ اور ابلیس نار جہنم ہے۔ کیوں کہ خداوند کریم کی



رضا مندی خداوند کریم کی طرف سے خلافت کے اندر ہے  
 فرمایا اللہ کریم نے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۙ خلافت  
 انوار خدا ہے ، اور خلافت رضامندی خدا ہے ، کیوں کہ خداوند کریم  
 کی پہچانت خلافت کے سبب سے ہوئی۔ اور حضرت ابراہیمؑ پر پیغمبری  
 خدا کی طرف سے اتنی پیغمبری سے مراد خلافت ذات کبریٰ ہے  
 خلافت کبریٰ کیا چیز ہے۔ وہ خدا کی کلام سنا اور خدا کی ذات  
 کے ساتھ کلام کرتا اور مخلوقات کو خدا کی محبت میں لگانا۔ اور  
 ہدایت کی طرف بلانا۔ اور مخلوقات کو خدا کے ساتھ ملانا۔ اور لوہے  
 معرفت میں عزت کر دینا۔ حضرت ابراہیمؑ کا استاد خود ذات  
 کبریٰ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ ایک تنہا تھا۔ مزود مشرک اور  
 کافر تھا اور سلطان بھی تھا اور غفلت کے سلسلہ میں گویا  
 ہوا تھا۔ اور ابلیس بڑا پیارا دوست ہمنشین تھا۔ اور مزود  
 نے خدائی کا دعویٰ بھی کیا تھا اور ابراہیمؑ تو خدا کی طرف بھاگ  
 تھے اسلئے مزود نے ابراہیمؑ کو ایذا دینے کا ارادہ بھی کیا تھا  
 اور مقابلہ شروع کیا۔ آخر کار حضرت ابراہیمؑ کو جلتی ہوئی  
 آگ میں ڈالا۔ لیکن خداوند کریم نے اسے گلزار کر دیا آگ کو  
 تو ابراہیمؑ کی نارہنگی کی وجہ سے خداوند کریم نے مچھروں کی  
 فوج سے قوم مزود کو تباہ و برباد کر دیا اور خدا کے ساتھ  
 دوستی اور دشمنی اسی خلافت کے سبب سے آیا کہ اس دعویٰ  
 میں مزود سچا تھا۔ یا ابراہیمؑ سچے تھے۔ اور قوم عاد اور  
 ثمود نے بھی خدائی کے دعویٰ کیے اور پیغمبروں کی نافرمانی



کے سبب سے طوفان میں غرق ہوئے اگر اذن خدا ہے تو انبیاء  
 و اولیاء اللہ کے سینے میں ہے حدیث قدوسی - اَنَا حَيْدَرٌ ظَنِّي عَهْدِي  
 فَلْيُظَنِّي لِي مَا شَاءَ - میں اپنے خاص بندے کے خیالات اور تصور  
 کے ساتھ ہوں۔ اس خیال و تصور کے جو میری ذات کے ساتھ تعلق  
 رکھتے ہوں۔ آیت شریفہ - قَدْ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى  
 ترجمہ ایک آدمی دوسرے آدمی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ بوجھ  
 کیا چیز ہے۔ بوجھ گناہ کبیرہ اور صغیرہ ہیں۔ انبیاء و اولیاء  
 اللہ انسانی بدن سے بوجھ گراتے ہیں بلا تعداد مخلوقات کو و اصل  
 خدا بنا دیتے ہیں۔ اور مراد استقیم پر لگاتے ہیں۔ اور ایک ہی نظر  
 سے صاحب کرامت بنا دیتے ہیں۔ حدیث شریفہ - مَنْ نَظَرَ إِلَيَّ  
 فَخَيْرٌ أَوْ يَسْمَعُ كَلَامِي يَحْشُرُهُ اللَّهُ تَعَالَى مَعَ الْأَنْبِيَاءِ  
 وَ الْمُرْسَلِينَ ط۔ کیوں کہ خداوند کریم کا ذاتی تجلہ انبیاء و اولیاء  
 اللہ کے سینے کے اندر ہے۔ آیت شریفہ - رَفِيعَ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ  
 يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ  
 لِيَوْمِ التَّلَاقِ ط ترجمہ۔ فرمایا اللہ کریم نے بلند کرتا ہوں درجے  
 انانوں کے میں مالک عرش ہوں۔ و مالک تخت ہوں ڈالتا  
 ہوں روح کو اپنے حکم سے جس پر میری ذات کا بے نامندی  
 آجائے۔ مِنْ عِبَادِهِ اپنے بندوں میں سے۔ تاکہ ڈرائے  
 مخلوق خدا کو روزِ محشر کے دن سے۔ اس روح سے مراد  
 کیا ہے۔ اور درجے سے کیا مراد ہے۔ کیا جس پر خداوند کریم  
 کی رضا مندی نہیں ہے۔ اس کے وجود میں روح نہیں ہے؟



ہاں اس کے وجود میں رُوح ہوتا ہے۔ لیکن اس روح سے مراد  
اپنی ذات کبریا کا تجلہ ہے۔ جس سے درجہ نبوت و ولایت ملتے ہیں  
اس روح کو رُوحِ سلطانی کہتے ہیں۔ فرمایا اللہ کریم نے مُحَمَّدٌ  
أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ترجمہ۔ کہ میری ذات کبریا  
کا تجلہ تمہارے سینے کے اندر تمہاری شاہ رگ سے بھی نزدیک ہے تو  
جس کے وجود میں خداوند کریم کا تجلہ شاہ رگ سے نزدیک آجائے  
کیا وہ شرک اور کفر کر سکتے ہیں۔ اور خلافت کبریا سے انکار  
کر سکتے ہیں؟ نہیں کر سکتے۔ جو لوگ انبیاء و اولیاء اللہ سے  
انکار کرتے ہیں ان کے وجود میں شیطان کا غلبہ ہوتا ہے۔  
اور وسوسہ شیطان ہوتا ہے اور شیطان خدا کی طرف سے  
لعنتی ہے۔ تو جو شخص ہمیشہ ابلیس کا ہو جائے۔ وہ بھی صاحب  
لعنت ہے۔ کیوں کہ فرمایا اللہ کریم نے آیت شریف  
قُلْ أَهْوَىٰ بِرَبِّ النَّاسِ الْبَلْبَلِ النَّاسِ ۚ إِلَهِ  
النَّاسِ ۚ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۚ الَّذِي  
يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۚ مِنَ الْجِنَّةِ  
وَ النَّاسِ ۚ ترجمہ:- پناہ مانگو میری ذات  
پر کہ مالک ملک ہوں شرخناس سے۔ جو تمہارے سینے  
کے اندر غیب و وسوسہ ڈالنے والا ہے مِنَ الْجِنَّةِ  
وَ النَّاسِ۔ آدمیوں اور جنوں میں سے۔ آدمیوں  
سے بھی پناہ مانگ سکتا ہے۔ جس کے وجود میں  
ابلیس نے گھر بنا یا سوا ہے۔ اور خیالات باطلہ



خواہتا باطلہ حرص و حسد تکبر و خودی سے سینا بھرا ہوا،  
 ہو وہ کیسے خداوند تعالیٰ سے پناہ مانگ سکتا ہے کبھی بھی  
 خداوند کریم کی طرف رجوع نہیں ہو سکتا۔ نہ ابلیس رجوع  
 ہونے دیتا ہے۔ جب تک وسید انبیاء و اولیاء اللہ حاصل  
 نہ کرے۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن۔ اَلَمْ اَحْمِلْهُمُ الْيَوْمَ  
 يَبْنِيْ اَنْفُسَهُمْ اَنْ لَا تَعْبُدُوْا الشَّيْطَانَ۔ ج اِنَّهٗ لَكُمْ  
 عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ہ ترجمہ:- ترجمہ اے اولاد آدم  
 میں نے تمہارے ساتھ وعدہ نہیں کیا کہ نہ عبادت کرو  
 شیطان کی یعنی نہ تالبعاری کرو شیطان کی۔ کیوں کہ  
 شیطان آپ کے لئے دشمن ہے ظاہر۔ بیان کیا جاتا ہے  
 کہ خداوند قدوس نے فرمایا کہ شیطان تمہارے  
 لئے دشمن ہے ظاہر کیا شیطان کی شکل کسی نے دیکھی یا شیطان  
 کی آواز سنی ہے؟ یا شیطان کو کسی بازو یا سر توڑنے ہوتے  
 کسی نے دیکھا ہے ہرگز نہیں۔ تو پھر شیطان کس طرح ظاہر ہے  
 اگر ظہر نہ سمجھا جائے تو خداوند کریم کی ذاتی کلام میں  
 فرق آتا ہے۔ لغوز باللہ شیطان ظاہر ہے مگر شیطان دشمن  
 ہے روحانی بدن کا۔ جس طرح انسان کو اپنا روحانی بدن  
 نہیں نظر آتا اسی طرح شیطان بھی نہیں نظر آتا۔ شیطان  
 اور نفس کا مکان قلب کے ساتھ ہے۔ وہ نفس جو کھانے  
 اور پینے کی جگہ ہے یہ ذاکیہ اور پاک ہے۔ کیوں کہ اس  
 نفس سے انسان زندہ ہے۔ اور اس نفس سے انسان



کی قوت ہوتی ہے۔ وہ کونسا نفس ہے۔ وہ نفس دہل کے اندر  
 مکرہ ہے۔ اس میں خواہشات باطلہ خیالات باطلہ حرص و حسد تکبر  
 و خودی جھوٹ بغض غصہ عیش و عشرت جمع ہے اس پر  
 شیطان موکل یعنی حکمران ہے، اور دل کے اندر خدا کا ایک بڑا  
 خزانہ ہے۔ وہ خزانہ توکل تحمل تصور عمل صبر علم فکر رحم  
 انصاف اسلام ایمان عشق حقیقی یہ خزانے جمع تھے۔ نفس و شیطان دو لڑ  
 لکر قلب پر غفلت کا پردہ ڈال دیتے ہیں۔ اور شیطان نے  
 کیا چودہ علم کئے ہیں؟ کہ نہ اس پر کوئی صحیفہ اور نہ کوئی کتاب  
 اتری۔ اور نہ کوئی اس وقت علم تھا۔ شیطان نے چودہ علم نہیں  
 کئے بلکہ چودہ ارکان کئے ہیں۔ نماز۔ تسبیحات پڑھنا رہا۔ زکوٰۃ۔ ہدیٰ یعنی  
 اپنا بدن خدا کی طرف امانہ کر کے عبادت میں کوشش کرتا تھا حج  
 بیت المعمور فرشتوں کے ساتھ کرتا رہا۔ اور کلمہ لا الہ الا اللہ  
 پڑھتا رہا جس وقت آسمانوں میں پھرا در عرش عظیم پر پہنچا  
 تو کلمہ شریف نظر آیا تو کلمہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد الرسول اللہ  
 لکھا ہوا دیکھا۔ تو ابلیس کو غصہ آیا کہا ابلیس نے قال یارب  
 لا تخلق لی محمد یارب مت پیدا کر محمد کو تو خداوند کریم  
 کے غضب کا طوق بن گیا۔ جس سے کل مخلوق خائفناک  
 ہو گئی۔ کہا پروردگار عالم نے یہ طوق اس کے گلے میں پڑے  
 گا۔ جو میرے حکم سے نافرمان ہوگا۔ تو جس وقت آدم  
 کے سجدہ کرنے سے انکار ہوا۔ اس وقت اس کے گلے میں  
 طوق لعنت ڈالا گیا۔ تو کل۔ تحمل۔ تصور۔ رحم۔ انصاف



حال حقیقی چال حقیقی تصور حقیقی خیال حقیقی شیطان تر ہوئیں ارکان  
 کو چھوڑ کر چودھویں ارکان میں انسان کا بیڑہ تباہ کرتا ہے  
 کیوں کہ انسان کے خیالات کو تغیر و تبدل کرتا ہے۔ خدا کی طرف سے  
 موڑ کر نفس کی طرف آمادہ کر دیتا ہے اور دل پر غفلت کا  
 پردہ ڈال دیتا ہے۔ تو جس وقت غفلت کا پردہ پڑ گیا تو بے توکل  
 بنا دیتا ہے اور بے رحم و بے انصاف دلے صبر بے تحمل بے فکر  
 بے سلام اور بے ایمان بنا دیتا ہے۔ پھر عشق الہی تو رہا ہی نہیں  
 تو وہ اپنے نفس کا منہ کھول دیتا ہے کینہ بغض حسد تکبر خودی  
 عیش و عشرت میں مبتلا کر دیتا ہے اور اپنا ہم نشین بنا دیتا ہے۔  
 تو وہ کس طرح خدا کا درست بن سکتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ  
 نَجِسٌ فَرَمَا يَأْتِيهِمُ اللَّهُ كَرِيمٌ نے جو میری ذات کے خلاف شرک  
 لانے والی چیزیں ہیں۔ وہ سب نجس ہیں۔ وہ کیسے پاک ہو سکتا  
 ہے کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر چودھواں علم پڑھے اور حاصل کرے جب  
 تک اس کا فر نفس و شیطان کو قتل نہ کرے گا۔ تب تک  
 محبوب خدا نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ نماز روزے میں ہر عبادت  
 میں خیالات تغیر و تبدل کر دیتا ہے۔ اور خدا کی طرف  
 رجوع نہیں ہونے دیتا۔ تو پھر کیسے خدا کی محبت حاصل کر سکتا  
 ہے اور کیسے شناخت کر سکتا ہے۔ آیت شریفہ۔ مَنْ كَانَ  
 مِنْكُمْ لِيُؤْتِكُمْ مِنْهُ فَلَؤَلَىٰ الْأَخْيَرِ آخِرًا۔ کہا  
 پورا دنگار نے جو اس دنیا میں میری ذات کے تجلے سے اندھا  
 رہے گا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ علم تلاش خدا کے



لئے آیا ہے۔ نہ کہ طلب دنیا۔ افسوس ہے  
 ان لوگوں کے لئے کہ علم حاصل کر کے خدا کی  
 تلاش نہیں کرتے۔ حدیث قدوسی۔ مَنْ طَلَبَنِي وَحَدَّثَنِي  
 مِنْ وَجَدَنِي حَبِيْبِي مِنْ حَبِيْبِي عَرَفَنِي مَنْ  
 عَرَفَنِي عَشَقَنِي مَنْ عَشَقَنِي فَهَلُو قَتَلْتَهُ فَا  
 مَنْ قَتَلْتَهُ فَهَلُو عَلَيَّ بِرَيْبِهِ وَاَنَا بِرَيْبِهِ  
 ترجمہ :- جو میری ذات کی طلب کرے گا اس کے سینے میں  
 میری ذات کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور میرا تہلہ  
 پائے گا۔ جس کو میری ذات کا تہلہ ملا وہ میرا عاشق  
 ہو گیا۔ تو میری ذات کے لئے اپنی جان کو قتل کر دیا۔ تو  
 قتل کے بدلے دیتا ہے اور میں ان کا خود دیتا ہوں  
 میری ذات کا تہلہ ان کے سینے میں آجاتا ہے نفس و شیطان  
 کے دور کرنے کے طریقے۔ اسی ظالم دشمن کے لئے خداوند کریم  
 نے فرمایا۔ كَوَيْتُخُوا اِلَيْهِ التَّوَسُّلُ وَوَسِيْلُهُ  
 وہ ہونا چاہیے۔ کہ جس کو آگے کوئی خوف و خطر نہ ہو  
 وہ کون لوگ ہیں۔ وہ اولیاء اللہ ہیں۔ اَكَلَا اِنْ سَأَلْتَهُمْ  
 لَللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ  
 فرمایا پرودوگار نے کہ جنر دار تحقیق میں نے  
 اولیاء اللہ پر کوئی خوف غمگینی رنج و محبت  
 نہیں نازل کئے اور کبھی غمگین نہیں ہوں گے اور نہ خوف  
 ہو گا۔ خوف کیا ہے۔ خوف موت خوف حساب و کتاب



خوف دوزخ خوف بظراط خوف حشر کے میدان کا اس  
 لئے اللہ کریم نے فرمایا۔ نحن اولیاءکم فی الحیوة الدنیا  
 و فی الآخرة و ترجمہ ہم تمہارا دوست ہے دُعا گانی دنیا  
 میں آفتوں سے بچاتا ہوں تمہارے دلوں میں علم لَدُنِی دَالِیَا  
 ہوں۔ اور اپنے سر اسرار سے واقف کرتا ہوں۔ اور تمہارے  
 دلوں میں سچے الہام دَالِیَا ہوں۔ اور آخِرۃ میں تعظیم و  
 تکریم کے ساتھ اوستھاتا ہوں اور مخلوقات کے لئے شفا  
 گر بنا دیتا ہوں اور یہ بڑے دشمن نفس و شیطان ان  
 لوگوں کی دستگیری سے دور ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ <sup>اولیاء</sup>مقامِ لاہوت  
 سے ذاتی کلمے کا تجلہ لا کر روحانیت کے ساتھ ملا کر  
 رگ رگ میں لے جاتے ہیں اور دل پر روشنی پیدا کر  
 دیتے ہیں۔ دل کی روشنی کے ساتھ تجلہ جاری ہو جاتا ہے  
 اور دل ایک شیشہ بن جاتا ہے حدیث شریفین  
 المؤمنین من آة المؤمنین۔ ترجمہ ایک مومن دوسرے  
 مومن کے لئے آئینہ ہے تو دل پر تجلہ پیدا ہو جاتا ہے جس  
 طرح سورج کا شعلہ یعنی چمک آئینے میں آتی ہے اور شیشہ  
 سورج کی چمک سے چمک جاتا ہے اسی طرح ادلیا اللہ  
 کے دل شیشہ ہو جاتے ہیں۔ اور دل چمکتے ہیں اور اشارہ  
 کے ساتھ خداوند کریم سے کلام کرتے ہیں اس کا نام  
 ہے الیا ذکر جاری کرنے سے نفس و شیطان کا کمرہ لوٹ جاتا ہے  
 اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ذکر



الہی سے آرام پاتے ہیں دل مومنین کے۔ کل شیئی یرجع الی  
 اصلہ۔ نور نوری کے ساتھ مل جاتا ہے اور غیر بوجہ گر جاتا  
 ہے۔ حدیث قدسی۔ لَا تَحْتَكَ نَسْرَةَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ  
 ترجمہ۔ نہیں ہلا سکتے بغیر اجازت میری ذات کے جبکہ  
 محسوسات میں سے مگر جو بھی ہلا سکتی ہے اور جو بھی کام بہتے  
 ہیں۔ میری ذات کی اجازت ہی سے بہتے ہیں معلوم کرنا چاہیے  
 کہ خداوند قدوس کا اذن کس طرح ہوتا ہے۔ خداوند  
 قدوس کی شناخت اور اذن خداوند کریم کی شناخت  
 سے ہوتا ہے۔ پہلے خداوند کریم نے فرشتوں کو حکم کیا  
 دنیا پر خلیفہ بنانے کے لئے تو آدم کو زمین پر خلیفہ  
 بنایا۔ اور خلافت کا اذن دیا۔ اور جو کچھ انبیاء نے دنیا  
 پر کام کئے ہیں۔ وہ اذن خدا سے کئے ہیں۔ اگر اذن خدا  
 نہیں تو خلافت نہیں مگر انبیاء و اولیاء کرام کو خدا کی  
 طرف سے اذن ملتا ہے اور وہ خدا کی رضا مندی کے مطابق  
 کام کرتے ہیں۔ وہ اذن خدا ہے۔ اور جو بھی دنیا پر تکلیفیں  
 آتی ہیں۔ ان کی ناراضگی کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ کیوں کہ  
 خداوند کریم کا اذن ہے نیک اعمال پر اور بد اعمال  
 سے ممانعت ہے ان کی طرف سے جو خدا کی نافرمانی  
 کرتے ہیں۔ ان کو سزا دیتا ہے۔ جو کہ انبیاء و اولیاء  
 اللہ کو تکلیفیں ملتی ہیں۔ خداوند کریم کی طرف سے ان کے  
 لئے امتحان ہوتا ہے اور خداوند کریم نے فرمایا۔ لَا تَتَّ



وَمَكَرَكَ لَدُنَّا إِكْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ فِي خَدَاوندِ كَرِيمِ نِي  
 اپنی واحدانیت کی دلیل ظاہر کی ہے۔ کیوں کہ پیغمبروں کے  
 متابجے میں کافروں نے خدائی کے دعوے کئے اور پیغمبروں  
 کو قتل کرنے پر آمادہ ہوئے اور اپنی خودی سے کلمات کہتے  
 ہے۔ تو خداوند قدوس نے اپنے نبی کریم کو فرمایا کہ خوف امت  
 کہ محفلوں سے کیوں کہ بغیر میری اجازت سے وہ ایک  
 پتہ بھی نہیں ہلا سکتے۔ وہ اپنے دعوے میں کاذب ہیں۔ اور  
 بہت سے لوگوں نے بغیر کرامت سے پیغمبری دعوے کئے۔ مگر  
 ان کو کوئی قدرت نہ ہوتی اور نہ ہوگی اور ہر کسی چیز کے  
 تغیر و تبدل کرنے میں کرامت کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ  
 ہر ایک چیز کا تغیر و تبدل کرنا یا ہونا کرامت کے  
 سبب سے ہوتا ہے۔ کرامت میری ذات پاک کا نجلہ ہے  
 اور اس میں میری ذات کا اذن ہے۔ تب انبیاء و اولیاء  
 معجزات و کرامت ظاہر کرتے ہیں اور دنیا میں تمام چیزیں  
 ان کے لئے مسخر کر دی ہیں۔ جو مذکور ہو چکا ہے۔ یہ تمام  
 کارنامے بغیر اذن خدا کے نہیں ہو سکتے۔ اور جو کہ مخلوق  
 کو سزا دی جاتی ہے۔ بجوڑ برے اعمال کے کیوں کہ فرمایا  
 اللَّهُ كَرِيمٌ لِي وَكَلِمًا أَنَا مِّنَ الظَّالِمِينَ طرجمہ اور میں نہیں  
 ہوں ظالموں سے۔ تو جن لوگوں کو سزا ملتی ہے یہی  
 سبب خلافت کبریٰ کے اشارے ہیں۔ کیونکہ خلافت اذن  
 خدا ہے۔ اور نور خدا ہے۔ اگر نور خدا نہیں تو اذن خدا نہیں



یہ سب کچھ ہوتا ہے یا ہوئے گا۔ خلافت کے سبب سے آیت  
 شریف۔ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا  
 أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ۔ ترجمہ :- جو کچھ تم  
 کو پونجتے ہیں نیک اعمالوں کے کرنے سے یہ میری ذات کی  
 رضا مندی سے ہے۔ اور جو کہ پونجتی ہیں برائیاں یا مصیبتیں  
 پس تمہارا نفس کے ذریعہ سے ہے آیت شریف۔ مَنْ  
 لِيُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ ترجمہ :- جو  
 میرے حبیب کبریا محمد کی زبان مبارک کے مطابق کام کرتے  
 ہیں وہی میری ذات کی زبان ہے۔ جو کوئی میرے حبیب کبریا محمد کی زبان  
 مبارک کے ہے۔ آیت شریف۔ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ  
 يَضِلَّ فَلَا مُهَادِيَ لَهُ، ترجمہ فرمایا اللہ کریم نے جس کو میں  
 ہادی کر دوں اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جس کو میں گمراہ کر دوں  
 اس کو کوئی ہادی نہیں کر سکتا۔ اس آیت کے مطابق خداوند کریم نے  
 اپنی وحدانیت کا بیان اظہار فرمایا ہے کیوں کہ دوزخ اول سے اپنے  
 ذاتی نور سے نور محمد ظہور کیا۔ اور اس کے نور سے کل جہان کو ظہور  
 کیا۔ اور انبسیار کو خداوند کریم نے اہل حدیث پیدا کیا۔ روز اول  
 سے ان کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور ہمیشہ کے لئے نور توحید میں  
 ہیں۔ اور بقایا مخلوق خدا کے لئے بھی اہل توحید ہے۔ جو اہل توحید  
 سے انکار کرے ان کو اللہ کریم گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے کیوں  
 کہ ابلیس خداوند کریم کا بہت زہر گار اور پرہیز گار تھا۔ اور اہل  
 توحید تھا۔ خداوند کریم کے حکم کے انکار کرنے سے گمراہ ہو



گیا۔ اور گمراہی منزل اہل توحید والوں سے انکار کرنے سے عائد  
 ہوتی ہے۔ کیوں کہ گمراہی منزل انکار سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جو  
 کہ خداوند کریم نے روزی ازل میں شقی اور یا کم سعید لکھا ہے  
 وہ دنیا میں عمل پر موقوف ہے۔ اور انکار محل دنیا میں ہے اور  
 اہل توحید روز ازل سے ہیں۔ کیوں کہ خداوند کریم کا امر ہمیشہ  
 اہل توحید پر ہوتا ہے۔ تو شیطان اہل گمراہ ہے۔ شیطان کی  
 کیا قدرت ہے اہل توحید پر۔ کیوں اہل توحید پر کیوں کہ اہل  
 توحید کے سینوں میں تجلہ کبریا ہے۔ اور گمراہی منزل میں داخل  
 ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ شیطان اہل توحید کا دشمن ہے۔ جو لوگ  
 اہل توحید سے انکار ہو گئے تو شفاعت کرنے والے اور کون  
 ہیں۔ کیوں کہ جو خود گمراہ ہو جائے۔ دوسروں کی شفاعت  
 کب کر سکتا ہے۔ کیوں کہ کئی لوگوں نے عنائی اور پیغمبری کے دعوے  
 کئے ہیں۔ لیکن وہ باطل ہیں۔ اور خداوند کریم کے غضب میں  
 داخل ہو گئے ہیں۔ تو اپنی زبردستی سے کون توحید کی طرف  
 لا سکتا ہے۔ اور یا جنت ولا سکتا ہے۔ کسی کی قدرت نہیں کہ  
 خداوند کریم کے ساتھ زبردستی کرے۔ وہی قدرت کا مالک ہے  
 آیت شریف۔ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا حَتَّىٰ يَتَّبِعَهُ  
 لَكُم مَّا تَشْقُونَ و ترجمہ نہیں گمراہ کرتا ہوں کسی قوم کو  
 جب تک نہ بھجوں اپنی طرف سے ڈرانے والا اور یہ آیت  
 نے والا۔ یعنی انبیاء و اولیاء اللہ علما کثیرا و نذیر  
 کا درجہ رکھنے والے۔ تو واضح کیا جاتا ہے کہ گمراہی منزل



اہل توحید سے انکار کے سبب سے ہے۔ اور توحید روزِ ازل سے ہے۔ کیوں کہ خداوند کریم نے روزِ ازل سے گمراہ کرنے کا وعدہ نہیں کیا۔ کیوں کہ گمراہی اور ہدایت، خدا کی مخلوق کے سبب سے ہے۔ انبیاء و اولیاء و علماء مخلوق ہیں خاندانِ کعبہ جنت و دوزخ زمین و آسمان مخلوق ہیں۔ اور خداوند کریم نے اپنی طرف سے انبیاء علیہ السلام کو خلافت دے کر دنیا میں مبعوث کیا کہ امت اور معجزات دے کر اپنا ذاتی تہلہ اور کرامت دے کر تاکہ گمراہوں کو گمراہی منزل سے موڑ کر راہِ توحید پر لگا دیں۔ اور لا توراہ مشرکوں اور کافروں کو کفر سے نکال کر اسلام میں لائے اور خداوند کریم کے ذاتی بنا دیئے اور ابلیس کی حکومت سے نکال دیئے۔ اور اپنی تابعداری کے مطابق خداوند کریم کے ذاتی نور میں محو کر دیئے۔ اسلئے یقین کرنا چاہئے کہ گمراہوں کو انبیاء و اولیاء و علماء راہِ توحید کی طرف لاسکتے ہیں۔ کیوں کہ انبیاء و اولیاء اللہ اذنِ خدا کے مطابق چلتے ہیں۔ اور گمراہوں کے وہ لوگ راہِ مستقیم پر نہیں لاسکتے کسی کو جو خود خداوند کریم سے بے خبر ہوں۔ اور انبیاء و اولیاء اللہ علماء خداوند کریم نے دنیا پر بہت سے اختیار دے کر بھیجے ہیں آیت شریفہ۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اَسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ حَيْثُ حَاطَ ترجمہ کہ بولو یا رسول اللہ ان لوگوں کو اے اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والوں! حد سے گزرنے والو میری رحمت سے امید نہ توڑو میں وہ خدا ہوں



کہ میں تمہاری سچی تڑپ کے ساتھ سب گناہ بخش دوں گا  
 اور معاف کروں گا گزرے ہوئے گناہ۔ یہ اس وقت کلام ہوئی  
 کہ جس وقت عرب کے مشرک لوگ رسول اللہ کے دربار میں داخل ہوئے  
 کیا نبیؐ آپ ہر وقت ہم لوگوں کو اسلام کی طرف بلا تے ہیں۔ تو ہمارے  
 کئے ہوئے گناہوں کا کون ذمہ دار ہوگا۔ بعداً خداوند کریم کی طرف سے  
 یہ حکم آیا جو کہ ذکر کیا گیا ہے۔ اس واسطے گناہوں کو اہل ہدایت والوں کے  
 وسیلے سے خداوند کریم راہ توحید پر لگا دیتا ہے۔ کیونکہ یہ حساب  
 مشرکوں کو انبیاء نے معجزات دکھا کر اسلام میں داخل کئے اور جس قوم کو  
 خداوند کریم راہ مستقیم پر لگا دیتا ہے۔ تو ان کے لئے اپنی ذات کی طرف  
 سے اپنا خلیفہ بھیج دیتا ہے۔ یہ خداوند کریم کا اذن ہے۔ اور یہ خداوند  
 کریم کی توحید کا سلسلہ ہے۔ تو اہل توحید لوگ گناہوں کو راہ مستقیم  
 پر لگا سکتے ہیں۔ اور ہادی خدا ہے۔ اور اہل ہدایت وہ لوگ ہیں  
 کہ خداوند کریم کی طرف ہدایت کرنے والے ہوں اور ہدایت پر چلنے  
 والے ہوں۔ یہ سلسلہ تجلے اور کرامت سے قائم ہوتا ہے۔ وَلَقَدْ  
 كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ إِذْ هَاؤُنَا بِشَرِيفٍ. لَا تَبْدِيْنَ كَلِمَةً اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ تَوْحِيْدًا :-  
 ہمیں تغیر و تبدل کر سکتا کوئی کلام میری کو کیونکہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 پر خداوند کریم کی طرف سے طرح طرح کی کلام بتانی اترتی تھی۔ تو کافر لوگوں  
 نے اعتراض کیا۔ کہ ہم بھی اسی طرح کلام بنا سکتے ہیں۔ مگر مشرکوں کو کوئی  
 طاقت نہ ہوئی۔ خدا کی کلام کو تبدیل کرنے کی۔ اور خداوند کریم کی کلام  
 سن کر حیران اور پریشان ہوئے۔ اور بھجاب مشرک لوگ خدا کی کلام سن  
 کر شرف ایمان ہوئے۔ (دشمنی) ہمیں تبدیل کر سکتے۔ قطعاً کلام میری جس



میں قطعی حکم ہے۔ جسے نمازیں پانچ ہیں۔ ان کو چار یا چھ نہیں کر سکتے۔ روزہ  
 ۱۰ رمضان میں کم یا زیادہ نہیں کر سکتے۔ اور حج میں کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ اسی  
 طرح زکوٰۃ بھی۔ اور کلمہ شریف کو تبدیل نہیں کر سکتے اور موت کو  
 نہیں ہٹا سکتے اور پلصراط توڑ نہیں سکتے۔ اور حشر کے روزہ  
 کو بند نہیں کر سکتے۔ جنبت و دوزخ توڑ نہیں سکتے اور خداوند کریم  
 کی ذاتی کلام صفت و ثنا ذات و صفات اور اسم ذات کو تبدیل نہیں  
 کر سکتے اور بقایا قرآن مجید میں جس جگہ بھی اللہ کریم نے من القضا  
 من قضا والا نقطہ فرمایا ہے۔ اس میں انبیاء اولیاء و اولیاء کے  
 خداوند کریم سے رضا مندی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم  
 نے یہ حکم اپنی منشا پر چھوڑا ہے۔ اور انبیاء اولیاء اللہ خداوند کریم  
 کی منشا حاصل کرنے والے ہیں۔ اور اسی منزل میں اپنی رضا مندی  
 میں اللہ کریم نے اپنے بندے خاص کو دینے کیونکہ انبیاء  
 و اولیاء کو بہت بڑا اختیار خداوند کریم نے دیا ہے۔ وَاللّٰهُ صَیِّدُ  
 بَرَحْمٰتِہٖمِّنْ اٰیٰتِہٖاۗ وَرَجْمِہٖہٗ کَہٗمِیۡنِ عٰصِرِہٖمۡ اِیۡہِیۡ رَحْمٰتِہٖ  
 کَہٗمِیۡنِ اٰیٰتِہٖاۗ وَرَجْمِہٖہٗ کَہٗمِیۡنِ عٰصِرِہٖمۡ اِیۡہِیۡ رَحْمٰتِہٖ

میر کی ذات کی رضا مندی آجائے۔  
 حدیث قدوسی: اَلَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ جِی فَلَیْطُنَّ بِمَا شَاؤُوْا۔  
 تحقیق میں انسان کے خیال و تصور کے ساتھ ہوں، جس پر میر کی ذات  
 کی رضا مندی آجائے۔ معلوم کرنا چاہیے کہ قرآن مجید میں  
 من القضا والی کلام میں انبیاء اولیاء اللہ کو خداوند کریم نے  
 اختیار دیا ہوا ہے۔



بیت شریف : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ كَوَدَّ مَعِ  
 الصَّادِقِينَ ط اے لوگو ایمان والو! اللہ سے سو جاؤ ساتھ صادقوں  
 کے تاکہ تم بھی صادق بن جاؤ۔ صادق وہ لوگ ہیں کہ جو میری ذات  
 کی رضا پر چلنے والے ہیں۔ اور میری رضا کو تقسیم کرنے والے  
 اور رحمت میں داخل کرنے والے۔ ان لوگوں کی تابعداری میں رحمت  
 معفرت ہے۔ اور انکار میں بدلت ہے۔ حدیث قدوسی۔  
 مَنْ أَذَىٰ وَحِيٍّ فَقَدْ أَذَىٰ بِالْحَرْبِ ط جس شخص نے میرے  
 اولیاء اللہ کو عزب پہنچائی ان کو اجازت ہے کہ میری ذات کے  
 ساتھ جنگ کرے۔ حدیث شریف۔ حِسَانُ الْفَقْرِ سَيْفُ الرَّحْمَنِ  
 اللہ زبان فقیر کی تلوار خدا کی ہے۔ حدیث شریف۔ مَنْ فَظَرَانِي  
 فَقِيرٌ أَوْ يَسْمَعُ كَلَامَهُ يَحْشُرُهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَالرَّسُلِينَ  
 ترجمہ: جس شخص نے اولیاء کرام کا چہرہ دیکھا اور خلوص دل سے مجلس  
 میں بیٹھا اور ان کے قول پر عمل کیا اور ذکر الہی میں مبتلا ہوا۔ تو خداوند  
 کریم اس شخص کو روزِ محشر میں انبیاء علیہ السلام کے ساتھ اٹھائے گا۔  
 حدیث شریف : حُبُّ الْفَقْرِ كَرَمٌ مِنْ إِخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ وَدُبُّهُ  
 الْفَقْرَاءُ مِنْ إِخْلَاقِ الْفَرِيسِيِّنَ تَرْجَمَهُ جَوَلُوكَ فَقَرَالُوكَ  
 محبت رکھنے والے ہیں۔ یہ اخلاق پیغمبری ہے۔ اور جو لوگ  
 فقرالوگوں سے بغض رکھتے ہیں۔ اخلاق فرعون سے ہے۔  
 بیت شریف۔ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَلَىٰ الصَّلَاتِ  
 كَيْتُخْلِفْنَهُمْ فِي الْأَرْضِ كَسْتَحْلِفُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ  
 ترجمہ: فرمایا اللہ کریم نے اور وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے



بعد ایمان لائے اور جو میری ذات کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں۔  
 اور ہمیشہ میرے ذکر میں مشغول ہیں۔ اور معرفت کے تجلے میں محو ہو  
 سو کہ مخلوق میں بشیراً و نذیراً کا خطاب پانے والے ہیں۔ وعلیہ  
 ہے۔ میری ذات کا ان لوگوں کے ساتھ کہ خلیفے بناؤں کا بیع زمین  
 کے جس طرح میں نے خلیفے بنائے۔ تم سے پہلے۔ آدمؑ سے لیکر رسول  
 اللہؐ تک اس خلافت سے انکار کرنے پر مد کفر ہے۔ مگر یہ وہ خلافت  
 ہے۔ کہ بنی م کے قدم بر قدم چلے۔ اور بنی م سے خلافت چلنے  
 والے اور دعواء نبوت کرنے والے وہ خدا کی طرف سے خلافت  
 نہیں بلکہ وہ تابعہ ابلیس ہیں۔ اور نکر و فریب ہے۔ لیکن اولیاء  
 کرام خداوند کریم سے ہر ایک کام منظور کر سکتے ہیں۔ جس کام کے  
 لئے خداوند کریم کا امر نہ ہو۔ پیدا کرنے میں یا تقدیر میں لکھا ہوا نہ  
 ہو۔ یا لکھی ہوئی تقدیر میں انبیاء و اولیاء کرام تغیر و تبدل کر سکتے  
 ہیں۔ کیونکہ جس شخص کے لئے تقدیر میں دوزخ کا عذاب لکھا ہوا ہو  
 انبیاء و اولیاء کرام جنتی بنا سکتے ہیں۔ جن معجزات کے لئے انبیاء  
 اور کرامت کے لئے اولیاء کرام ارادہ کریں۔ وہی کام خداوند کریم  
 سے کروا سکتے ہیں۔ اور بد بخت کو نیک بخت بنا سکتے ہیں۔  
 اور بڑوں سے اولیا بنا سکتے ہیں۔ اور جس تقدیر میں اولاد نہ  
 ہو۔ وہ خدا سے ولا سکتے ہیں۔ غریب سے امیر بنا دیتے  
 ہیں اور امیر سے غریب بنا سکتے ہیں۔ ویران زمین کو آباد کروا  
 سکتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء و اولیاء کرام نے بحساب معجزات  
 اور کرامت تغیر و تبدل کرنے والی چیزیں ہیں۔ چونکہ انبیاء و اولیاء کرام



کے وجودوں میں تجلہ ذات کبریا ہوتا ہے۔ لہذا ہر تو جسم انسان کا ہوتا ہے  
مگر اس میں تجلہ کبریا ہوتا ہے۔ اگر تجلہ کبریا نہیں۔ اس میں کرامت اور  
معجزات نہیں ہو سکتے۔ شرعاً

گفتہ او گفتہ اللہ بود : اگرچہ از خلق عبد اللہ بود

کہنا ان کا کہنا اللہ کا ہے : اگرچہ زبان انسان کی ہے

بزرگان خدا خدا نباشد۔ مگر بزرگان خدا از تجلہ خدا جدا نباشد۔ اس میں کیا  
راز ہے۔ کہ خدا سے جدا نہیں جس طرح سورج کا شعلہ شیشے میں آتا ہے  
وہ شیشہ مانند سورج ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود میں خدا  
اور رسول کا تجلہ آتا ہے۔ اور خدا کی ذات کے ساتھ کلام کرتے ہیں  
مگر ان کی خدا نہیں کہتے۔ انہیں انسان کہتے ہیں۔ مگر ان کے وجود میں تجلہ  
خدا ہوتا ہے۔ تب راز سے راز ملتا ہے۔ جس کے وجود میں وہ تجلہ  
نہیں۔ وہ خدا اور رسول اللہ کے دیکھنے سے اندھا ہے۔

ایت شریف : وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ط أَحْبَبْتُ دُعْوَةَ  
الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ط  
ترجمہ :- فرمایا خداوند تعالیٰ نے یا رسول اللہ ص اگر آجائے آپ کے

بس جس وقت بھی میری مخلوقات میں سے بندہ سوائی حقیق میں تمہارے  
نزویک ہوں۔ مانگو دعا اور میرے قبول کروں گا۔ دعا تمہاری۔ اور ان  
کو اجابت دو اسلام کی اور بلا میری ذات کی طرف تاکہ وہ لوگ بھی میری  
ذات سے واقف ہو جاویں۔ اور میری ذات کے ملنے کا راستہ حاصل  
کریں۔ اس آیت کے مطابق خداوند کریم نے رسول مقبول کو اذن اور  
امر دیدیا۔ خداوند کریم نے جو کہ ان کی قسمت اور تقدیر میں نہ تھا۔ اور



اجابت رسول اللہ اور دعوت رسول اللہ سے مستحق مراد ہے۔ اس مراد میں جو کہ تقدیر میں نہیں تھیں۔ اور یہ آیت اس امر پر ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ذات سے تقدیر کو تغیر تبدیل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دعوت اور مستجاب اس کام کے لئے ہوتا ہے۔ کہ جو تقدیر میں نہ ہو۔ رُحیب دَعْوَاةِ الدَّاعِ اِذَا دَعَا مِنْ رَدِّهِ۔ کہ جس کسی کو حصہ تقدیر الہی میں نہ ہو۔ تحقیق انبیاء اولیاء اللہ تقدیر کو توڑ کر خداوند کریم سے حصہ دلا سکتے ہیں۔ کیونکہ دعا تقدیر کو توڑنے والی چیز ہے۔ اس لئے کہ دعا خداوند کریم کے دربار میں معلوم چیز کے لئے ہوتی ہے۔ اور جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے۔ وہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اور جو کچھ لوح محفوظ میں ہوتا ہے۔ وہ انبیاء اولیاء کو معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ عَرَفَ بِإِذْنِ اللَّهِ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ۔ جو عارف باللہ ہو گیا۔ اس کے لئے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ اور اللہ کریم نے حدیث قدسی میں فرمایا۔ کہ اَللَّسَانُ سِرِّي وَاقْفَا مِرَّةً۔

تو جہاں کہ انسان میرا راز ہے۔ اور میں انسان کے سینے کے اندر راز ہوں۔ جس کے ساتھ خداوند کریم کا راز کھل جاوے تو اس پر کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔

وَقَعَزَ مِنْ أَتَشَاءُ وَقَتْلَ مَنْ تَشَاءُ بِبِدْرِ كُلِّ خَيْرٍ

تو جہاں۔ یعنی اور عزت دینا ہوں اپنی طرف سے جس پر میری ذات کی رضا آجائے۔ اور ذلت دینا ہوں اس کو کہ جو میری ذات سے نافرمان ہو جائے۔ اور میری ذات کی بھی رضا مندی ہو جاتی ہے۔



کہ میں اس کو ذلت دوں بوجہ نافرمانی کے۔ اور میرے ساتھ  
یعنی دستِ قدرت میں خیر اور بھلائی ہوتی ہے اور میری  
ذاتِ حمد موجودات پر قادر ہے۔ کوئی چیز نہیں جو میری قدرت  
سے باہر ہے۔

اس آیت کے مطابق مسلم ہوتا ہے۔ کہ خداوندِ قدوس  
نے عزت اور ذلت کا سلسلہ اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے  
تو انبیاء و اولیاء کو کیا اختیار ہے۔ خدا کی قدرت میں مداخلت  
کرنے کی۔ ؟

بعدِ عزت اور ذلت دنیا میں ہے۔ عزت اور ذلت  
دنیا میں ظاہری اور باطنی دونوں ہوتی ہیں۔

ظاہری عزت یہ ہے۔ دنیا میں مال و اولاد زمین و حکومت  
جس کو خداوندِ کریم کی طرف سے یہ ملے۔ یہ بھی بڑی عزت ہے۔  
اور ذلت دنیاوی یہ ہے۔ کہ اولاد نہ ہو مال و زمین بھی نہ ہوں۔  
قرضداری اور بیماری سر پر ہو۔ یہ دونوں عزت اور ذلت  
دنیا داروں کے نزدیک ہیں۔ یہ دونوں عزت و ذلت کفاروں  
میں بھی موجود ہیں۔ تو پھر کفر اور اسلام کے درمیان عزت اور  
ذلت کے بابت کو کتنا فرق ہے۔ ان میں خداوندِ کریم کے نزدیک  
فرق ہونا چاہیے۔ کہ عزت اور ذلت کیا چیز ہے۔ اور کس  
چیز کے اندر ہے۔ اور کس چیز سے شروع ہوتی ہے۔  
خداوندِ کریم کے نزدیک عزت اور ذلت یہ ہیں۔ خداوندِ کریم



کی طرف سے انسان کو عزت اگر ملتی ہے۔ تو ذات کبریا کی خلافت کے سبب سے ملتی ہے۔ جس سے مراد انبیاء اور لیاہ اللہ و علما ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم کی دوستی اپنے خلیفے کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور خلافت کے سبب خدا کا ذاتی تجلہ انسان کے وجود میں آتا ہے۔ اور اپنا پوشیدہ راز اس کے لئے ظاہر کر دیتا ہے۔ اور عرش عظیم تک راستہ کھول دیتا ہے۔ اور معرفت کے تجلہ میں غرق کر دیتا ہے۔ اور اپنی ذات کے ساتھ داخل کر دیتا ہے۔ اور دنیا پر وسیلہ مخلوق بنا کر بھیج دیتا ہے۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اور جمہ مخوقات اس کے لئے مسخر کر دیتا ہے۔ اور روزِ محشر میں شفاعت کر بنا دیتا ہے۔

آیت شریفہ: **لَمَحْنُ أَوْلِيَاءِ كُفْرٍ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ -**

ترجمہ: یعنی ہم تمہارا دوست ہے۔ زندگی دنیا میں اور آخرت میں۔

مہتیں الہام دیتا ہوں اور تمہارے دل کے اندر اپنی ذاتی کلام ڈالتا ہوں۔ اور آفتوں سے بچاتا ہوں۔ اور آخرت میں تعظیم و تکریم کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ اس کو عزت کہتے ہیں۔ خدا کی طرف سے ذلت یہ ہے۔ کہ جو لوگ خلافت کبریا سے انکار کرتے ہیں۔ اور غفلت میں ڈوبے



رہتے ہیں۔ اور حرص و حسد میں غرق ہیں۔ اور اہل توحید سے  
 نفرت کرتے ہیں۔ اور گمراہی کی منزل میں پڑے رہتے ہیں  
 ان کے لئے ذلت اور خواری ہے۔ کیونکہ خداوند کریم کی  
 دوستی سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور شیطان کی دوستی  
 بند کرتے ہیں۔ اور شیطان اپنے تمام ہم نشین پیارے  
 دوستوں کو جہنم لے جائے گا۔

خداوند کریم کی طرف سے عزت اور ذلت یہی چیز ہے  
 ایت شریفہ: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ دُعَاءَ  
 يَا اخْتَرُوا وَالْعَشَىٰ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ط مَا عَلَيْكَ  
 مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ  
 مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ط  
 ترجمہ: اور مت ہانک دے۔ ان لوگوں کو کہ پکارتے  
 ہیں پروردگار اپنے کو صبح و شام چاہتے ہیں۔ تمہارے اس کا  
 نہیں اوپر تیرے حساب ان کے سے کچھ اور نہ حساب  
 تیرے سے اوپر ان کے کچھ پس ہانک دے ان کو  
 پس ہو جائے تو ظالموں سے۔



# ذکر بالجہر کی فضیلت و ثواب

مشکوٰۃ باب ذکر بالجہر. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْبِرٍ  
 قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
 مِنْ صَدْرَتِهِ يَقُولُ بِصَوْتِهِ الْأَعْلَى لَا إِلَهَ إِلَّا  
 اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمَلِكُ وَلَهُ الْمُحْدِثُ  
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ  
 إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَعْبُدُ إِلَّا آيَاهُ لَهُ  
 النِّعْمَةُ وَهُوَ الْفَضْلُ وَهُوَ الشَّعْرُ الْحَسْرُ لَا إِلَهَ  
 إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَكَوْكَرَةُ الْكَافِرُونَ  
 رواه مسلم

ترجمہ:- روایت ہے۔ عبد اللہ بن زبیر نے فرمایا۔ تھے  
 رسول اللہ ص جب سلام پھرتے تھے۔ اپنی نماز سے کہتے تھے  
 بلند آواز سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
 اسی کے لئے بادشاہی ہے۔ اور اسی کے لئے حمد و ثنا ہے  
 اور ہر ایک چیز پر قادر ہے۔



# قرآن مجید سے دنیا کے غیب و احوال کے بارے میں کائنات

عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ  
مِنْ رَّسُولٍ ۚ وَسُورَةٌ ۚ وَسُورَةٌ ۚ وَسُورَةٌ ۚ وَسُورَةٌ ۚ  
خبر نہیں دیتا اپنے مجید کی کسی کو۔ مگر ماں جو پسند فرمائی کسی رسول کو۔ تفسیر مجید  
برہان شریف تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت میں مرقوم ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے اپنے نفس سے جس کسی جگہ علم غیب کی نفی فرمائی ہے تو یہ اللہ کریم  
سے تواضع اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے۔

تفسیر روح البیان جلد ۱۰ میں اسی آیت کی تفسیر مرقوم ہے۔ قال  
ابن الشیخ انہ تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علیہ  
الا المرئی الذی یكون رسولا وما لا یختص بہ یطلع علیہ  
غیر الرسول۔ یعنی ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر  
جس کے ساتھ اس کا علم منحصر ہے رسول مرئی کے سوا کسی کو مطلع نہیں  
فرماتا۔ اور جو غیب کہ اس کے ساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع  
فرماتا ہے۔

سورۃ آل عمران، ۸۰ رکوع :- وَمَا سَخَّرَ اللَّهُ لِيُطَّلِعَ كُمْ عَلَى الْغَيْبِ  
وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ :- اور اللہ یوں نہیں  
کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے پیغمبروں میں  
سے جسے چاہے۔ اسی آیت کے تحت تفسیر معالم التنزیل میں سدی رحمۃ  
اللہ علیہ سے یوں مروی ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے



رُوْبُر و میری است اپنی اصلی صورتوں میں جو مہٹی میں تھی پیش کی گئی۔ جیسے آدم  
 علیہ السلام کے رُوْبُر و پیش کی گئیں۔ تب میں نے ہر شخص کو پہچان لیا۔ کہ جو مجھ  
 پر ایمان لائے گا اور جو نہ لائے گا۔ جب یہ بات منافقوں نے سنی تو فوراً  
 مذاق و تمسخر اڑانا شروع کیا۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ کرتا ہے کہ  
 میں اس شخص کو جانتا ہوں جو مجھ پر ایمان لانا ہے۔ اور جو نہیں لانا۔ اگرچہ وہ ابھی  
 تک پیدا بھی نہ ہوا ہو۔ یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ کیونکہ ہم شب و روز اس  
 کی محفل میں رہتے ہیں۔ اور وہ ہم کو نہیں پہچان سکتا۔ چنانچہ تجربہ کر لو یہ بات  
 ٹھیک ہے۔ جب منافقوں کی اس قبیل و قال کی خیر رسول کریم کے پاس  
 پہنچی تو آپ فوراً منبر شریف پر تشریف لے لئے۔ اور اپنے کھڑے ہو کر  
 سب سے پہلے اللہ کی ستائش بیان فرمائی۔ پھر فرمایا۔ وہ کون لوگ ہیں  
 جو میرے علم غیب پر طعن کرتے ہیں۔ وہ مجھ سے قیامت تک حالات جو کچھ  
 چاہیں دریافت کر سکتے ہیں۔ اور میں ان کو ذرہ ذرہ بتلاؤں گا۔ اس پر  
 عبداللہ بن خنیسہ داس کے باپ میں لوگ شک کرتے تھے، کھڑے ہو  
 کر کہا۔ یا رسول اللہ آپ بتائیں میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیرا باپ خلیفہ  
 ہے۔ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم رضینا باللہ ربنا وبالاسلام دیننا وبالقرآن امامنا وبلکہ نبیاً۔  
 یعنی ہم راضی ہیں اللہ سے جو ہمارا پروردگار ہے۔ اور راضی ہیں اسلام سے  
 جو ہمارا دین ہے۔ اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے۔ اور حضور سے جو ہمارے  
 نبی ہیں۔ ہمیں معاف فرمائیے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا  
 تم کچھ اور پوچھنا نہیں چاہتے۔ تم نے پوچھنے سے کیوں لیں کر دی۔ پھر آپ  
 منبر سے نیچے اتر آئے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔



مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ  
 الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ط وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ  
 وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ أَيْسَا نَهِي س  
 کہ چھوڑ دے مسلمانوں کو اسی حالت پر جس پر تم ہو۔ جب تک کہ نہ جدا  
 کرے برے کو اچھے سے اور ایسا نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں۔  
 لیکن اللہ جن لیتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔

تسطلانی شرح صحیح بخاری سورۃ رعد کے ذیل میں مرقوم ہے۔  
 لَا يَعْلَمُ مَتَىٰ تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ  
 فَإِنَّهُ يُطْلِعُهُ عَلَىٰ مَا يَشَاءُ مِن غَيْبِهِ وَالْوَلِيُّ تَابِعٌ  
 لَهُ يَأْخُذُ مِنْهُ ۗ یعنی کوئی نہیں جانتا قیامت کب قائم ہوگی۔ سوئے  
 اللہ کریم کے۔ مگر جس رسول کو وہ چاہے۔ اس لئے کہ اللہ کریم اس کو  
 واقف کرتا ہے جس پر چاہے اپنے مغیبات اور ولی اس کے تابع ہیں جو اس  
 سے حاصل کرتے ہیں۔

### خضر علیہ السلام کا غیب ال ہونا

خضر علیہ السلام کو فنا نے علم غیب عطا فرمایا تھا۔ جیسے خداوند کریم سورہ کہف  
 رکوع ۱۰ میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَعَلَّمْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا اور ہم نے  
 اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ تفسیر بصیاری میں اس کے تحت یوں مرقوم ہے۔  
 اِی مَا تَخْتَصُّ بِنَا وَلَا يَعْلَمُ إِلَّا بِنُورِنَا وَهُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ خدا فرماتا  
 ہے کہ ہم نے خضر علیہ السلام کو وہ چیز بتادی جو ہمارے ساتھ مختص تھی۔  
 اور وہ علم غیب نہیں معلوم ہوتا۔ مگر ہماری توفیق سے۔





## حضور سر کائنات کو علم ماکان و مایکون کا ہونا

خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ، سورۃ رحمان رکوع ۱ : یعنی پیدا

کیا انسان اور سکھلایا اسے بیان ۔ اس آیت کا مطلب اور معنی تفسیر معالم  
المنزل میں یوں مرقوم ہے ۔ قال ابن کبیر ان خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم علمه البیان یعنی بیان ماکان و مایکون : یعنی ابن کبیر ان  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پیدا کیا انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اس  
کو بیان یعنی وہ علم غیب جو ہو چکا ہے ۔ اور جو ہوگا ۔ اس آیت کا مطلب تفسیر  
حصینی میں یوں مرقوم ہے ۔ خلق الانسان علمه البیان یعنی لوجود آورد محمد صلی  
اللہ علیہ وسلم را و بیا موزا بند و سے را ۔ بیان آنچه بود و هست و باشد ۔ یعنی محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ۔ اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب ان کو تعلیم کر  
دیا ۔ چنانچہ حدیث عَلَّمْتُ عِلْمَ الْأُولَى وَالْآخِرَى اس کی تائید  
کرتی ہے ۔ واضح ہو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نہ ہم جمیع غیوب  
غیر مٹنا ہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جمیع معلومات الہیہ کا ۔ حضور علیہ السلام کے  
علم کو علم الہی سے کچھ نسبت و مساوات نہیں ۔

الحمد لله ہم نہ محالیت و مساوات کے قائل ہیں ۔ اور نہ عطاے الہی  
اور فضائل احمدی کے منکر ۔ اور مخالفین کا الزام محالیت و مساوات ہم پر اترائے

از خدا خواہیم تو فسیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضور علیہ السلام کو ہر چیز کا علم عطا ہوا

أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ

تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ الْعَظِيمَ . (سورۃ نساء رکوع ۱۷)



اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر خدانے کتاب و حکمت نازل فرمائی۔ اور  
تعلیم کر دیا وہ سب کچھ جو آپ نہ جانتے تھے۔ اور خدا کا آپ پر بڑا فضل ہے  
اس آیت کریمہ کے مضمون سے ثابت ہوا کہ خدانے اپنے حبیب کو تمام مخفی  
اسرار اور غیوب سے واقف کر دیا۔ ایک علمی نکتہ ارقام کیا جاتا ہے کہ اس آیت  
میں جو مآ کا لفظ ہے اس کو عام قرار دیں گے۔ بہر حال بہر لحاظ سے تمام اشیاء کا علم  
حضور علیہ السلام کو تعلیم فرمایا گیا۔ اگر اس ما کو عام لیا جائے تو پھر بھی رسول  
کریم کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ یہ تفسیر نرزیزی اور روح البیان میں ہے  
تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت یوں مرقوم ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَا  
لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ. اَعْنَى مِنْ اِحْكَامِ الشَّرْعِ وَ اُمُورِ الدِّينِ وَقِيلَ  
عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَقِيلَ مَعْنَاهُ مِنْ خَفِيَّاتِ  
الْاُمُورِ وَاظْهَرَ عَلَى ضَمَائِرِ الْقُلُوبِ اَلْح. اللہ کریم نے فرمایا اے  
میرے حبیب میں نے آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا اور بتلا دیا جو آپ نہ جانتے  
تھے۔ یعنی احکام شرع اور امور دین بعض نے کہا ہے کہ عَلَّمَكَ سے  
علم غیب مراد ہے۔ جو رسول کریم نہیں جانتے تھے۔ وہ سب کچھ سکھا  
دیا۔ بعض مفسروں نے کہا کہ تمام مخفی باتیں سکھا دیں۔ اور تمام لوگوں کے  
دلوں کے بھیدوں پر خیر دار کیا۔ اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں یوں  
مرقوم ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ. اَعْنَى مِنْ اَلْاِحْكَامِ وَ  
الْغَيْبِ. یعنی اے محمد آپ کو وہ سب کچھ بتلا دیا جو آپ نہیں جانتے  
تھے۔ گویا اس سے احکام اور غیب مراد ہیں۔ اس آیت کا مطلب  
تفسیر مدارک میں یہ ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ. مِنْ اُمُورِ الدِّينِ وَالشَّرْعِ



وَمِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوبِ - یعنی اس آیت میں تعلیم امور دین اور احکام شریعت اور تمام پوشیدہ غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے اندرونی بھید ہیں۔ اس آیت کا مطلب تفسیر حسینی میں یہ ہے  
 وَعَلَّمَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ - کہ آں علم ما کان وما یكون ہست کہ حق سبحانہ تعالیٰ در شب اسریٰ ہذاں حضرت عطا فرمودہ چنانچہ در حدیث معراج آمد ہست کہ من در زیر عرش بودم قطره انوار در خلق من ریختند فَعَلِمْتُ بِهَا مَا كَانَتْ وَمَا سَيَكُونُ - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ انوار و عرفان و محبت میرے خلق میں گرایا گیا۔ پس بوجہ اس کے مجھے علم مَا كَانَتْ وَمَا سَيَكُونُ کا حاصل ہو گیا۔ یعنی ان اشیاء کا جو ہو چکی ہیں اور جو اب موجود ہیں اور جو آئندہ ہوں گی۔

**حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے قرآن مجید کے اسرار و علوم کا جانا**

یہ بات مسلمات سے ہے کہ قرآن مجید کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر نہ کسی کو ہوا ہے اور نہ ہو گا۔ کیونکہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس پر کلام الہی نازل ہوتا ہے۔ وہ اس کو دوسروں کی نسبت اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ حروف مقطعات **اَلَمْ حَمْدًا لِّحَمْدِ الْمَعْلُومِ** وغیرہ کے متعلق اکثر مفسرین نے لکھا ہے۔ **اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ بِمَجْرَادِهَا بِذَلِكَ** یعنی اللہ اور اس کا برگزیدہ رسول ہی اس کے حقیقی مطلب سے آگاہ ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلم بالقرون ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول علیہ السلام غیب داں بھی ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں علم غیب وغیرہ سب کچھ مرقوم ہے۔ ہاں اس کے جاننے



کے لئے عقل سلیم چاہیے۔

### قرآن مجید میں علم غیب کا ہونا

پہلی آیت، وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ (سورۃ

محلہ، رکوع ۱۲) یعنی اور ہم نے نازل کیا تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا بیان روشن ہے، اور ہدایت اور رحمت ہے۔ اور خوشخبری ہے مسلمانوں کیلئے

تفسیر عریشیں البیان آیت بالا کے تحت مذکور ہے۔ وَهُوَ كِتَابٌ

الْمُكْتَبُونَ وَخِطَابٌ لِّمَنْصُوتٍ يُخَيَّرُ عَمَّا كَانُوا

مِنْ كُلِّ حَدٍّ وَكُلِّ عِلْمٍ۔ یعنی اس کی چھپی ہوئی کتاب اور اس کا

خطاب جس کی حفاظت کی گئی ہے۔ خبر دیتا ہے۔ ہر ایک حد اور ہر ایک

علم سے جو کچھ ہوا۔ اور جو کچھ ہو گا۔

دوسری آیت، (سورۃ قمر رکوع ۳) وَكُلُّ مَغْيِرٍ

وَكَبِيرٍ مُّسْتَنْظَرٌ اور قرآن مجید یا لوح محفوظ میں چھوٹا یا بڑا

کام سب کچھ لکھا جا چکا ہے۔

تیسری آیت، (سورۃ لیسین رکوع ۱) وَكُلُّ شَيْءٍ

أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ اور ہر چیز کو ہم نے شمار کر رکھا

ہے۔ کتاب واضح لوح محفوظ میں۔

چوتھی آیت، (سورۃ انعام رکوع ۱۷) وَلَا خَبْرَةٌ فِي ظِلْمَاتِ

الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ اور نہ کوئی دانہ ہے زمین کے اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر و خشک۔ مگر

سب کا سب ایک روشن کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔



مرفومہ بالا آیت سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر چیز کا بیان جو ہو چکی  
ہیں یا ہوں گی قرآن مقدس میں موجود ہے۔ اور یہ بات بھی ثابت ہے کہ حضور  
علیہ السلام قرآن کے جاننے والے ہیں۔ نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ حضور آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم غیب وال ہیں۔

وہ آیات جن سے علم غیب کی بظاہر لفظی ثابت ہوتی ہے ان کا صحیح مفہوم  
پہلی آیت، وَلَوْ كُنْتَ اعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْبَرْتَ مِنَ  
الْخَبِيرِ وَمَا مَسْنِي السُّوءُ اِنَّ اَنَا لَشَدِيْدٌ وَّشَدِيْدٌ  
لِقَوْمٍ يُّسُوْنُوْنَ . سورة اعراف، رکوع ۱۳

دوسری آیت، وَعِنْدَكَ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا  
اِلَّا هُوَ۔ ان دو آیات کا صحیح مفہوم محقق مفسروں نے لکھا ہے وہ  
بدیہ نظر ہے۔ امام المحدثین مولانا فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مصروف  
و مقبول تفسیر کبیر میں ان آیات بالا کے تحت یوں مرفوم فرماتے ہیں۔ کہ  
ایسی آیات میں دو احتمال ہو سکتے ہیں وہ ممکن ہے کہ ان آیات کے نزول  
کے وقت حضور علیہ السلام کو علم غیب نہ عطا ہوا ہو (۲) گو علم غیب عطا ہو  
گیا ہو مگر آپ نے تواضع اور انکساری کے باعث اپنی ذات سے لفظی  
فرمائی ہو۔ اسی طرح تفسیر خازن میں بھی مذکور ہے۔

تیسری آیت، سورة غل رکوع ۵، قَدْ لَا يَعْلَمُ مَنْ  
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبِ اِلَّا اللّٰهُ۔ امام نووی رحمۃ  
اللہ علیہ کتاب المنشورات میں فرماتے ہیں کہ انبیاء اولیاء سے بالذات  
اور بالا استقلال علم غیب کی لفظی ہے۔ اور جمیع معلومات الہیہ کا علم ان کو  
نہیں ہے۔ لہذا یا لوالا سطرہ علم غیب جو بتعلیم الہی ہوتا ہے۔ وہ ان کے لئے



ثابت ہے۔ شرح شفا خفاجی۔ تفسیر نیشاپوری اور زرقانی شرح مہربان غیرہ میں  
چوتھی آیت، سورۃ انعام رکوع ۵، قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ  
عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ۔ کہ اے پیارے  
حبیب کہہ دے ان گوں سے کہ میں تم سے نہیں کہتا۔ کہ میرے پاس اللہ کے  
خزانے ہیں۔ اور نہ غیب کی بات جانتا ہوں۔

الجواب، اس آیت سے درحقیقت حضور علیہ السلام سے  
غیب کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ وجود ثابت ہوتا ہے۔ امام فخر الدین رازی  
رحمۃ اللہ علیہ اپنی معروف تفسیر کبیر کی جلد چہارم میں رقم فرماتے ہیں کہ اس  
آیت سے حضور کی تواضع اور انکساری مراد ہے۔ کسر نفسی اور خضوع  
کے علاوہ اپنی عبودیت کا اقرار ہے۔ تاکہ مسلمان ایسا اعتقاد نہ کریں۔  
جس طرح عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کے حق میں کیا ہے کہ ان کو ابن اللہ  
یا خدا ہی بنا دیا۔

تفسیر خازن جلد دوم میں ہے۔ إِنَّمَا نَفِي عَنِ نَفْسِيهِ الشَّرِّ  
يُنْفِي هَذَا الْأَشْيَاءَ تَوَاعُظًا لِلَّهِ تَعَالَى۔ یعنی رسول مقبول  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء کی اس لئے نفی فرمائی کہ آپ کو بارگاہ  
الہی میں تواضع مقصود تھی اپنی ذات سے

تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے کہ اس آیت میں اللہ پاک نے  
اپنے حبیب کو ارشاد فرمایا کہ کافروں سے ان کی عقل کے مطابق باتیں چھینے  
اور یہ بھی کہہ دیکئے کہ میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا۔ ہاں البتہ اللہ تعالیٰ  
کے بتلانے سے ماضی اور مستقبل کی خبر کو دیتا ہوں۔ جس طرح کہ معراج کی  
حدیث میں مروی ہے کہ فرمایا رسول کریم نے نَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ قَطَرٌ



فِي حَلْقِي قَطْرَةٌ عَلِمْتُ مَا كَانَتْ وَمَا يَكُونُ. یعنی شب معراج میں میرے  
حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا جس سے میں نے معلوم کر لیا جو ہوا اور جو ہوگا  
اور جو ہوتا ہے۔

حضور سر کائنات و مخر موجودات کی بشر کی مثل نہیں تھے

ہاں بعض اوقات حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں تم جیسا بشر ہوں چنانچہ  
خداوند کریم نے ارشاد فرمایا۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ  
إِلَيَّ. یعنی اے میرے پیارے حبیب لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں بھی  
تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ مگر میری طرف وحی آتی ہے۔ اب قابل غور  
بات یہ ہے کہ کیا حضور رحمتہ للعالمین دیگر کسی بشر کی طرح (مثل) تھے۔ یا اور کوئی  
بشر ان کی مثل تھا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ چنانچہ خود حضور اس کے متعلق فرماتے  
ہیں۔ أَيْتُكُمْ مِثْلِي تَمَّ مِنْ سَعَى كَوْنِ شَخْصٍ مِثْرِي مِثْلِي هِيَ. اِنِّی لَسْتُ  
مِثْلَكُمْ تَحْقِيقًا مِثْرِي مِثْرِي طَرَحٌ نَهْیْی ہوں۔ (صحیحین) ہاں حضور علیہ السلام  
کی ظاہری شکل و شباهت میں البتہ مماثلت پائی جاتی ہے لیکن باطن میں  
حضور اکرم کی بشریت اور دیگر لوگوں کی بشریت میں زمین و آسمان کا فرق ہے  
مولینا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کار پا کاں را قیاس از خود مگیر

گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر

کافراں را دیدہ بیسنا نہ بود

نیک و بدور دیدہ شاں یکساں نمود

بہسری با انبیاء برداشتند

اولیاء را ہم چو خود پنداشتند



گفت لینک ما بشر ایشاں بشر  
 ماؤ ایشاں بشر خرابیم و نور  
 این نداشتند ایشاں از عمی  
 بہت فرقے در میاں بے منتہی

الحاصل حضور شفیع المذنبین کسی بشر کی مثل نہیں تھے۔ یہ حدیث اس  
 بات کی تائید کرتی ہے۔ انہی لست کا حد کم صحیحین، حضور علیہ السلام  
 کی مماثلت صرف ظاہری شکل و شبابہت میں تھی۔ اور پھر مماثلت ظاہری  
 اس طرح ثابت ہوئی کہ اَنَا اِلٰهٌ كُمْ اِلٰهٌ وَّ اَحَدٌ۔ کہ تمہارا اور  
 میرا خدا ایک ہے۔ اگر مماثلت ہے تو اس میں ہے کہ ہم جملہ اسی ایک  
 خدا کے بندے ہیں۔

بعض اوقات کوئی حکمت بالغہ کسی امر کی مقتضی ہوتی ہے۔ جس سے  
 بعض نا سمجھ اپنی کوتاہ فہمی اور نادانی سے برعکس نتیجہ نکالتے ہیں۔ جیسا کہ  
 اللہ کریم کا موسیٰ سے یہ پوچھنا۔ وَمَا تِلْكَ بِمِیْنِكَ يَا مَوْسٰی۔  
 کہ اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ۔ جواب  
 دیا موسیٰ علیہ السلام نے کہ یہ میری لاکھی ہے۔ اور اس پر سہارا لگانا ہوں  
 وَ اَهْسَتْ بِهَا عَلٰی غَمَمٰی اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں  
 پر۔ وَ لِيْ فِيْهَا مَارِبٌ اٰخْرٰی۔ اور میری اس لاکھی میں اور بھی جاتیں  
 ہیں۔ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 يَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ اَللّٰهُ كَرِيْمٌ فَرَشْتُوْنَ سَعِيْ اَوْ يَسْأَلُهُمْ  
 عِبَادِيْ۔ یعنی میرے بندے کیا کہتے ہیں۔ پس ازیں کرانا کا تبین کے ذریعے  
 اعمال ناموں کا لکھوانا اور فرشتوں کی معرفت اعمالوں کا تو اننا یا ملک الموت



کے ذریعے جان کا قبض کر دانا یا قبر میں منکر نکیر کے ذریعے سے حساب کتاب لیتا یا علاوہ ان کے اس قسم کے ہزار ہا واقعات کہ جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خداوند کریم کو معاذ اللہ علم غیب نہیں۔ اس بنا پر کہ وہ فرشتوں سے حالات دریافت کر داتا ہے۔ یہ احتمال یا شک کرنا صرف غلطی اور جہالت ہے۔ بلکہ صریح کفر ہے۔ یہ امر درحقیقت ایک حکمت پر مبنی ہے۔ جو اہل علم پر پہنچا نہیں۔ اسی طرح کسی وقت نبی یا ولی کا ایسا واقعہ بھی ہو جاتا ہے جس سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کو علم غیب نہیں۔ اس بنا پر وہ وحی کے منتظر رہتے ہیں۔ یا لوگوں سے دریافت کرتے ہیں۔ ایسے واقعات سے لاعلمی کا استدلال کرنا سراسر جہالت و جہالت ہے۔ بلکہ اس کا وہی راز ہے۔ جو اللہ کافر شتوں سے پوچھنے میں ہے۔ ہاں یہ خیال کرنا باطل ہے۔ کہ نبی اور خدا ایک جیسے ہیں۔ بلکہ یہ خیال کرنا یقینی کفر ہے۔ نبی یا ولی کا علم اللہ کے علم کے برابر سمندر سے ایک قطرہ ہے اور میدان میں ایک ذرہ کی طرح ہے۔ کیونکہ نبی کا غلیہ ہے۔ اور خدا کا ذاتیہ ہے۔ عطائی اور ذاتی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

### روح محفوظ اور قلم کا غیب دانا ہونا

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اول ما خلق الله القلم فقال له اكتب قال ما اكتب قال اكتب القدر فكتب ما كان وما هو كائن الى الابد :- رواه الترمذی : ترجمہ : ترمذی شریف میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول کریم نے کہ اللہ کریم نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔ پس



فرمایا اللہ نے قلم کو کہہ لکھ۔ قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھوں۔ فرمایا جو کچھ  
ازل سے ابد الابد تک ہونے والا ہے۔ پس قلم فوراً حکم خداوندی ہمہ  
امورات مقدرہ ماحات وما یکون ابتداءً عالم سے انتہائے  
موجودات تک لوح محفوظ پر لکھا۔ اور کوئی ایسا حادثہ یا واقعہ نہیں ہے  
جو اس میں مرقوم نہ ہوا ہو۔ روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے۔

مقام غور ہے کہ خداوند کریم نے قلم کو کتنا وسیع علم عطا فرمایا۔ کیا  
کوئی منکر یہ بتلا سکتا ہے۔ کہ قلم سے کیا مراد ہے؟ قلم کس چیز کا تھا؟  
قلم مخلوق ہے یا کہ نہیں۔ قلم کو یہ کل علوم مخفیہ اور غیبیہ کس طرح عنایت  
ہوئے۔ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قلم سے اعلیٰ اور افضل ہیں یا  
نہیں۔ اور قلم سے جو کچھ مرقوم ہوا ہے کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی علم ہے یا  
نہیں۔ عرض جہاں قلم نے لکھا یعنی لوح محفوظ پر کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس  
سے بھی افضل و اعلم ہیں یا نہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے لکھا ہے  
کہ لوح محفوظ کے علم سے مراد کفوش قدس و صور غیب مراد ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم ماوریں غیب اں ہونا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شکم ماوریں ہی غیب داں تھے۔ چنانچہ فتاویٰ  
مولانا مولوی عبدالحی دقوانی کا نام عبدالحی ہے، عید دوم میں حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کے تولد کے متعلق مرقوم فرمایا۔ کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا۔ اور آپ ان دنوں چالیس یوم کے  
تھے۔ آپ نے فرمایا میری والدہ ماجدہ نے میرے ہاتھ مضبوط باندھنے  
تھے۔ اس کی تکلیف سے مجھے رونانا تھا اور چاند مجھے منع کر رہا تھا۔ حضرت



عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ان دنوں چالیس دن کے تھے۔ آپ کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا۔ اور میں سنتا تھا۔ فرشتے عرش کے نیچے پروردگار الہی کی تسبیح کرتے تھے اور میں سنتا تھا۔ حالانکہ میں ان دنوں ماں کے پیٹ میں تھا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قیامت تک دنیا ہی میں رکھ لیا۔ عن حذیفہ ابن اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِي الْبَارِحَةَ لَدَى هَذِهِ الْحَجْرَةِ حَتَّى لَا نَا اَعْرِفُ بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ مِمَّنْ اَحَدَكُمْ بِصَاحِبِهِ رَوَاهُ طبرانی، یعنی طبرانی میں حذیفہ بن اسید سے مروی ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حجرہ کے نزدیک میری امت مجھے دکھلانی گئی۔ جن کو میں تم سے زیادہ سمجھتا ہوں یہاں تک کہ البتہ میں ان میں سے ایک کو تمہارے اپنے دوست کو پہچاننے سے زیادہ پہچانتا ہوں۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِي بِاَعْمَالِهَا حَسَنًا وَفَاجِيهَا رَوَاهُ احمد و البودادری یعنی سند احمد حنیبل اور ابوداؤد میں ابوزر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم نے کہ میری امت اپنے اپنے اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے سامنے پیش کی گئی۔

خلاصہ یہ کہ ہے کہ حضور سرور کائنات نے تمام امت کو بغور ملاحظہ فرمایا۔ ان کے کل نیک و بد اعمال کو بھی معلوم کر لیا تمام موجودات کے اسموں کا بھی علم حاصل کر لیا۔ اور قیامت تک جس قدر کافر یا مومن ہوں گے۔ ان کا



علم بھی آپ کو ہو گیا۔

حضور اکرم نے قیامت تک کے تمام اوقات بیان فرمائے

عن عمرو بن الخطاب الانصاری قال قال بنی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا  
حتی حضرت الظهر فنزل فضلی ثمَّ صعد المنبر  
فخطبنا حتی حضرت العصر ثمَّ نزل فضلی ثمَّ  
صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بها هو  
کانت الی یوم القیمة قال فاعلمنا احفظنا (رواه مسلم)

ترجمہ، یعنی صحیح مسلم میں عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ تعالیٰ  
عنه سے روایت ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز  
پڑھ کر خطبہ پڑھا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آیا۔ پھر منبر سے اتر کر  
ظہر کی نماز پڑھی، پھر منبر پر وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت  
آیا۔ پھر منبر سے اتر کر نماز عصر پڑھی۔ پھر منبر پر وعظ فرمایا۔ یہاں تک  
کہ مغرب کا وقت آیا۔ پھر منبر سے اتر کر نماز مغرب پڑھی۔ اس خطبہ  
میں آپ نے جو وعظ فرمایا۔ اس میں آپ کے کل واقعات اور حوادث  
جو قیامت تک ہونے والے تھے۔ سب کے سب بالتفصیل بیان  
فرمادیئے۔ پس کہا راوی نے کہ اب داناترین ہمارا بہت یاد رکھنے والا  
ہمارا ہے اس دن کو۔

صحیح بخاری جلد دوم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے  
قام فیئنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرنا عن  
سدا یر المخلوق حتی دخل اهل الجنة منازلهم



واهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسبیه  
 من نسبیه :- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتداء سے آفرینش سے  
 لے کر جنتیوں اور روزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی  
 خیر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا۔ اور عیلا ویا حسن نے بھلا دیا۔  
 صحیح بخاری جلد دوم۔

حضرت نے علم غیب سے خبر لی کہ میرے اجداد زنا سے پاک تھے  
 عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم ، لم یلثق البوائی فی سفاح لہ  
 یزل اللہ عزوجل ینقلنی من اصلاب طیبة الی ارحام  
 طاهرة صافیا مہذباً لا تتشعب شعبتان الا کنت  
 فی خیرہما :- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا  
 رسول کریم نے میرے باپ زنا میں جمع نہیں ہوئے۔ اللہ کریم نے مجھے  
 پاک پشتوں سے پاک رگوں کی طرف صاف و مہذب نقل کرتا رہا۔  
 کوئی دو گروہ جدا نہ ہوتے تھے مگر میں ان کے بہتر میں تھا۔ شفا قاضی عیاض  
 جلد ثانی۔ مواہب اللدنیہ جلد اول فضائل الکبریٰ مدارج النبوت  
 جلد ثانی بیہقی وغیرہ۔ اس حدیث پاک سے صریح طور پر حضور اکرم کا علم  
 غیب ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کو جبرائیل  
 علیہ السلام نے بتلایا۔ بلکہ حضور سرور کائنات نے علم لدنی سے معلوم کیا۔  
 حضرت کا قلیل وقت میں قیامت کے آثار بیان کرنا  
 دیکھئے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱ فتح الباری شرح



صحیح بخاری جلد ۱ اور مرقاة شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۵ میں مرقوم ہے ۔  
 فیہ دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع  
 حوال المخلوقات من ابتدايها الی انتہایها و عافی ایراد  
 لك كلة فی مجلس واحد و عظیم من خوارق العادة و كيف  
 ته اعطى جوامع العلم مع ذلك ، یعنی مذکورہ بالا احادیث  
 صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی  
 مجلس میں تمام مخلوقات کے ابتداء سے لے کر انتہا تک تمام حالات کی  
 خبر دی تو آپ کا ایک ہی مجلس میں سب حالات کا بیان فرما دینا ایک بڑا  
 بھاری معجزہ ہے ۔ اور یہ کیونکر نہ ہو جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ  
 نے جوامع العلم عطا فرمایا ۔ عرض اللہ کریم نے حضرت کو بہت وسیع  
 اختیارات اور تصرفات عطا فرمائے ۔ جو عقل و فکر میں نہیں آ سکتے جتنور  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے حالات اپنی مستحیلی کی طرح  
 دیکھ لئے ہیں ۔

مواہب اللدنیہ جلد دوم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
 روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ  
 نے دنیا میرے سامنے اٹھائی تو میں اسے اور کچھ قیامت تک  
 ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس مستحیلی کو دیکھ  
 رہا ہوں ۔ اب صاف ظاہر صریح طور پر ثابت ہوا کہ خدا نے اپنے سبب  
 پاک کو علم نصیب فرمایا تھا ۔  
 صحیح بخاری شریف اور مسلم میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔



انا علیکم شهید وان موعدهم الحوض وانی  
لا تنظر الیہ وانی مقامی هذا وانی قد اعطیت  
مفاتیح خزائن الارض ، یعنی میں تم پر گواہ چشم دید ہوں اور تمہارا  
جانے وعدہ حوض کوثر ہے۔ اور تحقیق میں اس کی طرف اس جگہ سے دیکھ رہا  
ہوں۔ اور زمین کے خزانے کی کنجیاں مجھے عنایت فرمائی گئی ہیں۔

وعن ابن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
قال اوتیت مفاتیح کل شیئی در رواہ طبرانی

یعنی طبرانی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ  
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے تمام اشیاء کی کنجیاں دی گئی ہیں  
حصنیر صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا۔ کہ جس کے ہاتھ میں یہ جھنڈا  
دول گا وہی فتحیاب ہوگا۔ چنانچہ اس جنگ کی حالت میں ایسا ہی ہوا  
جس طرح حدیث شریف میں ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں سہیل بن سعد  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا أُعْطِيَتْ هَذِهِ الرَّأْيَةَ عِنْدَ رَجُلٍ يَفْتَحُ اللَّهُ  
عَلَى يَدِهِ مِحْبَةً اللَّهُ وَرَسُولَهُ فَأَعْطَا عَلِيًّا كَرَّمَ  
اللَّهُ وَجْهَهُ . یعنی البتہ کل میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس  
کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا۔ اور وہ اللہ اور اس کے رسول  
کو دوست رکھتا ہوگا۔ پس آپ نے وہ جھنڈا حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
کو عطا فرمایا۔ اللہ کریم نے ان کو فتح نصیب فرمائی۔ اور رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے حکم کے مطابق وہ صحیح ہوا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از علقوم عبد اللہ بود



صحیح مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ بدر میں کفار کے مرنے کی خبر دی تھی تو جب وہ کفار مرنے تو اپنی اپنی جگہ سے ایک بالشت کے اندازہ قدر بھی متجاوز نہ ہونے پائے۔ ضہامات و ما تجاوز احدہم عن موضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یعنی جہاں پر آپ نے اپنا دست مبارک رکھ کر بیان فرمایا کہ یہ نساں کے مرنے کی جگہ ہے تو اس سے ایک ذرہ بھی آگے پیچھے نہیں ہونے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حاملہ عورت کو بتلایا کہ تیرے پیٹ میں لڑکا ہے۔ ابو نعیم دلائل میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہی تھی۔ اس حال میں کہ میں حاملہ تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے حمل میں لڑکا ہے۔ جب وہ پیدا ہوا تو میرے پاس لانا۔ فَلَمَّا وُلِدَتْهُ، انْتَبَهَتْ فَأَذَانٌ فِي أُذُنَيْهِ الْيُمْنَى وَاقَامَ فِي الْيُسْرَى۔ یعنی جب میں نے اس کو جنا تو پھر میں اس کو آپ کی خدمت میں لائی۔ آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں میں اقامت۔

حضرت سید العارفین غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ قصید غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا

كَخَرْدَلَةٍ عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِ

یعنی میں نے اللہ کریم کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانوں کے



ملاحظہ کیا ہے۔ اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص زمانہ تھا۔ بلکہ علی  
 الاتصال یہی حکم ہے۔ ان لبو لبوۃ عینی فی اللوح المحفوظ  
 یعنی میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے۔ لوح محفوظ کے متعلق اللہ  
 تعالیٰ فرماتا ہے کل صغیر و کبیر مسطور۔ یعنی ہر ایک  
 چھوٹی بڑی چیز در قوم ہے۔ اور فرماتا ہے۔ ما ضرطنا فی الکتب  
 من شیئی، یعنی کوئی چیز کتاب سے ہم نے اٹھانہ رکھی۔ علاوہ ازیں  
 اور فرماتا ہے۔ ولا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین۔  
 یعنی کوئی چیز ایسی خشک و تر نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو۔ تو جب  
 لوح محفوظ کی یہ حالت ہے کہ اس میں روز اول سے روز آخر تک  
 سب کچھ محفوظ ہیں تو جس کو اس کا علم ہو تو بے شک اسے سب چیز  
 کا علم ہے۔ مقام غور ہے کہ جب اولیاء کرام کا یہ حال ہے تو انبیاء  
 کس طرح سے بے خبر ہو سکتے ہیں۔

### حضرت عمر خطاب کے غیب داں ہونے کا ثبوت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیب داں ہونے کے ثبوت میں  
 بے شمار احادیث صحیحہ موجود ہیں۔ جن میں سے صرف ایک حدیث پر اکتفا  
 کیا جاتا ہے۔ تاریخ الخلفاء میں مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 بروز جمعہ حسب معمول منبر پر چڑھ کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اسی  
 طرح جمعہ کے روز بہت لوگ جمع ہوئے حتیٰ کہ ایک قدم کی جگہ بھی نہ تھی۔  
 تو آپ نے اثنائے خطبہ میں بکا یک یہ الفاظ پکارے۔ کہ یا ساریۃ  
 الجبیل الجبیل۔ یعنی اے ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہاڑ کی طرف  
 توجہ کر۔ پہاڑ کی طرف توجہ کر۔ تمام حاضرین یہ کلمات سن کر متحیر ہو گئے



لیکن نماز کے بعد کسی کو آپ سے دریافت کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر  
 سامعین و حاضرین نے اس دن کی تاریخ اور وقت یاد رکھا۔  
 الغرض اس وقت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار سے لڑائی میں مشغول  
 تھے۔ تو انہوں نے اپنے کان سے یہ آواز سنی اور یہ سمجھا کہ حضرت عمر  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ فوراً آپ کے فرمان کے مطابق  
 عمل کیا۔ تو اسی وقت بعوث اللہ کا بیانی نصیب ہوئی۔ اور کافروں  
 کے خطرناک حملے سے جان بچ گئی۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ  
 شامی میں فرمایا ہے کہ جس جگہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
 حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی تھی تو درمیانی مسافت  
 دو مہینے کا سفر تھا۔ اب خود اندازہ لگائیے۔ خداوند کریم ان عقل کے  
 اندھوں کو روشنی و ہدایت نصیب فرمائے۔

### حضرت بایزید بسطامی کا غیب داں ہونا

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جو ایک بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ ان  
 کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ ایک روز اپنے چند مریدوں کے ساتھ جنگل میں پھر رہے تھے  
 کہ اچانک آپ کو ایک خوشبو سی آئی۔ جس سے آپ کی حالت بدل گئی  
 اور وجد طاری ہو گیا۔ ایک مرید نے عرض کیا۔ کہ آپ کا اس وقت کیا حال  
 ہے۔ کیونکہ آپ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل رہا ہے۔ آپ نے فرمایا  
 کہ مجھے اس طرف سے ایک یار کی خوشبو پہنچ رہی ہے۔ کہ اتنے سال  
 کے بعد یہاں اسلام کا ایک راہنما اور بادشاہ پیدا ہوگا۔ کہ جس کے  
 نیچے آسمان پر ہوں گے۔ مریدوں نے اس کا نام دریافت کیا تو آپ نے  
 ارشاد فرمایا۔ کہ ان کا نام ابو الحسن ہوگا۔ اور علمہ رنگ و قد غرضیکہ تمام چیزیں



بیان فرمائیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلہ میں مرید ہو گا۔ اور میری  
 تربت سے اس کو فیض پہنچے گا۔ مریدوں نے اس کی تاریخ رقم کر لی۔ تو ابوالحسن  
 صاحب ٹھیک اس تاریخ پر پیدا ہوئے۔ جو اوصاف حضرت بایزید سبطانی  
 رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے تھے تمام ان میں موجود تھے۔ جب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی نے غیب سے بیان فرمادیا تو کیا فخر موجودات سید  
 الانس والجن سید الاولین والآخرین کس طرح بے خبر رہ سکتے ہیں۔  
 حضرت حارث بن مالک انصاری بہشت اور دوزخ کو  
 دنیا میں ہی دیکھتے تھے

دیکھے شرح عین العلم جلد اول میں یوم مرقوم ہے۔ فی روایۃ  
 الطبرانی ابوالنعیم عن الحارث بن مالک الانصاری  
 قال سورت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کیف  
 اصبحت یا حارث قلت اصبحت مومنا حقا فقال انظر  
 ما تقول فان لكل شیء حقیقة فاحقیقہ ایمانک  
 قلت قد عرفت نفسي عن الدنيا واسهرت لذلك  
 عینی لیلئ و فی روایة بتعادون فقال یا حارث  
 عرفت فالزم و فی روایة ابن عساکر قال علیہ السلام  
 انت امر نور الله قلبه فالزم، یعنی طبرانی میں حارث بن  
 مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا  
 کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے  
 حارث تو نے کیونکر صبح کی۔ میں نے کہا۔ میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں  
 سچا ایماندار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھ کیا کہتا ہے۔ کہ ہر چیز کے لئے حقیقت



ہے۔ پس کیا حقیقت ہے تیرے ایمان کی۔ میں نے کہا کہ تحقیق میں نے پہچان لیا اپنے نفس کو دنیا سے۔ رات کو میں نے اپنی آنکھ کو بیدار رکھا اور دن میں پیاسا رہ گیا۔ کہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ اہل جنت کی طرف سے وہ باہم زیارت کر رہے ہیں۔ اور دیکھ رہا ہوں اہل جہنم کی طرف کہ وہ شور کو رہے ہیں۔ سرمایا رسول کریم نے کہ تو ایک مرد ہے۔ کہ اللہ کریم نے تیرے قلب کو منور کر دیا۔ پس لازم پکڑ اس کو۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ عمارت بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بواسطہ رسول کریم غیب دان تھے

لوح محفوظ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیش نظر تھی

زیدۃ الاسرار و مہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ عَیْنِي فِي لَوْحِ الْمُحْضُوظِ۔ یعنی میری آنکھیں لوح محفوظ میں ہیں۔ یعنی میں لوح محفوظ کو ہر وقت اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔ گویا دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے یا ہوگا۔ وہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ لوح محفوظ میرے پیش نظر رہتی ہے۔ اور اس میں سب کچھ مکتوب ہے۔ مقام غور ہے۔ کہ جب حضور سرور کائنات کے غلاموں کو اس قدر معلومات بتعلیم الہی حاصل ہیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کس قدر معلومات ہوں گے۔

اولیاء اللہ کی نظر میں زمین مثل ایک دسترخوان کے ہے۔ علا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ جلد ثانی میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے زیر حدیث صلوا علی فان صلواتکم تبلغنی حیث کنتم کے نقل فرماتے ہیں و ذالک ان النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ خرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لہا حجاب فتری کلّ المشاہد



بنفسہا و باخبار الملک لہا و فیہ سیر یطیع من تیسرے  
یعنی جہاں درود شریف مجھ پر بھیجے گا۔ یہ اس واسطے کہ  
نفوس زکیہ قدسیہ جیکہ مجرور اور خالی ہو جاتے ہیں۔ علائق بدنیہ سے تو  
عروج کر کے علاء اعلیٰ فرشتوں سے مل جاتے ہیں۔ ان کیلئے کوئی حجاب  
باقی نہیں رہتا۔ گل کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس طرح اپنی ذات کا مشاہدہ  
ہوتا۔ یا فرشتوں کی خبر دینے سے جاتے ہیں۔ جس کو میسر اور آسان ہو  
وہی واقع ہے۔ یہ ہے ولی کی قدرت جو اللہ نے عطا فرمائی ہے۔

تمام ارض و سما کرۃ عالم بعض ولیوں کے پیش نظر ہونا۔

ایک ولی کو اس قدر قوت تھی کہ تمام کوہ عالم ان کے پیش نظر تھا۔

چنانچہ کتاب البرز مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے۔

ولقد رأیت ولیاً بلغاً مقاماً عظیماً و هو ایۃ یشاہد

المخلوقات الناطقة والصادقة والوحوش والحشرات

والسّموات ونجومها والأرضین وما فیہا وکرۃ العالم

باسرہا تستمد منه ویسمع اصواتها وکلامها فی

لحظة الواحدة الخ یعنی تحقیق دیکھا میں نے ایک ولی کو کہ پہنچ گیا

بڑے مقام پر کہ وہاں سے کل مخلوقات ناطقہ و صامتہ و وحوش و

حشرات اور آسمانوں اور تاروں اور تمام زمینوں اور مافیہا کو دیکھتا ہے

اور کرۃ عالم کا معائنہ کرتا ہے۔ اور سب کی آوازیں اور کلام کو ایک

لحظہ میں سنتا ہے۔ دیکھنے ولی مذکور میں اس قدر قوت اور دسترس تھی

کہ جمیع کرہ عالم اس کے پیش نظر تھا۔ پس اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ و

سلم جو نہایت اعلیٰ مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔ ان کیلئے مشاہدہ عالم ثابت ہو کیا عجیب



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان وما یكون بتعلیم الہی موجود تھا۔  
 ماکان وما یكون صرف موجودات کو شامل ہے۔ اور <sup>ت</sup>مردود  
 ممکنہ و مستغاث ذاتیہ و مای ترتب علیہا الا اشار و الاحکام کو  
 شامل نہیں۔ اور معلومات الہیہ کا اطلاق سب پر آتا ہے۔ پس ثابت ہوا۔  
 کہ علم ماکان وما یكون یعنی معلومات الہیہ ہے۔  
 تفسیر روح البیان کے صفحہ ۳۷۵ میں ہے۔ علم الاولیاء من  
 علم الانبیاء بمنزلة قطرة من سبعة البحر وعلم  
 الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بهذه  
 المنزلة وعلم نبینا من علم الحق سبحانه بهذه المنزلة۔  
 یعنی اولیاء کرام کا علم بمقابلہ علم انبیاء کے بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے۔ سات  
 سمندروں سے اور انبیاء کا علم بمقابلہ علم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے۔ سات سمندروں سے اور رسول کریم کے  
 علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے یہی نسبت ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم کو خدا نے علم ماکان وما یكون عطا فرمایا ہے۔  
 کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نفع و نقصان کی خبر نہ تھی۔  
 منکرین رسول اللہ علیہ وسلم کے عدم علم غیب پر بالہوم یہ آیت  
 پیش کیا کرتے ہیں۔ وَلَوْ كُنْتُ اعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْرَثْتُ  
مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ۔ یعنی اگر میں جانتا ہوتا علم غیب  
 کی بات کرتا تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا۔ اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔  
 سنئے اس کا صحیح مفہوم۔ اس آیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کا نیکیوں کا جمع کرنا۔ اور برائیوں اور تکلیفوں سے علوت سمجھنا نہ صرف



گستاخی ہے۔ بلکہ صریح کفر ہے۔ کیونکہ اگر یہ بات بالفرض درست تسلیم کر لی جائے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زیادہ نیکیاں جمع کرنے والا کون شخص ہوگا۔ یا حضرت نے کونسی نیکیاں جمع کرنے میں کوتاہی کی۔ یا کونسی وہ نیکی تھی جو آپ نے نہیں کی۔ یا کون سی برائی یا تکلیف آپ کو پہنچی بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو تفسیر روح البیان میں ہے۔ کہ خیر سے مراد مال و دولت ہے۔ اور سوء سے مراد تنگی معاش ہے۔ علاوہ ازیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں یہ محض تواضع ہے۔

چنانچہ تفسیر خازن اور جبل حاشیہ جلالین شریف میں ہے۔  
 فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن  
 المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح ببذل  
 وهو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فکیف الجمع بینہ وبين قوله ولو كنت اعلم  
 الغیب لآستکثرت من الخیر قلت محتمل ان  
 یكون قاله علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم  
 الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ولقد رآ لی ومحتمل ان  
 یكون قال ذلك قبل ان یطلعہ اللہ عز وجل علی علم الغیب  
 یعنی رسول کریم نے بکثرت مغیبات کی خبر دیں۔ اور یہ صحیح احادیث سے  
 ثابت ہے۔ اور غیب کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم معجزات میں  
 سے ہے۔ پھر آیت ولو كنت اعلم الغیب لآستکثرت  
 من الخیر کے کیا معنی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ



علیہ وسلم نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تو اصلاً فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے سے۔ اور اس کے مقدر کرنے سے دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لو کنت الا ننبیہ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد فرمایا ہو۔ صحیح ترمذی میں مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔ یا کسی علم کو چھپایا ہے۔ یا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے کہ جن کا ذکر آیت شریف میں ہے۔ تو وہ شخص کذاب ہے۔ اس کا صحیح مطلب اس حدیث میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین باتیں بیان فرمائیں۔

ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھا۔ جس کا جواب یہ ہے کہ جمیع محققین یک زبان ہو کر فرماتے ہیں کہ یہ صرف عائشہ صدیقہ کی اپنی ذاتی رائے تھی۔ جس پر صحابہ کرام نے اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ ان کے مخالف وقوع روایت کا اثبات کیا۔ جس کی بحث راقم الحروف نے رسالہ معراج میں شرح و بسط سے کی ہے۔ جو اس سلسلہ کے کسی نمبر میں طبع ہو گا۔ چونکہ یہ محل بحث سے خارج ہے۔ اس لئے اس کو قلم انداز کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں نہ ہی عائشہ صدیقہ نے کوئی مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

دوم یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے۔ جن کی تبلیغ کا حکم تھا ان میں سے کچھ نہیں چھپایا۔ اول جن کے چھپانے کا حکم تھا۔ البتہ اس کو چھپایا۔



چنانچہ انوار التنزیل میں مرقوم ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ بلغ ما أنزل  
الیك المراد تبلیغ ما يتعلق بہ صالح العباد وقصد  
بانزاله اطلعهم علیہ فان من الاسرار الالہیہ ما  
محرم افشاءہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ المنوزجہ الیبیب میں ارقام  
فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم بھی جن  
کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا تھا۔ مگر حکم ہوا کہ آپ اسے  
ظاہر نہ کریں۔

تفسیرات الاحمدیہ فی الایات الشرعیہ میں ہے۔ ذلك ان تقول  
ان علم هذه الخمسة وان كان لا يعلمها احدا الا الله  
لكن يجوز ان يعلمها من يشاء من محبته واوليائه  
بقربينة قوله ان الله عليهم خبيراً على ان يكون  
الخبير، بمعنى المخبر، یعنی اگرچہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے  
اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ مگر جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست  
اور اولیا کو معلوم کرا دے۔ اس قرینے سے کہ ان اللہ علیہم خبير  
میں خبير یعنی مخبر ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے وقوع کے علم کا ثبوت  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع کا علم تھا۔  
چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۲ میں زیر آیت لَيَسْئَلُونَكَ  
السَّاعَةَ اَيان مَرْسَهَا کے مرقوم ہے  
قد ذهب بعض المشائخ الى ان النبي صلى الله



عليه وسلم كَاتَ يُعْرِفُ وَقْتَ السَّاعَةِ بِاعْلَامِ  
اللَّهِ تَعَالَى وَهُوَ لَا يَنَافِي الْمَحْصَرَفِي الْآيَةِ كَمَا لَا يَخْفَى -

معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم بتعلیم الہی موجود تھا۔  
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص الکبریٰ میں ارقام فرماتے

ہیں کہ ذهب بعضهم الى انه صلى الله عليه وسلم اوتيتي علم

الْخَمْسِ اَيْضًا وَعِلْمُ وَقْتِ السَّاعَةِ وَالرُّوحِ وَاِنَّهُ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرَ بِكُمْ ذَالِكُ . یعنی علمائے محققین ارشاد

فرماتے ہیں کہ حضور سرور کائنات کو علوم خمسہ بھی عطا فرمائے گئے۔ اور

قیام قیامت اور روح کا علم بھی دیا گیا ہے۔ مگر ان دونوں کے پوشیدہ

رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ منکروں کو ہدایت بخشنے

سورۃ ن ، حروف مقطعة قالون حساب سے عددوں پر دولت

کرتے ہیں۔ چنانچہ وسط میں اپنی اسناد صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ پہلی چیز جو خدا نے پیدا کی وہ

قلم تھا۔ پھر لون کو پیدا کیا۔ اور وہ دوات ہے۔ اور قلم نے اس دوات

سے لکھا۔ جو کچھ تھا۔ اور جو کچھ ہے۔ اور جو ہوگا۔ اس تقدیر پر حق تعالیٰ نے

قلم کھائی دوات کی وَالْقَلَمِ اَوْرْتَمِ قَلَمِ اَعْلَى كِي كَه نُوْر هِي . اور اس کا

طول مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ هِي . اور بعض نے کہا ہے کہ

وہ قلم مراد ہے جس سے کتابت کرتے ہیں۔ اور دین دنیا کے مصالح

میں اس کے بہت سے فائدے ہیں . وَمَا يَسْطُرُونَ هِي اور اس

کی قسم کھاتا ہے جو کچھ ملائکہ حفظ لکھتے ہیں . احكام وحی یا جو کچھ ان کو



حکم ہوتا ہے۔

تیبان میں ابن مہضم سے نقل ہے۔ کہ نون دہن ہے۔ اور قلم زبان اور مایسٹرون وہ ہے جو کچھ حفظ بندے پر لکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا۔ **هَآ اِنَّتَ نَهِيْن** ہے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم **بِنِعْمَةِ رَبِّكَ** اپنے رب کی رحمت اور حفاظت سے **بِحَبْنُوْنِ** ۛ ۛ دیوانہ، یہ ولید بن مغیرہ کا جواب ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم مجنون کہنا تھا۔

بحر الحقائق میں ہے۔ کہ کلمہ نون علم اجمالی کی طرف اشارہ ہے۔ جو احدیت ذاتیہ جمعیہ میں مندرج ہے۔ اور قلم علم تفصیلی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو واحدیت آسمانیہ میں مندرج ہے۔ تو حق تعالیٰ نے قسم کھائی علم اجمالی کی جو احدیت میں ہونے والا ہے۔ اور علم تفصیلی کی قسم کھائی۔ جو واحدیت میں ثابت ہے۔ اور اس چیز کی قسم کھائی جو اس کے قلم کریم نے دوات قدیم سے لکھا ہے۔ یعنی حروف الہیہ مجردہ علویہ اور کلمات ربانیہ مرکبہ سفلیہ ان چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا۔ کہ تو اپنے رب کی نعمت اور رحمت سے پوشیدہ کیا گیا۔ نہیں تجھ پر ازل اور ابد کے اسرار پوشیدہ نہیں کئے ہیں **وَ اِنَّكَ** اور تحقیق کہ تیرے واسطے لاجراً اجر اور ثواب ہے۔ باریت اٹھانے میں **عَبْرَ مَسْنُوْنِ** ۛ ۛ احسان نہ رکھا ہوا یعنی بے کسی کے واسطے کہ جس کا احسان اٹھانا پڑتا ہے۔ حق تعالیٰ نے تجھ کو عطا فرمایا ہے۔ یا وہ اجر غیر مقطوع ہے۔ یعنی ہمیشہ ہے۔ کہ منقطع ہو جانے کو ہرگز اس میں دخل ہی نہیں ہے۔ مراد دہن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ قلم سے مراد



زبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس سے ظاہر ہوا حکم الہی۔ اور  
 ظاہر کر دیا زبان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ علم اولین و آخرین۔  
 جیسا کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔

حدیث شریف، قَعَلِمْتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ط

پس علم دے دیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے علم اولین و آخرین۔ وہ علم مآکات  
 وقابیکون ہے۔

حدیث شریف، واللہ معطی وانا قاسم۔ اور اللہ

دینے والا ہے۔ اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور نبی جس کو حلال کرے

امت کے لئے حلال ہے۔ اور جس چیز کیلئے امت کے واسطے

حرام کرے وہ حرام ہے۔ اور جس کو جنتی کہے وہ جنتی ہے۔ اور جس

کو دوزخی کہے وہ دوزخی ہے۔ زبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا

ایمان ہے۔





## بیان ثبوت استمداد نبی و اولیا

دنیا و آخرت میں مشکل کشائی و حاجت روائی  
 آیت شریف، وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ لَا يَسْتَفْهِمُونَ  
 عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا (الآیۃ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و  
 سلم کی مبارک بعثت سے پہلے یہودی اپنی حاجات و مشکلات  
 اور خوف دشمن و اندیشہ شکست کے وقت حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے نام پاک کی برکت و توسل اپنی مراد طلب کرتے اور پاتے  
 تھے۔ اور اپنے اعدا پر مظفر و مضور ہوتے تھے۔ اور ہولناک مصیبت  
 سے امن میں رہتے تھے۔ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَ  
 رَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (سورۃ توبہ) ترجمہ۔ یعنی اور نہیں برا  
 لگا۔ مگر یہ کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انہیں غنی  
 کر دیا۔ اس آیت مبارک میں اللہ تبارک و تعالیٰ غنی کرنے کی  
 نسبت صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فرماتے ہیں۔

دوسری آیت، وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ  
 وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ  
 فَضْلِهِ وَرَسُولِهِ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ (سورۃ توبہ)  
 اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے۔ جو اللہ تعالیٰ و رسول  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیا ہے۔ اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔  
 عنقریب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضل سے ہمیں



وے گا۔ تحقیق ہماری رغبت اللہ ہی کی طرف ہے۔  
 تیسری آیت، وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ  
 وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ دسورہ احزاب، سوائے محبوب یاد کرو جب  
 تم فرماتے تھے اس سے کہ جس پر اللہ نے بھی اور آپ صلی اللہ علیہ و  
 سلم نے بھی نعمت کی تھی۔

دیکھئے قرآن پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عتیٰ کر دینا  
 عطا فرمانا۔ فضل و زنا نعمت دینا بیان فرمایا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ جو قرآن پاک میں ہے کہ، وَأَبْرَأُ  
 الْأَكْمَامَ وَالْأَبْرَصَ وَالْحَيَّ النَّسُوقَ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ میں شفا  
 دیتا ہوں۔ ماورزا دانڈھے کو اور سفید داغ والے کو اور زندہ کرتا  
 ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے۔ کیا بیمار کو تندرست کرنا، مردے  
 کو زندہ کرنا دفع بلا نہیں ہے۔ پھر اگر کوئی مسلمان بزرگوں کی نسبت  
 سے یہ امید رکھے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے بلا کو دفع فرما دے  
 گا۔ یا یہ کہ مقبولین بارگاہ رب العالمین اللہ تعالیٰ کے اذن سے کوئی  
 بلا دفع فرمادیں۔ تو یہ شرک کیسے ہو گیا۔ اس مضمون سے تو قرآن  
 پاک اور احادیث نبویہ مالا مال ہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ہے۔ کہ الْأَبْدَالُ سَيَكُونُ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ  
 رَجُلًا۔ كُلَّمَا صَاتَ رَجُلٌ أَبَدَكَ اللَّهُ مَكَاتَهُ رَجُلًا  
 يُسْقَى بِهَمِّ الْغَيْثِ۔ وَيَنْتَصِرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ  
 وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمْ الْعَدَاةُ ۝ یعنی ابدال شام



میں ہوتے ہیں۔ اور وہ پالیسی مروہی۔ جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے قائم مقام و دوسرے ابدال کو پیدا فرما دیتا ہے۔ انہیں کی وجہ سے ایر لایا جاتا ہے۔ اور دشمنوں پر غلبہ و نصرت دی جاتی ہے۔ انہیں کی بدولت اہل شام سے عذاب رفع کیا جاتا ہے۔

فتاویٰ قاضی خان جلد اول صفحہ ۴ میں ہے۔ ثُمَّ يَقُولُ  
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
أَشْهَدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ  
الْإِمَامَةَ وَنَصَّيْتَ الْأُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي أَمْرِ اللَّهِ حَتَّى  
قَبَضَكَ اللَّهُ دَالِي أَمْنٍ قَالِي وَبِيْدُ عَوْلِي صَا حَبِيْبِيهِ أَجِي بَكْرِي  
وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا. فَيَقُولُ السَّلَامُ  
عَلَيْكُمَا وَلَيْسَ نَالَ حَاجَتَهُ دَاخِ اس عبارت میں تو نذا  
کا سلسلہ ہی باندھ دیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور کے  
اوصان کے ساتھ بار بار نذا کی گئی ہے۔ حضور علیہ السلام کے صحابہ کبار  
حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ کو بھی ان کے  
اوصان و خوبیوں کے ساتھ نذا کی گئی ہے۔ پھر حضور علیہ السلام  
اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ تسلسل۔ استمداد و طلب  
نہایت اور طلب شفاعت اور نہایت ادب و احترام سے  
دوبار گہر بار میں حاضر ہونا۔ اور یہ جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری  
حاضری کا علم ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری التجائیں سنتے ہیں۔  
محدثین کرام، فقہائے عظام اور ائمہ دین نے کس شد و مد سے بیان فرمایا ہے  
حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابن عمر رضی



اللہ تعالیٰ عنہ سے اس نذر کا سنت ہونا نقل فرمایا ہے صحابہ کرام رضوان  
 اللہ تعالیٰ علیہم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نذر کرنا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ  
 وسلم کا خود نذر اور توسل کی تعلیم فرمانا اوپر کی حدیث سے معلوم ہو چکا ہے۔  
 اور پہلی امتوں کا اپنی حاجت و ضرورت کی بوقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے نام پاک کی برکت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے  
 حاجت روائی قرآن پاک کی کئی آیات اور تفاسیر سے ثابت ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم جلد اول میں  
 فرماتے ہیں۔ - وَيَقُولُ اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. اَسْلَامٌ  
 عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ. اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا امِيْنِ اللَّهِ -  
 اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبِ اللَّهِ. اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ  
 اللَّهِ. اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا خَيْرَةَ اللَّهِ. اَسْلَامٌ عَلَيْكَ  
 يَا اَحْمَدَ. اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدَ، اَسْلَامٌ عَلَيْكَ  
 يَا اَبَا الْقَاسِمِ. اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا مَاجِي، اَسْلَامٌ عَلَيْكَ  
 يَا عَاقِبَ، اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا حَاشِرَ. اَسْلَامٌ  
 عَلَيْكَ يَا بَشِيْرَ. اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرَ. اَسْلَامٌ  
 عَلَيْكَ يَا اَكْرَمَ، اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا اَعْلَمَ، اَسْلَامٌ  
 عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ. اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ  
 النَّبِيَّيْنَ وَيَقُولُ اَسْلَامٌ عَلَيْكُمَا يَا وَرِيْرِيْ رَسُوْلَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَالْمُعَاوِنِيْنَ لَهُ عَلَى الْقِيَامِ  
 يَا السِّدِّيْنَ - نذر پند پائی گئی ہے۔

حسن حصین میں یہ حدیث مذکور ہے۔ وَإِذَا اِنْفَلَتَتْ



۱۰ آتَمَّ أَحَدِكُمْ فَلَيْسَ بِأَدْرَا عَيْنُونِي يَا عِبَادَ اللَّهِ رَحِمَكُمُ  
اللَّهُ۔ یعنی جب تمہارا کوئی جانور گم ہو جائے۔ تو چاہیے کہ پکارے کہ

اسے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ غم پر خدا کی رحمت ہو۔ یہ روایت بزار عن  
ابن عباس سے ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے لفظ رحکم اللہ حضرت

ابن عباس پر موقوف کیا ہے۔ بندوں سے مراد رجال الغیب یعنی  
ابدال اولیاء اللہ ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ کہ جب بھاگ جائے کسی کا جانور جنگل میں۔ تو پھر  
چاہیے کہ پکارے۔ يَا عِبَادَ اللَّهِ أَحْبِسُوا۔ يَا عِبَادَ اللَّهِ أَحْبِسُوا

يَا عِبَادَ اللَّهِ أَحْبِسُوا۔ یعنی اسے بندگان خدا رو کو اس کو پس  
تحقیق اللہ کے بندے زمین میں ہیں۔ کہ روکتے ہیں۔ ان کو۔

پس ایک بزرگ سے منقول ہے۔ کہ ان کا جانور بھاگ گیا۔  
اور وہ یہ حدیث جانتے تھے۔ انہوں نے یہ کلمے کہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے

فوراً جانوروں کو پھرا دیا۔ دیکھے یہاں ندا بھی ہے۔ استمداو بھی ہے۔ مشکل  
کے وقت اللہ کے لیک۔ بندوں کو پکارنا بھی ہے۔

اسی حصن حصین میں اس کے بعد ایک دوسری حدیث مذکور  
ہے جس کو نواب قطب الدین صاحب کی شرح و ترجمہ کے ساتھ نقل کیا

جاتا ہے۔ وَارِثَ آرَادَ مَوْتَنَا فَلَيْسَ قَتْلُ يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعْيُنُونِي يَا  
عِبَادَ اللَّهِ أَعْيُنُونِي۔ يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعْيُنُونِي۔ یعنی اگر خدا تعالیٰ

کی طرف سے مدد کی ضرورت ہو۔ تو چاہیے کہ کہے اسے خدا کے بندو  
میری مدد کرو۔ تین دفعہ کہے۔

طبرانی نے اسے قولی راوی نقل کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ بعض سے



روایت کی گئی ہے۔ کہ یہ مجرب ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ تمام مقدمات و مقاصد میں اس کے ساتھ فتح و نصرت ہوتی ہے۔ کذا ذکرہ  
 خزانة العلی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ  
 مشکوٰۃ شریف اور بعض دوسرے علمائے اپنی تصانیف میں فرمایا ہے  
 کہ۔ الْحَدِيثُ مَخْلُومٌ عَلَيْهِ بِالصُّعْفِ وَمَعْمُولٌ بِهِ فِي  
 فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ۔ انتہی، اس میں نہ تو شرک ہے اور نہ ہی اس  
 کی تعلیم ہے۔ اگر اس میں وزہ برابر وہم شرک بھی ہوتا۔ تو پھر آئمہ دین  
 اسے کیوں نقل کرتے اور حسن بتاتے۔ اور اس پر عمل کی ترغیب  
 اور عمل ہذا کو بزرگوں کا مجرب بتاتے۔

جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے  
 مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمَدِينَةِ  
 فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَسَلَامٌ عَلَيْكُمْ يَا  
 أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَأَكْمُ أَنْتُمْ سَلَفْنَا  
 وَنَحْنُ بِالْآخِرِ۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ  
 میں اہل قبور پر گزار فرمایا۔ تو اپنے روئے الوز و اطہر سے اہل قبور کی  
 طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ تم پر سلام ہو۔ اے قبر والو۔ اللہ تعالیٰ  
 ہم کو اور تم کو بخشنے۔ تم ہمارے پیشرو ہو۔ اور ہم بھی تم سے بعد آنے  
 والے ہیں۔ دیکھئے اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہل قبور کو  
 نذا فرما رہے ہیں۔ امام المحدثین علامہ عبد اللہ بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ  
 شرح الصدور میں بروایت سہمی۔ فاطمة الخزاعیہ سے نقل کرتے ہیں  
 وَقَفْنَا عَلَى قَبْرِهِ فَقُلْنَا أَسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُولَ



اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَا كَلَامًا رَرَّ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ  
 السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ. وَمَا قُرْبَنَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ  
 یعنی ہم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر کھڑے ہوئے۔ تو ہم نے آپ  
 پر سلام عرض کیا۔ اور کہہ کر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا۔ پس ہم  
 نے جواب و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سنا۔ حالانکہ ہمارے قریب  
 کوئی نہ تھا۔ معلوم ہوا۔ کہ قبر شریف سے ہی جواب بلا تھا۔ ترمذی جلد اول  
 اگر یہ کہا جائے۔ کہ گمراہی تو بڑی بلا ہے۔ اس سے بچنے کا فائدہ ملحوظ  
 رکھ کر نام رکھا گیا۔ تو بھی بلا ٹلنے کے لئے ہوا۔ تو پھر بھی ہم تسلیم کر لیں گے  
 کہ اس بلا کا ٹٹنا ملحوظ ہونا ہی چاہیے۔ اور ضرور ہونا چاہیے۔ بزرگوں کا اتباع  
 اسی بلا سے بچنے میں کارآمد ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے  
 ارشاد فرمایا ہے۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ  
 عَلَيْهِمْ۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ أَصْحَابِي  
 كَانُوا نَجْوَى بَنِي آدَمَ قَدِيمًا قَدِيمًا اِهْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ۔ یعنی میرے صحابہ  
 ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کسی کا اتباع کرو گے۔ ہدایت  
 پاؤ گے۔

اس مضمون سے تو قرآن پاک اور احادیث نبویہ مالا مال ہے  
 بلکہ اسی لئے تو خداوند کریم نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو مبعوث  
 فرمایا ہے۔ تاکہ ان کی برکت و تبلیغ سے مخلوق گمراہی اور غضب الہی سے محفوظ رہے  
 دینی و دنیوی کاموں میں تسمدا و کاشفوت باذن اللہ  
 وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَن يَنْصُرُهُ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ  
 دپا مس حج یعنی جو اللہ کی یعنی اس کے دین کی اور انبیاء کی اعانت و



حمایت کرے گا۔ تو خدا ضرور اس کی بھی مدد کرے گا۔ پھر ان ناصرین  
 دین کے چند اوصاف ذکر فرماتا ہے۔ کہ اگر اللہ کی مدد سے وہ زمین  
 پر غالب ہو جائیں۔ اور سلطنت و حکومت حاصل کر لیں۔ تو غنا  
 پر حصے زکوٰۃ دینے کا حکم کریں۔ نیک کاموں پر حکم دیں۔ اور برے کاموں  
 سے منع کریں۔ اور دنیا پر حکومت الہیہ قائم رکھیں۔

یہ دونوں جہاں میں اسمداد ہے۔ جو اولیاء کرام اور بزرگوں سے  
 حاصل ہوتا ہے۔ اور بزرگوں سے ظاہری و باطنی امداد کا ثبوت ہے۔  
 چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم نے دین کی مدد کی۔

قَالَ لَقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاةً فَإِذَا هِيَ قَلْقُوبٌ مَّا

سِيَاءٌ وَنَكُونَهُ دِبْيًا سَبَّحُوا بِحَمْدِ اللَّهِ فِي  
 نِجْوَاتِهِمْ مِمَّا خَلَسُوا بِهِمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ  
 وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ اور جادوگر سجدے میں گر پڑے۔  
 کہنے لگے کہ ہم رب العالین پر ایمان لائے۔

انبیاء علیہم السلام کے تبرکات سے بھی خدا فیض دیتا ہے۔ کہ

کتنی مخلوق مشرف بایمان ہو گئی اور نار جہنم سے محفوظ ہو گئی اور  
 کئی لاکھ بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے بچا دیا۔ کیونکہ عصا کو  
 دریا پر مارا۔ اور دریا بچھٹ گیا۔ بنی اسرائیل پار ہو گئے۔ اور فرعون  
 بعد شکر عرق ہو گیا۔ یہی مشکل کشائی اور حاجت روائی ہے۔ و

قَالَ السِّدِّيُّ عِنْدَ عِلْمِ مَمْتِ الْكِتَابِ  
 أَمَّا آيَاتُكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ



طَرَفَكَ فَلَمَّا رَأَاهُ مَسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا  
 مِنْ فَضْلِ رَيْتٍ . یعنی اور کہا اس شخص نے کہ  
 جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ آپ کے پاس آنکھ  
 چھپکنے سے پہلے حاضر کر دوں گا . پھر حبيب سلیمان علیہ السلام  
 نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا . تو کہنے لگے کہ یہ میرے  
 رب کی عنایت ہے . یہ آصف بن برخیا ہیں جس نے  
 کراہت سے ملکہ سب بلفقیں کا تخت آنکھ چھپکنے سے پہلے  
 حاضر کر دیا . یہ بھی اسمذاد ہے .

إِنَّ الْفُضْلَانَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ  
 وَلَسَدِ كُرِّ اللَّهُ أَكْبَرُ . کہ بے شک نماز بچپاتی  
 اور بُرائی سے بچاتی ہے . اور منع کرتی ہے . اور البتہ اللہ  
 کا ذکر بہت بڑا ہے . اسی لئے اللہ کا ذکر بہت کرنا چاہیے  
 خواہ قلبی ہو یا لسانی . جبری ہو یا سببی . ذکر سے خدا کی دوستی  
 حاصل ہوتی ہے . اور دوست کے سوال و دعا کو قبول فرماتا  
 ہے . اور بزرگوں مقبول بندوں کی دعا سے مشکلیں حل ہوتی  
 اور حاجتیں پوری ہوتی رہتی ہیں .

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ  
 وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولَ الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ  
 أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ  
 وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَن تَقُولُوا إِلَىٰ أَوْلِيَاءِكُمْ  
 مَعْرُوفًا وَكَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ٥٢



نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایمانداروں پر ان کی جانوں سے بھی  
 زیادہ اقرب ہیں۔ اور آپ کی بیویاں مبارک ان کی مائیں ہیں  
 اور اہل قرابت آپس میں اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے  
 کے حقدار ہیں۔ ایمانداروں اور پھہا جرین سے۔ مگر یہ کہ تم اپنے  
 دوستوں سے اچھا احسان کرو۔ یہ کتاب میں لکھا جا چکا ہے  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ بتلا کر یہ ثابت کیا۔ کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ قرابت مسلمانوں کے لئے ان کی جانوں سے  
 بھی زیادہ نزدیک ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا۔ کہ میں ہر ایک مسلمان کا متولی ہوں اور کفیل ہوں  
 امام بخاری نے اس کو باب الاستقراض میں روایت کیا ہے  
 اور اسی معنی میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور امام  
 احمد نے روایت کیا ہے۔ ابو مسعود کی قرأت میں اس  
 کے بعد وَ هُوَ اَبٌ لِّكُلِّ مَسْلُومٍ بھی آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 تمام مسلمانوں کا روحانی باپ ہے۔ اور مجاہد نے کہا ہے  
 کہ ہر نبی اپنی امت کا باپ ہے اور اسی لئے تمام مسلمان  
 آپس میں بھائی بھائی ہیں کیوں کہ ایک ہی روحانی باپ  
 کے بیٹے ہیں اور یہ آیت کریمہ کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ  
 مِّنْ رِّجَالِكُمْ۔ اس کے منافی نہیں۔ کیونکہ یہاں جسمانی  
 باپ مراد ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روحانی باپ  
 ہیں۔ اور آپ کو بھائی کہنا سخت گستاخی اور گناہ کبیرہ  
 ہے۔ اگر عناد کی رو سے بھائی کہے تو کافر ہو جاتا ہے



معاذ اللہ استغفر اللہ! صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے فرمایا۔ ہر ایک مومن کے لئے دنیا و آخرت میں میں سے سب  
 سے زیادہ ولی ہوں۔ ولی مشکل کشا حاجت روا مددگار ہوتا  
 ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ بھی ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ حضرت  
 صلعم کے چاشین ہوتے ہیں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم باقی  
 اللہ سے اپنے مرشد کے لئے مولیٰ یعنی مددگار کا لفظ  
 ثابت ہے اس آیت میں جو وَ اهلہا جبرین اِلا ان تصطوا  
 الی اولیاءکم معصواً ۵۔ کہ تم جہا جبر اور انصار بھائیوں  
 اور دوستوں کی طرح ہمدردی اور اچھا سلوک کرو اور  
 آپس میں محبت کے ساتھ پیش آؤ۔ پس معلوم ہوا۔ کہ مدد کرنا  
 ایک دوسرے سے قرآن کا حکم ہے وَ مَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِ  
 وَلَا الْمُؤْمِنَاتِ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لھِ  
 الْخِیْرَةُ مِنْ اَمْرِ عِہْمَ وَ مَنْ یَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ  
 ضَلَّ ضَلٰلًا عَیْنًا ۵۔ اور کسی ایمان دار مرد اور عورت کو  
 یہ لائق نہیں۔ کہ جب اللہ و رسول کسی کام کا حکم دیں۔ تو ان  
 کو اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ و رسول  
 کی نافرمانی کی۔ تو وہ صاف و صریح گمراہ ہو گیا۔ کسی مومن مرد  
 اور عورت کو اللہ اور اس کے رسول صلعم کے حکم دینے  
 کے بعد یہ مجاز باقی نہیں رہتا۔ کہ اس کو عمل میں نہ لائے  
 ہاں تو جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو صریح گمراہ  
 ہے۔ کیوں کہ مرشد کامل۔ اور ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم



کی خلاف ورزی گمراہی نہیں تو اور کیا ہے یہ ایک عام حکم ہے جو احکام سابقہ کے لئے ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْلَمُوا عَلَيْهِ ۗ

تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اسے ایمان والو تم بھی آپ پر درود و سلام بھیجا کرو۔ امام بخاری رحمہ نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ سے مراد ملائکہ کے روبرو آپ کی صفت و ثناء کرنا ہے۔ اور ملائکہ کی صلوٰۃ سے مراد دعا کرنا ہے امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ نے اپنی سنن میں سفیان ثوری رحمہ اور بہت سے اہل علم سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ سے مراد رحمت ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ سے مراد استغفار ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مرتبہ بتلاتا ہے۔ جو اس کے نزدیک اور ملاء اعلیٰ میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی صفت و ثناء ملاء اعلیٰ میں بیان فرماتا ہے۔ اور آپ پر رحمت بھیجتا ہے۔ اور ملائکہ آپ کے لئے دعائے خیر کیا کرتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو بھی یہی کرنا چاہئے۔ بلکہ واجب ہے کہ درود پڑھنے والوں پر خدا کی رحمت ہے اور عذاب سے نجات ہے اور درود شریف پڑھنا رو بلا ہے درود شریف پڑھنے سے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات خوش



ہوتی ہے اور پرھنے والے کو آپ کی طرف سے جواب بھی آتا ہے  
 مخالفوں کے طعن سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہماری طرح بشر ہیں لغو وباللہ۔ آپ کے ساتھ بھی دنیاوی لوازمات  
 مثلاً کھانا پینا بیویاں اولاد وغیرہ کی ہماری ہی طرح ضرورت تھی۔  
 آپ کو فرشتوں کی طرح سب سے الگ تھلگ رہنا چاہئے استغفر اللہ  
 یقیناً آپ ظاہر میں لباس بشری کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ اور  
 یہ چیزیں بشریت کو لوازمات سے ہیں۔ مگر حقیقتاً آپ کا مقام  
 ورتبہ فرشتے کیا۔ تمام انبیاء و اولوالعزم رسوایوں سے اعلیٰ و  
 افضل ہے۔ بعد از خدا بزرگ تو لیا قصہ مختصر۔ حضور کریم  
 رؤف ورحیم حبیب پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ  
 علیہ التحیۃ والثناء، کو اپنے برابر اور اپنے جیسا بشر سمجھنا کفر  
 اور باعث لعنت ہے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اپنے  
 جیسا بشر کہنا کفار و مشرکین کا طریقہ ہے اَلْوَدَّعِزُّ بَشَرٌ مِّنْ قِبَلِنَا  
 کیا ہم اپنے جیسے انسانوں پر ایمان لائیں وغیرہ  
 اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مِّمَّا لِيُغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ  
 ذَنْبِكَ وَمَا تَاخَّرَ وَفِيْمَ نِعْمَتُهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا  
 مُسْتَقِيمًا وَيُنْفِذُكَ اللهُ لِفِرْعَوْنَ عَزِيزًا ۝ تحقیق ہم نے آپ  
 کو کھلی فتح دی۔ تاکہ اللہ آپ کے اگلی <sup>بھلا</sup> تعزیرش معاف فرمادے۔  
 اور اپنی نعمت آپ پر پوری کر دے۔ اور تاکہ آپ کو سیدھی  
 راہ دکھا دے اور تاکہ اللہ آپ کی زبردست مدد کرے۔ حدیث  
 شریف میں ہے۔ عطا کہتے ہیں۔ کہ ما تقدم سے مراد حضرت



آدم و حوا کا گناہ (لغزش) اور مانتا آخر سے امت کے گناہ مراد  
 ہیں۔ انبیاء علیہم السلام گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ یہاں  
 گناہ سے مراد لغزش ہے۔ یہی موخر الذکر قول العطاء اہل  
 الفت کے نزدیک معتبر ہے۔ اس تقدیر پر حقیقتاً آپ  
 کی طرف گناہ منسوب نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی امت کو دوسرے  
 پہنچا ہے۔ قیامت تک اور پہنچتی رہے گی تمام انبیاء لقہور  
 اور ان کی امتیں آپ کے توسل سے منظر و منصور ہوتی  
 رہی ہیں کما ظہر ظہور اتاناً من قبل سیفتحتوں علی الذین کفروا  
 والی آیت سے۔ انبیاء و اولیاء مشکل کشائی و حاجت روائی فرماتے  
 ہیں۔ آیات و احادیث سے ثابت ہے وَ لَقَدْ خَلَقْنَا  
 الْاِنْسَانَ وَ عَلَّمْنَاهُ مَا تَوْسُوں بِهِ لِنَفْسِهِ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ  
 الْبَيْدِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝ اور البیت ہم نے انسان کو  
 پیدا کیا۔ اور ہم جانتے ہیں۔ جو کچھ اس کے دل میں  
 باتیں آتی رہتی ہیں۔ اور ہم اس کی رگ گردن سے بھی  
 زیادہ اس کی طرف قریب ہیں

مترجم۔ یہ آیت تتر ہے بیان سابقہ کا۔ انسان  
 کے حال سے اب اپنے بے نتہا علم و قدرت پر دلیل لایا ہے  
 انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے۔ اس لئے زمین و آسمان  
 کو ایک جگہ اور اس کے مقابلہ میں دوسری جگہ اس کو ذکر فرمایا  
 درحقیقت انسان خدا کے لایزال کی قدرتوں کا ایک بڑا خزانہ ہے



پس انسان خدا کے بڑے خزانوں سے مخلوقات فیض یاب ہوتی ہے۔ اور دین و دنیا میں نفع اٹھاتے ہیں اور خدا کے ذاتی نور کا پرتو انسان کے روحانی وجود پر پڑتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اور نہیں کلام کرتا اپنی خواہش سے۔ بلکہ آپ کی زبان خدا کی وحی و فرمودات ہیں جو کچھ وہ بلواتے ہیں۔ وہی بولتے ہیں عارفِ کامل جب اپنی ارادت و سستی کو اس کی استی میں محو کر دیتا ہے۔ اب اس کی کلام اس کی حرکات و سکنات اس کے حکم سے ہوتی ہیں۔ خداوند کریم اپنے فیض کو اپنا مخلوقات کے ذریعہ پہنچاتا ہے۔

## سلسلہ بیعت کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا اللَّهَ وَاتَّبِعُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ  
 اے ایمان والو! ڈرو خدا سے اور تلاش کرو اس کی  
 طرف وسیلہ۔ تاکہ آپ کو خدا کے ملنے میں آسانی ہو۔ وسیلہ کے  
 بغیر خدا کا ملنا مشکل ہے اور وسیلہ انبیاء اولیاء صدیقین و شہداء  
 علماء کی ذاتوں سے فی الحقیۃ اور بعد البیۃ ثابت اور معمول  
 یہاں عند العلماء رہا ہے۔ دوسری جگہ خداوند کریم نے عام  
 لوگوں کو وسیلے کا طریقہ دکھایا ارشاد فرمایا۔ ان الذین  
 یبایعونک انما یمایقون اللہ ید اللہ فوق ایدہم  
 یعنی تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ سوائے اس کے



نہیں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا <sup>قدرت</sup>  
 کاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے یعنی ذات کبیر یا کاتھلیا بلسہ نبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم چلا آتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 یہ خلافت قیامت تک جاری رہے گی حدیث شریفہ۔  
 الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مَتِي فَقْرٌ مِيرَا فخر ہے اور فقر  
 مجھ سے ہے وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
 لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ  
 وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو آپ کے  
 ایمان والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل  
 کرنے والے ہیں۔ اور ہمیشہ واصل خدا ہوتے ہیں البتہ  
 خلیفے بناؤں گا زمین میں جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو  
 خلیفے بنایا تھا۔ وہ کون خلیفے تھے۔ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ  
 لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً لِّط - اور  
 یاد کیجئے۔ جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے واسطے فرشتوں  
 کے تحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں زمین میں خلیفہ  
 یعنی آدم صلی اللہ۔ اور اسی سے سلسلہ خلافت النسانیہ  
 چلا آیا ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ خلافت  
 نبوت و رسالت تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر  
 ختم ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد آپ کے ذریعہ و وصالت  
 سے خلافت ولایت قیامت جاری رہے گی۔  
 جو درحقیقت خلافت الہی ہے۔ مگر بواسطہ حضور



پُر نور شافع یوم الثور نور علی نور جناب محمد مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ خداوند تعالیٰ کی طرف  
 سے تو اخلافت حضرات انبیاء علیہم السلام کو  
 ملتی ہے اور انبیاء کے توسط سے اولیاء کرام  
 کو۔ بنا بریں اولیاء کرام صاحب طریقت سے  
 بیعت کرنا لازم و سنت ہے جس کے باقہ  
 سے اخلافت خدا حاصل ہوتی ہے۔

## مرید کی تعریف مطلب

بیعت سے مراد بیع ہونا ہے۔ مرید  
 وہ شخص ہے۔ جس کا اپنا ارادہ نہ ہو  
 اور پیر کے ارادے پر چلتا ہو۔ اپنی  
 ہستی کو پیر کے سامنے مٹا دے۔ جیسا کہ فرمایا

الْمُرِيدُ لَا يُرِيدُ =



کامل پیر سے بیعت ہونا سنت ہے۔ کیوں کہ ایمان سے واقف کرنا۔ اپنے بدن سے واقف کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف کرنا اور اسرار الہی سے واقف کرنا۔ شیخ کامل کا کام ہے چوں کہ کامل پیر اس راستہ سے بھی طرح واقف ہوتا ہے۔ راستے کے تمام نشیب و فراز سمجھتا ہے و مشکلات سے آگاہ ہوتا ہے راہ سلوک و طریقت میں جس قدر مشکلات ہوتی ہیں۔ وہ سب نے اس نے طے کی ہوئی ہوتی ہیں لہذا بخوبی تمام منزلوں سے خبردار ہوتا ہے اس لئے مروان خدا اپنے طالب کا ہاتھ پکڑ کر وصل اور مقبر بارگاہ خداوندی کرختے ہیں اور اسرار حقیقی سے واقف کر لیتے ہیں اور منزل فنا فی اللہ تک پہنچاتے ہیں اور طالب صادق اس منزل سے باعانت خداوندی اور مرشد کامل کی رہنمائی سے منزل بقا باللہ پر فائز اعراام ہو جاتا ہے۔ یہاں پر شیخ کامل اور اعانت ایزدی کی سوت ضرورت ہوتی ہے یہاں سے استقامت کی طلب زیادہ ہے سے ضرورت ہے۔ کیوں کہ کامل پیر کی روحانیت پر تکمیل خدا ہوتا ہے۔

## مراتب بیعت

سب سے پہلے شیخ کامل سے بیعت تو بہ حاصل ہوتی ہے اور اسکے بعد بیعت ایمان حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر



اعمال و اخلاق - اور بیعت احسان سے منور ہوتا ہے بیعت  
 توبہ وہ ہے کہ پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر گناہ اور شرک  
 اور کفر سے توبہ کرے۔ اپنے سینے میں ذکرِ الہی جاری کرے  
 صفائی قلب تزکیہ نفس کے لئے پیر کے بتائے ہوئے اور  
 وظائف پر قائم رہے۔ اور مواعظت اختیار کرے۔ اور  
 غیر لباس کو اتار کر لوزرانی لباس پہنے۔ بیعت ایمان  
 وہ ہے کہ خداوند کریم کی ذات و صفات - اور تمام احکام  
 خداوندی پر یقین اور مواعظت ایزدی پر کامل عبور و  
 رکعت ہوئے اپنے خیال و تصور کے ساتھ پیر کی روحانیت  
 میں محو ہو جائے اور پیر کی روحانیت سے ہو کر منزلِ فنا فی  
 الرسول کو پہنچ جائے اور مقام عالم امر تک سیر کرے  
 اور ذاتی لوزر میں فنا ہو جائے یہ منزل ایمانی روحانی ہے  
 اَوَّلَ لَيْلِكَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ ط باقی مراتب بیعت  
 بھی علی سبیل اللذی والنشر تریوں کے درجات ہیں۔ جو  
 مرشد کامل کی رہنمائی سے طالب صادق ان درجات  
 پر فائز ہوتا ہے۔

(عارف و مجاہد) علم باطن بہچو مسکہ علم ظاہر چو شیر

کے بودے شیر مسکہ کے بودے پیر پیر

آیت۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ابْتَغُوا لِلَّهِ سَبِيلًا

اے لوگو ایمان والو۔ پھر ایمان لاؤ اللہ و رسول پر یعنی  
 حنیف ایمان کو قوی کرو اور منجیب ایمان کامل مرشد کی



صحبت سے قوی ہو جاتا ہے۔ قَالَتْ اَلَا عَرَبٌ اَمَّنَّا  
 قُلْ لَمْ لَوْ مِثْرًا وَّلٰكِنْ قَوْلُوا اَسْمٰنًا یعنی اعرابیوں  
 نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم ایمان لائے فرما دیجئے۔ میرے حبیب  
 ان کو کہ نہیں ایمان لائے تم۔ لیکن یوں کہو کہ اسلام لائے  
 ہم۔ ابھی آپ لوگوں کے دلوں میں ایمان نہیں داخل ہوا۔ تو  
 پس معلوم ہوا کہ بغیر انبیاء و رسل کے ایمان قبول نہیں  
 ہے۔ وشارح،

## بیان اصول

مرید پر لازم ہے۔ کہ کامل پیر سے۔ اصول کلام۔ اور  
 اصول اسلام۔ اصول خلافت۔ اصول آدمیت۔ اصول ولایت  
 اصول غوثیت۔ حاصل کرے۔ جب تک ان اصول سے  
 واقف نہ ہوگا۔ اس وقت تک وہ خلافت کا بارگراں نہیں  
 اٹھا سکتا۔ اور نہ ہی وہ مستحق خلافت ہے۔ بغیر سیکھے  
 صحیحے ان اصولوں کے منزل حقیقی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اب  
 ان اصولوں کی تشریح کی جاتی ہے اصول کلام یہ ہے۔ کہ  
 اپنی کلام کو پہلے سونح لے۔ کہ میری کلام شریعت مطہرہ  
 کے مطابق ہے۔ یا نہیں؟ اگر شریعت سے باہر ہے۔ تو اپنی  
 کلام کو روک لے۔ اور زبان بند رکھے۔ دوسری چیز یہ  
 تدر نظر رکھے کہ بیوقت و بے ضرورت کلام نہ کرے۔ تیسرا  
 اصول یہ ہے۔ کہ اپنے کلام سے اپنا ہی لعنان نہ کرے۔



چوتھا اصول یہ ہے کہ یہ بات ضرور ملحوظ رکھنی چاہیے  
 کہ میری کلام سے مخلوق خدا راضی ہوگی یا نہیں؟ مخلوق  
 خدا کو ناراض نہ کرے۔ کیوں کہ مخلوق خدا کی ناراضگی خدا  
 کی ناراضگی ہے۔

## وضو کا بیان

صوفی مؤمن آدمی جس وقت وضو کرنے کا ارادہ کرے  
 تو پہلے اپنے تصور کو درست کرے۔ کیوں کہ تصور درست کرنے  
 سے عیب بات نکل کر یکسوئی حاصل ہو جائے گی۔ پھر نوری تصور  
 کے ساتھ پانی اٹھا کر اپنے ہاتھوں پر ڈالے اور ہاتھوں کا نور پانی  
 کا نور۔ اور ذاتی کلمے کا نور لا کر۔ نور کے ساتھ نور کا اپنے  
 ہاتھوں سے کہہ لیجئے۔ صد تبر خوری طبع عیش و عشرت نکال  
 لے۔ اور اپنے ہاتھوں کو نور ہی نور کر لے۔ بعد پانی اپنے  
 منہ میں ڈالے۔ پانی کا نور اور منہ کا نور اور ذاتی کلمہ کا  
 نور کو تصور کے ساتھ ملا کر اپنے منہ سے جھوٹ جھلی عینت  
 سرام طبع نکال دے۔ تاکہ منہ کے اندر ذاتی کلمے کا تھلے  
 پھر حسابے۔ اور منہ کے اندر نور ہی نور ہو جائے۔ بعد  
 پھر پانی اٹھا کر۔ سائے منہ پر ڈالے پانی کا نور سائے  
 منہ کا نور اور ذاتی کلمے کا نور ملا کر اس سے بھی تمام  
 عیوب دور کر لے اور اپنا منہ الوار الہی کا تھلے بنا لے۔ اور  
 اسی طرح لقیہ اعجاز کو بھی نور ہی وضو کے ساتھ نور ہی نور



کرے۔ بعدہ اپنے تمام سر کا مسح کرے اور تحت عالم  
الامر سے سفید لوزر کا تیل لاکر اپنے مغز میں رکھ کر تمام روایت  
سے ملا کر رگ رگ میں ذاتی لوزر الہی کا تیل پھیری۔ کیوں  
کہ اللغات کا لوزر ہے۔ حق و ناحق کو جدا کرتا ہے غیر بوجہ  
گرا کر لوزر کے ساتھ لوزر ملا کر ذاتی الہی کی طرف جاری ہو  
جائے۔ صفہ بشریت ہی رہ جائے اور بشریت کے اندر  
لوزر کا تیل رہ جائے۔ دوسری چیز کی جگہ نہ رہے۔ تب  
وصو ثابت ہوا۔

## بیانِ نماز

بعدہ جب وقت نماز ہو۔ اپنی نماز شروع کرے  
اور تصور حضور صوری کے ساتھ خاص ذات واحد کی نماز پڑھے  
تاکہ نماز میں سوائے ذاتی لوزر کے تیل سے اور کوئی چیز نظر  
نہ آئے۔ اور نماز کا حقیقی مقصد پورا ہو جائے یعنی ر الصلوٰۃ معراج  
المومنین کا مقام نصیب ہو اور جمال خدا کا مستحق ہو جائے  
پروردگار عالم جل شلتہ نے فرمایا۔ **و اعبد ربک حتیٰ  
یا یتیت الیقین**۔ یعنی اپنے رب کی ایسی عبادت  
کو کہ آپ کو یقین حاصل ہو جائے۔ یقین کا کیا معنی  
اور یقین کس طرح ہوگا۔ کہ ہماری بندگی دربار الہی میں منظور  
ہے۔ یا نہیں؟ آیت کا ظاہری معنی تو یہ ہے۔ کہ بندگی کو  
اپنے رب کی اپنے مرنے تک اگر مرنے تک بندگی کرے۔ تو کیا



یقین کر سکتا ہے۔ کہ میری بندگی و ربار الہی میں منظور و مقبول  
 ہو گئی۔ حالانکہ ایسا یقین کرنا مشکل ہے۔ کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَا صَلَوةَ اِلاَّ بِمَجْمُورِ الْقَدْبِ۔ حضور  
 قلب کے بغیر کوئی نماز کامل نہیں ہے۔ خداوند کریم نے اپنی  
 کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ آپ۔ وَلَا تُشْرِكْ  
 لِعِبَادَةِ رَبِّهِ اِحْوَاہُ یعنی اور چاہیے کہ نہ پکڑے اپنے  
 رب کی عبادت میں رب کے ساتھ کسی کو شریک یا فرمایا  
 اور میری خاص عبادت کر۔ تو خداوند کریم کی عبادت میں  
 شرک لانے والی کیا چیز ہے۔ وہ شرک یہ ہے خیالات  
 باطلہ خواہشات باطلہ۔ حرص۔ حسد۔ تکبر۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ  
 نے قرآن نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔ فَاَقْتُلُوا  
 الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ۔ مشرکوں کو قتل  
 کرو جہاں کہیں پاؤ۔ کہ یہ کفار اور بت پرست ہیں۔ روز  
 قتل کرو۔ مجاہدہ کے ساتھ شیطان لعین اور کینہ لعین حسد  
 تکبر خودی طمع عیش و عشرت۔ جو وقت بھی تمہارے سامنے  
 آجائے۔ تجھے نور الہی اور تصور ذاتی اور جلالت پیر کامل  
 کے سنا اور جس وقت صوفی اور بزرگ خدا کے رو بہ و اپنی نماز  
 میں کھڑا ہو جائے۔ وہ کبھی نماز ہے۔ تصور نور الہی کے ساتھ  
 نیت کرے اپنی نماز کے ساتھ کہ میں خداوند جل و علا کے  
 دربار میں کھڑا ہوا ہوں۔ ایسی ذات پاک کہ وہ وسیع بصیر  
 ہے اور جی متیوم ہے کہ سننے والا اور دیکھنے والا اور



زندہ اور قائم ہے۔ تو کھڑے ہوتے وقت لازم ہے کہ پہلے  
 اپنے تصور کو درست کرے اور تصور ذاتی کے ساتھ تحت  
 عالم امر سے اللہ کا تجلے لے کر اپنے مغز میں رکھے اور روح  
 کے ساتھ ملا کر اپنی رگ رگ میں جاری کرے تاکہ بدن  
 کے اندر سولے نور الہی کے دوسری کسی چیز کی جگہ نہ  
 ہے پھر دعائیت کے نور اور ذاتی نور کے تجلی کو تصور  
 کرتے ہوئے اللہ اکبر کہے کہ تیری ذات پاک بہت بڑی ہے  
 ہر ایک سے یہی تکبر تحریر ہے کہ وجود کے اندر سولے تجلی  
 ذات کبریٰ کے غیر بات کا تصور مرام کو دیتی ہے بعدہ  
 وہ شروع کرے اور لغو ذم لیسم اللہ پڑھے بعدہ سورہ  
 فتح شروع کرے الحمد للہ مراتب العالیین۔ تصور  
 ذاتی کے ساتھ پڑھو کہ عرش معلیٰ سے لے کر تحت الشریٰ  
 تک تمام الوجود عالم میں سب صفت و شمار صرف تیری ہی  
 ذات واحد کے لئے ہے۔ مراتب العالیین۔ جو کہ رب  
 ہے تمام مخلوق کا اور رحمن و رحیم ہے کل کونہ  
 کائنات کا۔ بعدہ تصور نوری کے ساتھ پڑھے مالک یوم  
 الدین کہ کل مخلوقات کا روز جزا میں تو ہی مالک  
 ہے۔ ۲۔ قیامت نعبد۔ اور خاص تیری ہی ذات کی بندگی  
 کرتے ہیں۔ ایسی بندگی کہ تیری ذات کے تجلی سے ہماری  
 دعائیت جدا نہ ہو۔ وایاک نستعین۔ اور خاص  
 تجلی ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ کونسی مدد اهدانا الصراط



المسفقید کہ چلا ہوا راستے سے ہٹ کر چلی رہی روحانیت  
 تیری نور جمال میں محو ہو جائے اور تیری ذات کا تجلی میری  
 روحانیت میں جاری ہو جائے صراط الذین العتد  
 علیہم۔ رستہ ان لوگوں کو جن پر تیری بخشش ہو چکی  
 ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام و شہداء  
 عظام میں جو تیری ذات میں فنا فی اللہ بقا باللہ ہو گئے  
 ہیں۔ غیر المغضوب علیہم۔ اور رستہ ان لوگوں  
 کا جن پر تیری عیبکار ہو چکی ہے۔ جو تیری ذات کے تجلی  
 سے غافل ہیں اور تیری نافرمانیوں کے اندر داخل ہیں  
 اور ان کے دلوں پر غفلت کے پرے ہیں اور تیری ذات  
 کی پہچان نہیں کرتے اور تیری ذات کی دوستی سے بے خبر  
 ہیں۔ ولا الصالحین اور رستہ ان لوگوں کا۔ جو تیری  
 ذات کی دوستی سے گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور تیری ذات کے  
 ملنے کے راستے کو چھوڑ کر اپنے لغزانی رستہ پر جا رہے ہیں  
 یا گمراہ چکے ہیں۔ آمین۔ اللہ کریم اپنی ذات کی محبت عطا  
 فرما۔ اور عذبات سے بچا۔ بعد سورہ اخلاص جو کہ عام  
 پڑھی جاتی ہے۔ اگرچہ فاتحہ و ما تیسر من القرآن  
 سے ثابت ہے جو سورہ بھی پڑھے مگر عام کو یہی سورہ سکھائی  
 جاتی ہے۔ بوجہ آسانی کے۔ قل هو اللہ احد۔ حضور  
 دل کے ساتھ اور تصور تجلی ذات کے ساتھ نور کا شعاع  
 لے کر اپنے مغز میں رکھے اور روح کے ساتھ ملا کر اپنے



رگ رگ ہیں پھر سے پھر روحانیت کا لور ہو کے شعلے کے ساتھ ملا کر  
 احد کے شعلے کا اشارہ دیوے ذاتی لور کی طرف کہ ایک ہی تیری ذات  
 کاملہ کا لور ہی لور ہے پھر تصور کے تجلی کے ساتھ اللہ الصمد پڑھے۔ کہ  
 تیری ذات بے نیاز ہے ملک تیرا بادشاہی تیری ہی ہی ہے لہذا  
 ولہ یولد نہیں پیدا ہوا وہ کسی سے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا  
 ولہ یکن نہ کفو احد۔ اور اسکا مثل کوئی نہیں اور نہ  
 کوئی اس سے پیدا ہوا۔ وہ کوئی شریک ہے۔ کہ جو اس سے مقابلہ  
 کرے بعدہ اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع کو جاؤ تصور تجلی ذات کبریا  
 کے ساتھ تحت عالم امر سے شعلہ لور کا لا کر اپنے مغز میں رکھے  
 روح کے ساتھ ملا کر رگ رگ ہیں پھر سے اور نور معرفت الہی میں  
 محو ہو جائے۔ اور سبحان ربی العظیم کے تصور کے ساتھ تحت  
 الشری سے لور کا تجلی لا کر اپنی روحانیت سے ملا کر سب تجلیات  
 ذات الہی کی طرف لے جائے اور اپنے آپ کو محو کر دیوے تاکہ  
 خداوند کریم کی طرف سے لبیک عبدی کا جواب آوے بعدہ سمع  
 اللہ لمن حمدہ تصور لوری کے ساتھ جل جلالہ کے ساتھ کلام  
 کہے کہ اے رب تو ن سننے والا ہے صفت انار کرنے والی کی ربنا لک  
 الحمد اے رب ہاے سب مخلوقات انار تیری ذات کے لئے ہی ہے بعدہ اللہ  
 اکبر کے تجلی کے ساتھ خداوند کریم کے آگے سرسجدہ ہو جاوے اور صفت  
 وثنار رب العلین کی ادا کرے اور نور الہی کے سمندر میں متغرق  
 ہو جائے۔ یہ کہ الانسان سرمی واناسرہ اور لبیک عبدی  
 کا خطاب ملجا ہے۔ اسلئے کہ کل من علیہا ذان ویسقی



و رتبك ذوالجلال والاكرام لوجب دنيا فاني هرتي  
 نو باقی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی چیز ہے جس سے تعلق قائم ہو اور ولعبہ  
 ربك حتى ياتيك اليقين۔ کا بھی مطلب یہی ہے۔  
 کہ مذکورہ بالا خطاب کا بندہ مستحق بن جاؤ سے اور بزرگانِ خدا ہمیشہ اسی طرح عباد  
 میں مشغول رہتے ہیں اور اسی سے ہی روحانیت حاصل ہوتی ہے۔

## اصول روزہ کا بیان

روزہ شرعی کھانے پینے اور جماع سے طلوع صبح سے لے کر  
 غروب شمس تک رکا رہنا۔ اہل کو روزہ شرعی کہتے ہیں اور یہ جملہ مسلمانوں کے  
 لئے فرض بعد الملبوغ جولانِ حرام میں صرف ماہِ رمضان میں ہے اور صوفیائے  
 کرام کے نزدیک شب و روز سوائے ماہِ رمضان کے بھی روزہ ہوتا ہے۔ اور  
 وہ روزہ یہ ہے کہ آنکھ غیر دیکھنے سے بند کرے دیکھے تو نورِ الہی کے تعلق  
 کے ساتھ دیکھے اور کان غیر سننے سے بند کرے اگر سننے تو صم خدا اور حکم  
 رسول اللہ سننے زبان غیر بولنے سے بند کرے رکھے تاکہ غیر کلام  
 کی فرصت نہ ملے اور ولی خواہشات باطلہ خیالات باطلہ کینہِ حسد بغضِ اولیہ  
 ہمیشہ الذاہر الہی جاری ہوں اور نفسِ امارہ کمزور ہو جاوے تاکہ عیش  
 و عشرت کی جگہ نہ ہوئے۔ **الا بدکرا اللہ تطمئن القلوب**  
 اور دل کو اطمینان ہو جائے تاکہ اور روح کو غذا اپنی اصلی ملتی رہے اور  
 روح منور ہوتی جائے۔ دوسرا بیان صوفیائے کرام کے نزدیک روزہ۔ تو یہ  
 اور تقویٰ کو کہتے ہیں۔ بزرگوں کو لازم ہے کہ تلاشِ دنیا سے پرہیز کرے



اور نور الہی میں مستغرق ہو جائیں اور یہ بندش کامل شیخ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔

## بیانِ زکوٰۃ

قولہ تعالیٰ وَاَلْوَالِدَکَ لِکَوَاۡتِہٖ لَیۡحٰی اَدَا کَرُوۡا زَکٰوٰتِہٖ اِنۡہٗۤ اِلٰی کٰی  
اور اپنے غلے کی اللہ تعالیٰ کے نام پر دوسری زکوٰۃ بدنی ہے آنکھوں کی  
بنیائی کی زکوٰۃ یہ ہے کہ ہر وقت نور الہی کے تجلی کے ساتھ تمام عالم  
پر مہربانی کی نظر ڈالے اور نظر رحمت سے مخلوق خدا کو فیضان الہی سے  
سیراب کرے اور زبان کو صفت خدا و رسول و کلمات خیر میں جاری رکھے  
تاکہ زبان پر لعویات جاری نہ ہوں اور اپنی زبان سے مخلوق خدا کو راضی  
رکھے اور دل کی زکوٰۃ یہ ہے کہ دل داری اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور دل داری  
رعایا کے ساتھ اور دل داری اسم اعظم کے ساتھ اور دل داری سخاوت  
پر ہوا اور دل کے اندر ذاتی نور کا تجلی قائم ہو اور دل کے اندر غیر خیر کی  
جگہ نہ چھوڑے بلکہ ذاتی نور کا تجلی ڈال کر اپنی روحانیت کو فائز  
اعرام فی الیقظة والمنام بنا دے اور یہی اسلام کے اصول ہیں  
سے مقصد اعلیٰ ہے۔

## بیانِ اصولِ اہمیت

اصولِ اہمیت پانچ ہیں۔ تحمل۔ توکل۔ لغتہ۔ رحم۔ انصاف  
تحمل یہ ہے کہ ہر کام تحمل رکھے اور تحمل کے ساتھ عقل قائم رہتا ہے اور  
عقل ہی سے شرعیت کہ ملوث خاطر رکھا جاتا ہے اور جس کے پاس عقل



ہے وہی عاشقِ خدایا بلحاظ شریعت محمدیہ علیہ التحیۃ والتسلیم کما  
 حقہ بن سکتا ہے اور ظلمتِ مخلوق سے اور نفس سے بیزار رہ سکتا ہے  
 اور اسی عقل سے فیضِ رسانی عالم ہو سکتا ہے اور توکل یہ ہے کہ ہر ایک  
 کام میں اللہ تعالیٰ پر توکل رکھے ان اللہ بحیب المتوکلین  
 اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے ان لوگوں کے ساتھ خداوند کریم کی  
 ذات پر بھروسہ رکھتے ہیں جو چیز مانگے تو خداوند کریم سے  
 مانگے سوائے خدا تعالیٰ کے اور سیدہ جائز کے کسی نے آگے طبع رکھے  
 سب اور سب کا ذر اللہ کریم کے سپرد کرے اور خود خداوند  
 کریم کے ذکر میں مشغول ہو جائے اور خدا کی محبت میں فنا ہو جائے  
 کیوں کہ ارشاد الہی ہے۔ **قَالَ ذَكَرَ اسْمًا مِنْ تِلْكَ هِيَ**  
**تَبَيَّنَتْ لِيهِمْ تَبَيُّلاً** اور ذکر کر اپنے رب کا۔ اور کنارہ  
 ہو جا طرف اسکے سب ماسوائے اللہ کو چھوڑ چھڑا کر اور تیسرا  
 اصول حضور ہے اپنے تصور میں تجلی ذات باری تعالیٰ اور  
 عشقِ رسول اللہ صلی علیہ وسلم اور عشق و محبت اولیاء  
 کرام کا تصور کرے کہیں کہ عشق پر سے عشق رسول اللہ اور  
 عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشقِ خداوند کریم حاصل ہوتا  
 ہے۔ اور اسکو تعبیر فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول اور  
 فنا فی اللہ سے سلوک میں کیا جاتا ہے۔ والیہ را حجون  
 کا خطاب در نظر رکھ کر اپنے اقوال و افعال کو اپنے کردار کو ہر  
 وقت درست کرے۔ اور **وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ لَعَلَّ**  
 کی منزل کو پونچھ جاوے۔ جو وقت فقر کا سلسلہ کمالیت پر پہنچ



جاتا ہے تو واصل الی اللہ ہو جاتا ہے۔  
 بزرگانِ خدا خدا را باشند = بزرگانِ خدا از خدا جدا نہ باشند  
 پیکر من ز توحید شد توحید در توحید = من اذان توحید مطلق یا سو کی اللہ نہ دید  
 المؤمن مرآة لئسوف من۔ دل کی صفائی اور شیشہ دل کو  
 بنانا ذکر الہی سے ہی حاصل ہوتا ہے اور نبی ہی فیضِ رسانی مخلوقات  
 ہوگا۔ اور اسی پیر سے مرید فیض حاصل کرے گا۔ مرید کو لازم  
 ہے کہ پیر کے تصور کو لازم رکھتے یعنی اس کی طرح نورانی لبہاں  
 حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ چوتھا اصول اسلام کا یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے بدن  
 پر رسم کرے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے لا یكلف  
 اللہ نفساً الا و سحہا، نہیں تکلیف دیتا اللہ تعالیٰ کسی نفس  
 کو مگر اس کی طاقت کے بموجب تو تم اپنے نفسوں پر کیوں ظلم کرتے  
 ہو۔ اپنے نفس پر ظلم کیا چیز ہے یعنی خواہشات باطلہ اور خبیات  
 باطلہ حرص حد بغض کینہ غیر نظر غیر کلام غیر سننا غیر رفاہ  
 خدا کی نافرمانی میں قدم رکھنا ہر قسم کا اپنے نفس پر اپنے  
 طرف سے ظلم ہے تو ان غیریات کو دور کرے اپنے پر کامل کے  
 تباہے ہوئے فرمان کی تابعداری کرے پانچواں اصول انصاف ہے  
 کہ اپنے بدن سے انصاف کا برتاؤ کرے کہ تصور لوری سے  
 غیر بوجہ بدن سے اتار کر اپنی روحانیت کو منور کرے اور یہی بدن  
 کے ساتھ انصاف ہے۔



## خلافت کے پانچ اصول

خیال - چال - تصور - سانس - ہر ایک کو پابندی شریعت کے باوجود تصور اسم ذات میں نہہک مستغرق رکھے - خیال کو اس طرح کہ دیکھنے اگر دنیا کی کیطرف متوجہ ہے - تو دنیا سے سوڑ کر تصور اسم ذاتی سے کیطرف لگا دے - اور چال کو اس طرح کہ لغویات میں قدم نہ رکھے ہر قدم باعث نیکی و ارادہ خیر ہے اور باپاں قدم اٹھاتے وقت اللہ کا تصور دیوے اور باپاں قدم اٹھاتے وقت اللہ کا اشارہ دے کہ تمام رگ رگ میں تجلی اسم ذات جاری کر دیوے اور روحانیت کی رفتار خدا کی طرف رکھے - تیسرا اصول تصور ہے - کہ اپنے تصور میں تصور اسم اعظم کو ملا کر ذاتی نور کو پھڑے چھوٹا اصول سانس ہے کہ سانس کوئی لغو نہ جاوے ہر ایک سانس کے ساتھ چار سو اسم اللہ بدن سے نکلے چوبیس گھنٹے دن رات ہے چوبیس ہزار سانس انسان کے بدن سے دن رات میں جاری ہوتے ہیں جن میں سے کوئی سانس لغو نہ جاوے - کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللانفا من معد و مات کل نفس یخرج لخبیر ذکر اللہ فلو میت - تمام سانس معدود ہیں جو سانس بغیر ذکر الہی کے نکلتا ہے تو وہ میت شمار کیا جاتا ہے تو اپنے سانس میں بھی اسم اعظم کو لازم پکڑو تاکہ ہر ایک سانس سے چار سو اسم اعظم نکلے اس طرح کہ انسان کی تین سو ساٹھ رگ ہے اور روح قلب زبان آنکھ کان سرخنی اور لطائف تو چار سو دفعہ پورا ہونا



ہے اور اسی منزل والا وہ اصل خدا ہوتا ہے۔

## اصول اولیائی کا بیان

اولیائی کے پانچ اصول ہیں۔ تصور خیال کا اور تصور نظر تصور کلام۔ تصور اسم اعظم۔ تصور ذاتی نور۔ تصور خیال کا یہ ہے کہ انسان اپنے خیال کی طرف تصور کرے۔ کہ میرا خیال عالم ناسوت میں ہے یا کہ مقام لاہوت میں ہے اگر مقام ناسوت میں ہے تو فوراً ذاتی تصور کے ساتھ موڑ کر مقام لاہوت میں لگائے تاکہ ذاتی واحد نور کے ساتھ منور ہو جائے تصور نظر کا یہ ہے کہ اپنی نظر کی طرف خیال کرے کہ میری نظر ذاتی ہے یا روحانی یا جسمانی اگر جسمانی ہے تو فوراً نظر کو موڑ کر تصور ذاتی کے تجلی کے ساتھ منور کرے تاکہ نظر کرے تو ذاتی نور کے تجلی کے ساتھ کرے اور نور معرفت کے ساتھ دیکھے۔ تصور کلام میں ہے کہ کلام کے ذاتی نور کے ساتھ اور ذاتی نور کے ارادے کے ساتھ اور ذاتی نور کے ارادے کے ساتھ تاکہ لان الفقر سبب الرحمان کا مصداق بن جاوے یعنی زبان فقیر تلوار خدا ہوتی ہے اور ذاتی نور کے اندر محو کرے تاکہ فقر کا سلسلہ انتہا پر پہنچ جائے اور حکم خدا نور الہی کے تجلی کے ساتھ مخلوقاً خدا کو سیراب کر کے رحمت خدا میں داخل کرے اور کلمہ حیرانہ اخراجت للناس کا صحیح مصداق بن جاوے

## بیان اصول غوثیت

غوثیت کے پانچ اصول ہیں۔ دلداری اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ دلداری اہل



اللہ کے ساتھ دلداری اہل کار کے ساتھ۔ دلداری اسم اعظم کے ساتھ۔ دلداری  
 رعایا کے ساتھ دلداری اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ ہے کہ ہمیشہ دل پر خداوند تعالیٰ  
 کے ذاتی نور کا تجلی جاری رکھے۔ دلداری اہل اللہ کے ساتھ یہ ہے کہ ہمیشہ مجلس  
 اولیا اللہ میں مشغول رہے۔ اور مالک خواہشات ہوئے۔ دلداری اہل کار کے ساتھ یہ ہے  
 کہ ہمیشہ اپنے اعمال نامہ کے بہتری کا خیال رکھے کیوں کہ یہ بھی شاید ہوں گے مراد ملائکہ میں دلداری  
 اسم اعظم کے ساتھ یہ ہے کہ اس کو اپنا حریف جان بنا لے دلداری سلاہ کے ساتھ ہے  
 کہ ہمیشہ مخلوق کا خدا کو راضی رکھے مرنات اہل کے ماتحت اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے کی  
 تزعیب دلوں اور زندہ دلوں کو مقرب الی اللہ ہونے کی مشورہ خیر پیش کرے تاکہ منازل  
 کی کالیت کو خوشی سے ملے کرے جاویں۔ اور منزل مقصود کو پہنچ جاویں۔

## بیان اصول سلسلہ نقشبندیہ

چار اصول ہیں۔ ہوش دردم نثر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن ہوش  
 دردم یہ ہے کہ دم میں ہوش یار و بیدار رہے اور دم کے ساتھ ذکر الہی جاری رکھے اللہ  
 تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنبولہم  
 یعنی ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کا جو کہ سب جہاں کا مالک ہے اپنے سینے کے اندر خواہ کھڑے  
 ہو خواہ بیٹھے یا لیٹے ہو (یہ مطلب بھی مغربین نے اس آیت کے ماتحت لکھا ہے اگرچہ  
 لفظ ذکر سے نماز مراد ہے۔ اور تاکید نماز کے لئے ہے کہ کسی حالت میں بھی نہ چھوڑے  
 تو ایک وقت بھی اپنے سانس کو ذکر الہی سے خالی نہ جانے دو کیونکہ ذکر الہی سے خود اللہ تعالیٰ  
 کا ذاتی تجلی حاصل ہوتا ہے اور قرآن مجید میں چار ہزار بار اسم اعظم ہے جو ایک بار تین سو ساٹھ  
 کلموں و روح آنکھ زبان کان سانس کے ساتھ اسم اللہ پڑھے تو چار ہزار بار اسم اللہ  
 پڑھا جاتا ہے۔ مگر یہ ہمیں سے معلوم نہ کریں کہ پھر تلاوت قرآن کی



کیا ضرورت رہی۔ بلکہ تلاوت قرآن مجید کا ثواب اپنی جگہ ہے اور یہ اشارہ تصور اسم ذات سے مرتبہ حاصل ہے۔ اور زمین و آسمان عرش و کرسی جنت و دوزخ سب موجودات اسم اللہ کے تجلی سے کھڑے ہیں اور ہر ایک چیز خدا کے حکم سے قائم ہے۔ اور نور صفائی کا تجلی ہے۔ اور ذاتی واحد نور کی صفت کرتے ہیں۔ اور جن کے وجود میں ذاتی واحد نور کی طرف سے تجلی آجائے تو سب جہان اس کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔ اور سب جہان پر صاحب فضیلت ہو جاتا ہے۔ اور ایسے ہی کامل انسان کے متعلق آیا ہے کہ اَلانسان سیری وَاَنَا سِرٌّ اور قرآن کریم نے اعدیان فرمایا۔ فاذْ كُفِرْتُمْ اِذْ كُفِرْتُمْ وَاَشْكُرْتُمْ وَاَلِي كُفِرْتُمْ ، تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محبت خدا حاصل ہوتی ہے۔ اور جو اللہ کی محبت میں مستغرق ہو گیا۔ تو سب مخلوقات میں سے اس سے ادنیٰ اس کے قدموں پر گریں گے۔ رہنمائی حاصل کرنے کے لئے۔

### اہل صبر کا بیان۔ صابر اور صوفیوں کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ  
 اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ . یعنی اسے ایمان والو مدد حاصل کرو  
 ذات باری تعالیٰ سے ساتھ اختیار کرنے صبر کے اور قائم رکھنے  
 نماز سے تو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔



اس کی امداد ایسے لوگوں کے ساتھ ہر وقت شامل حال رہتی ہے اور یہ صفات صبر و صلوة ذاتی نور کے صفات میں سے ہیں۔ ان کو اختیار کرنے سے ذاتی نور کا تجلی حاصل ہو جاتا ہے اور صبر کے درجات اپنی اپنی خواہشات کے مطابق ہیں۔ جس حد تک خواہشات نفسانیہ کا غرور ہو ان کو روکنے کے لئے نفس کو صبر کی تلقین دو۔

یہاں دو صوفیوں کا قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ ایک صوفی بلخ بناموا کا رہنے والا تھا۔ اور دوسرا روم کا رہنے والا تھا دونوں کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ روم والے نے بلخ والے سے پوچھا بتاؤ صبر کیا چیز ہے۔ بلخ والے نے کہا۔ کہ صبر یہ ہے کہ روٹی ملی تو کھالی۔ اور اپنے رب کا شکر بجالا۔ نہ ملی تو روٹی کی جگہ ذکر الہی سے بھر دی۔ کسی سے طمع نہ کیا۔ اور نہ ہی کسی کی پرواہ کی

یہ سن کر روم والے نے کہا۔ کہ اسے صوفی بلخ یہ صبر تو کتے کا صبر ہے۔ کہ کتے کو اگر روٹی ملی گئی تو کھا کر اپنے مالک کا پیرا دیتا ہے۔ نہ ملی تو کسی کے دروازے پر نہیں جاتا بلکہ بھوکا پیاسا۔ مالک کے دروازے پر پٹا رہتا ہے۔

بلخ والے نے کہا۔ کہ بس میرا علم اسی جگہ تک ہے۔ آپ ازراہ مہربانی مجھے آدمی کے صبر سے واقف کر دیں۔ کہ آدمی کا صبر کیا ہے۔

روم والے نے کہا۔ کہ روٹی ملی گئی۔ تو خدا کے براہ میں



دے دی۔ اور روٹی کی عکبہ ذکرِ الہی سے بھجروی۔ اگر روٹی نہ  
 ملے تو نور معرفت میں اس قدر ڈوب جائے۔ اور ذاتی نور  
 میں اس طرح محو ہو جائے۔ کہ یہ جہاں یا وہی نہ رہے۔

## مراقبہ اور اس کی منزلیں

مراقبہ کی پانچ منزلیں ہیں۔ اول مراقبہ شریعت و طاعت  
 و عبادت و مشاہدہ ہے۔ اس مراقبہ میں جو کچھ دیکھتا ہے  
 مقام سے ہوتا ہے۔

دوئم، مراقبہ ملکوت ہے۔ اس مراقبہ والا صاحب جو کچھ  
 کرتا ہے۔ ورو و ظائف یا طہارت اور فرشتوں کی طرح ملکوتی  
 صفت رکھتا ہے۔

سوم، مراقبہ اہل جبروت اہل اللہ و ذکر اللہ ہے۔ اس  
 مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے۔ مقام جبروت سے ہوتا ہے  
 چہارم، مراقبہ مقام لاہوت و اہل معرفت ہے۔ اور  
 اس مقام والا جو کچھ دیکھتا ہے۔ مشاہدہ ربوبیت مقام لاہوت  
 سے ہوتا ہے۔

پنجم مراقبہ حضور فنا فی اللہ جو مقام ربوبیت سے حاصل  
 ہوتا ہے۔ اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے۔ وہ سب مقام  
 ربوبیت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور بجز توحید اس مقام میں  
 اور کچھ نظر نہیں آتا۔ مولانا روم فرماتے ہیں  
 خدا یا تو ترا میں چشم باریہ



بیشتر معرفت حق روغاید

چہ واندمرودہ دل طالب چو مردار

زخود خنبرش نذار و اہل دیدار

اہل عبودیت ناسوتی کا خدا تعالیٰ کا خواب میں دیکھنا

درست ہے۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے

بارہا خداوند کریم کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور اہل الشرع

نے درست رکھا ہے۔ اسی طرح اہل ربوبیت خدا تعالیٰ کو

کو مشاہدہ میں مراقبہ میں خودی بے خودی دیکھتے ہیں۔ اور یہ دیکھنا

اس آیت کریمہ کی رو سے جائز ہے۔ من کان فی

ہذا اعنی فہو فی الآخرة اعنی۔ جو دنیا میں حق

تعالیٰ سے اندھا ہے۔ وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔

## طریقہ نقشبندیہ کے احکام اور سبق کا طریقہ

نماز عصر سے پہلے چار رکعت سنت زائد پڑھے۔ پھر

فرض نماز کی ادائیگی کے بعد تقریباً تین منٹ مراقبہ کرے۔ اور

اسم ذات پڑھے۔ بعد ایک ہزار دفعہ اللہ لا الہ الا

ہو پڑھے۔ نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نفل پڑھے۔ پھر

ایک رکعت میں تین بار سورۃ اخلاص پڑھے۔ پھر تقریباً تین منٹ

مراقبہ کرے۔ نماز عشاء سے پہلے چار رکعت سنت زائد

ادا کرے۔ بعد فرض و سنت پڑھے۔ بعد نماز تقریباً تین منٹ

مراقبہ کرے۔ درود شریف ایک ہزار بار پڑھے۔ نماز فجر



کے بعد اکیس بار سورۃ فاتحہ الحمد شریف پڑھے۔ آمین تک۔  
 گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ وقت سحر بارہ رکعت نماز  
 تہجد پڑھے۔ ہر ایک رکعت میں تین تین بار سورۃ اخلاص۔  
 ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت نماز نفل پڑھے۔ اور نماز سے  
 بعد مراقبہ کرے۔ اور اسم ذات اللہ پڑھے۔



اللہ

اللہ اللہ کن کہ اللہ سے شوی

ایں سخن حق است والد سے شوی

عارف باللہ مولانا روم



# ترتیب نختم خواجگان نقشبندی

اس نختم شریف کو روزانہ پڑھنے کا جس وقت بھی فرصت ہو معمول رکھے

- ۱، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۰۰ دفعہ
- ۲، درود شریف ۱۰۰
- ۳، الحمد شریف امین تک ۶
- ۴، سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ ۶
- ۵، اِخْلَاص ۱۰۰۰
- ۶، يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ ۱۰۰
- ۷، يَا كَافِيَ السُّعَاتِ ۱۰۰
- ۸، يَا ذَا فَعِ الْبَلِيَّاتِ ۱۰۰
- ۹، يَا شَافِيَ الْأَمْرَاضِ ۱۰۰
- ۱۰، يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ۱۰۰
- ۱۱، يَا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ ۱۰۰
- ۱۲، يَا أَحْلَ الْمَشْكَلَاتِ ۱۰۰
- ۱۳، يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ أَغْنِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ۱۰۰
- ۱۴، يَا مُنْزِلَ الْبَرَكَاتِ ۱۰۰
- ۱۵، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۱۰۰
- ۱۶، درود شریف آخر ۱۰۰
- ۱۷، مراقبہ تقریباً تین منٹ اور دعائے مناجات



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مناجات

یا الہی خستہ عالم دہم کن بر حال ما  
 عارف با اللہ محی الدین محبوب خدا  
 یا رسول اللہ بجزمت غوث اعظم پیر ما  
 از کرم مسمور داری کن منور قلب ما  
 قبلہ عالم نظام الدین سلطان ملوک  
 گل محمد خواجہ عبدالصبور اہل دوق  
 خواجہ محمود قاور با سطور شاہ حسین  
 شاہ محمد اکنہ درویش زاہد بے لیا  
 شیخ علاؤ الدین خواجہ نقشبند شاہ کلال  
 خواجہ محمود غار عبد خالق پاکمال  
 بو الحسن خرقانی حضرت یار یارین  
 حضرت سلمان آن صدیق اکبر یار غار  
 کن منور قلب ما از نیر عرفان خویش  
 بہر ذات پاک خودے خالق ارض و سما

اتقادارم بفضلت نیت جز تو حال ما  
 واقف اسرار حقانی جمال اولیا  
 غوث ربانی کہ آمد ہر دو عالم مقتدا  
 غوث امت خواجہ محمد قاسم پیر ہدی  
 حضرت عبدالعزیز عبدالمحبید اقیب  
 حافظ احمد شاہ عنایت عبداللہ با وقا  
 شیخ سرہندی محمد بیاتی اہل بقا  
 خواجہ احرار شاہ یعقوب چرخ پُر ضیا  
 خواجہ بابا سماسی او علی با سخا  
 خواجہ بو بو سعف شاہ بو علی اصغیا  
 جعفر صادق امام قاسم صدق و صفا  
 سید عالم محمد مصطفیٰ نور خدا





حیات محمد اوست

مصطفیٰ رسول تو لست را که دین همه اوست

اگر باو نرسیدی تمام بودی اوست



اقبال

اللهم اغفر لعقابہ ، وریب العابدین وابد  
خاکبائے سنگان درویشاب ، راولپنڈی

(هدیہ از پسر راولپنڈی)



حیات محمد اوست

مصطفیٰ رسول تو لست را که دین همه اوست

اگر باو نرسیدی تمام بودی اوست



اقبال

اللهم اغفر لعقابتہ ، و عیب العابدین و ابد  
خاکبائے سنگان درویشاب ، راولپنڈی

(هدیہ از پسر راولپنڈی)



